مظہر کلیم ایم اے
عمران سیریز
کراس کلب

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ------- اشرف قریشی

---------- یوسف قریشی

پرنٹر -------- محمد یونس

طابع -------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت -------- 40/- روپے

چند باتیں

محترم قارئین!

ایک انتہائی دلچسپ اور قہقہہ انگیز ناول آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ عمران اس بار ایک بالکل ہی مختلف اور منفرد روپ میں سامنے آتا ہے اور یہ روپ ہے پرائیویٹ جاسوس حشر ترکی کا۔ اور سیکرٹ سروس کے ممبران حشر ڈیٹکٹو ایجنسی کے کارکنوں کے روپ میں سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتے نظر آتے ہیں۔

حشر ترکی ایک ایسا کردار ہے جو قدم قدم پر قہقہوں کی پھلجڑیاں چھوڑتا دکھائی دیتا ہے۔ مگر یہ پھلجڑیاں اس وقت آتش فشاں کا روپ دھار لیتی ہیں جب دنیا کی سب سے خطرناک تنظیم "کراس کلب" کا ماسٹر بلگرام میدان میں کود پڑتا ہے۔ مگر جب حشر ترکی اور ماسٹر بلگرام کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو یقین کیجئے عمران حشر ترکی کے روپ میں ماسٹر بلگرام کو اپنے تازہ اشعار سنا سنا کر بیہوش ہونے پر مجبور کر دیتا ہے جی ہاں! ____ شاعری اور وہ بھی عمران کی۔ ماسٹر بلگرام کی کیا جرأت ہے کہ وہ بیہوش نہ ہو۔ مگر کراس کلب جیسی بین الاقوامی تنظیم جس کا دعویٰ تھا کہ اس کا مشن کبھی ناکام نہیں ہوا ____ بھلا اتنی آسانی سے کیسے شکست تسلیم کر لیتی ____؟ اور پھر وہی ہوا۔ عمران، سیکرٹ سروس اور کراس کلب کے

درمیان ایک اہم راز کے لئے جان لیوا اور خوفناک کشمکش شروع ہوگئی
اور بلیک زیرو اس راز کی خاطر اپنی ناک تڑوا بیٹھا ــــ مگر
کراس کلب عمران کی آنکھوں کے سامنے راز لے اُڑنے میں کامیاب
ہوگیا۔ مگر عمران سوائے بے بسی سے دیکھنے کے اور کچھ بھی
نہ کر سکا۔ پاکیشیا کا اہم ترین راز عمران کے سامنے موجود تھا لیکن عمران
آخر وقت تک اُسے تلاش ہی کرتا رہا۔

ایک ایسی کہانی جس میں ایکشن اور سسپنس کے ساتھ ساتھ قہقہوں
کا حسین ترین امتزاج موجود ہے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کو یہ کہانی بے حد پسند آئے گی۔ پڑھ کر
دیکھ لیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم۔ ایم۔ اے

عمران نے نئے ماڈل کی شیورلٹ کار کو یوں آنکھیں موند کر دیکھا جیسے
قصائی بکری کا جائزہ لے رہا ہو۔ کبھی وہ جھک کر اُسے نیچے سے دیکھتا۔ کبھی
وہ گھوم کے آگے سے ایک مخصوص زاویے سے اس کا جائزہ لیتا۔

"آپ نے کار خریدنی ہے جناب ــــ یا صرف دیکھنی ہے ــــ؟"
سیلز مین نے انتہائی اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"خریدنی بھی ہے ــــ اور دیکھنی بھی ہے ــــ دیکھو میاں
سیلز مین! ــــ ہماری آج تک شادی اس لئے نہیں ہو سکی کہ لوگ لڑکی
نہیں دیکھنے دیتے ــــ اور بغیر دیکھے ہم شادی کر نہیں سکتے" ــــ عمران
نے منہ میں دبے ہوئے پان کی پیک سڑک کی طرف اچھالتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ لڑکی کو بھی اسی طرح دیکھتے ہوں گے ــــ جس طرح پچھلے دو گھنٹوں
سے اس کار کو دیکھ رہے ہیں" ــــ سیلز مین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب دیکھو میاں سیلز مین! ــــ شادی روز روز تو ہوتی نہیں۔

اس لئے کم ازکم اتنا تو مجھے حق ہے کہ میں دو چار روز تک ہر زاویے سے دیکھ بھال کرلوں ______ مگر یار لوگ دو چار منٹوں بعد ہی جوتے مار کر گھر سے بھگا دیتے ہیں ____ کیا زمانہ آگیا ہے" ______ عمران نے مسمی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

اور سیلز مین نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی اکتاہٹ اور بوریت جو عمران کی وجہ سے اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تھی یکلخت دور ہوگئی۔ ورنہ اس سے پہلے وہ مرنے کی حد تک بور ہو چکا تھا۔

عمران دو گھنٹے قبل شو روم میں داخل ہوا تھا۔ اس نے تنگ موری کے پاجامے کے اوپر کڑھا ہوا کرتا اور اس پر کوٹ پہن رکھا تھا اور سر پر پھندنے والی سرخ رنگ کی ترکی ٹوپی تھی۔ منہ میں پان کی شاید تین چار گلوریاں دبی ہوئی تھیں اور آتے ہی وہ اس کار کا جائزہ لینے میں مصروف ہوگیا۔

سیلز مین پہلے تو کافی دیر تک اس کار کی خوبیاں بتاتا رہا لیکن بعد ازاں خود ہی چپ ہوگیا کیونکہ عمران نے اس کی کسی بات پر ذرا سی توجہ تک نہ دی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ بہرہ ہو۔ وہ بس مختلف زاویوں سے کار کو ہی دیکھتا رہا۔

پھر سیلز مین نے اس سے بات کر کے اس کی حیثیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کی لیکن عمران نے اس کی کسی بات کا جواب تک نہ دیا تھا اور پھر تنگ آکر سیلز مین واپس کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھ گیا لیکن وہاں بھی اسے چین نہ آیا۔ اس کی سیلز مین شپ کی رگ بار بار پھڑک اٹھتی اور وہ پھر عمران سے آکر مخاطب ہو جاتا۔

مگر عمران نے تو جیسے اس کی بات نہ سننے کی قسم کھا رکھی تھی اور سیلز مین تنگ آکر دوبارہ بیٹھ جاتا۔ وہ عمران سے زیادہ سخت لہجے میں بھی بات نہ کر سکتا تھا کیونکہ اس شو روم میں بیٹھ کر اسے کئی بار تلخ تجربے ہوتے تھے کہ بظاہر پھٹیچر سے نظر آنے والے لوگ بعد میں کروڑ پتی بلکہ ارب پتی نکلے اور جو لوگ لباس اور رویے سے کروڑ پتی لگتے تھے وہ بس کار دیکھ کر ہی دل بہلانے والوں میں سے تھے۔

عمران کی ظاہری حالت سے سیلز مین نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ کوئی بگڑا ہوا نواب ہے۔ جو چاہے تو ایک لمحے میں دس کاریں خرید لے۔ اور اگر نہ چاہے تو ایک رومال خریدنے سے بھی قاصر رہ جائے۔ اب خدا خدا کر کے عمران نے اس کی بات کا جواب دیا اور بات ہی ایسی کی تھی کہ سیلز مین کی ساری بوریت دور ہوگئی۔

"آپ کی تعریف جناب" ______؟ سیلز مین نے پوچھا۔

"میاں اپنے منہ سے خود تعریف کرنا شریفوں کا شیوہ نہیں ہے" ______ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر کار کا جائزہ لینے میں مصروف ہوگیا۔

سیلز مین جھینپ کر خاموش ہوگیا۔

چند لمحوں بعد عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ڈھیلے ڈھالے قدم اٹھاتا کاؤنٹر کے قریب پڑی ہوئی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔ سیلز مین نے جلدی سے اپنی کرسی سنبھال لی۔

"آپ کو یقیناً کار پسند آئی ہوگی" ______ سیلز مین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے تو ٹھیک ہے ــــ گزارا کر جائے گی ــــ لیکن اس کا پچھلا دروازہ اگلے دروازے سے چھوٹا ہے ــــ بس یہی اس میں بہت بڑی خامی ہے" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی! ــــ کیا کہہ رہے ہیں آپ ــــ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کاریں خود کار مشینوں میں بنتی ہیں ــــ اس لئے ان میں آدھے انچ کا بھی فرق نہیں ہو سکتا" ــــ سیلزمین نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس ناپنے والا فیتہ ہے" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ہے" ــــ سیلزمین نے جواب دیا۔

"نکالو ــــ اور چلو اسے ناپو ــــ ابھی معلوم ہو جاتا ہے" ــــ عمران نے چیلنج والے انداز میں کہا۔ اور سیلزمین بھی شاداب تفریح پر اتر آیا تھا۔ اس نے کاؤنٹر کی دراز سے فیتہ نکالا اور کار کی طرف چل پڑا۔ اور پھر کار کی ناپ ہونی شروع ہو گئی۔

"دیکھیے جناب! ــــ بالکل برابر ہے" ــــ سیلزمین نے فاتحانہ انداز میں کہا۔

"کہاں برابر ہے ــــ؟ میاں حقیقت پسند بنو ــــ آگے والا دروازہ پچھلے دروازے سے انچ کا دسواں حصہ چھوٹا ہے" ــــ عمران نے غصیلے انداز میں کہا۔

"انچ کا دسواں حصہ! ــــ یہ کیا بات ہوئی" ــــ؟ سیلزمین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یعنی کوئی بات ہی نہیں ہوئی ــــ میاں سیلزمین! یہاں کار

میں عیب لگ گیا ہے ــــ اور اب لوگ کیا کہیں گے کہ حشر تک عیب دار کار پر چڑھا بیٹھا ہے" ــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب! ــــ آپ نے کار نہ خریدنی ہو تو اور بات ہے ــــ ورنہ یہ انچ کے دسویں حصے والی بات بس آپ کا وہم ہے" ــــ سیلزمین نے بڑی مشکل سے منہ پہ آئے ہوئے سخت الفاظ کو بدلتے ہوئے کہا۔

"خریدنی تو ہے میاں! ــــ مگر بے عیب ــــ یہی انچ کا دسواں حصہ تو اب تک ہمیں کنوارہ رکھے ہوئے ہے" ــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب! ــــ اس طرح تو قیامت تک آپ شادی کر سکتے ہیں ــــ اور نہ کار خرید سکتے ہیں ــــ مجبوری ہے" ــــ سیلزمین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے منہ میں گھی شکر ــــ چلو قیامت کے بعد کا تو سکوپ بن ہی گیا" ــــ عمران نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔ اور سیلزمین بے بسی سے عمران کو دیکھتا رہ گیا۔ ظاہر ہے۔ اب وہ کیا جواب دے سکتا تھا۔

"اپنے فیصلے میں تھوڑی سی ترمیم کر لو تو تمہاری ہم پر بڑی کرم نوازی ہوگی۔ ورنہ مجبوری ہے ــــ قیامت کا انتظار کرنا ہی پڑے گا" ــــ عمران نے چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیا۔

"جی کیسی ترمیم" ــــ؟ سیلزمین نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بس اتنی سی کہ قیامت سے پہلے ہم کار لے لیں ــــ شادی چلو قیامت کے بعد کر لیں گے" ــــ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"تو میں نے آپ کو کب منع کیا ہے کار خریدنے سے" ــــ سیلزمین

نے چونکتے ہوئے کہا۔

"شکریہ شکریہ! ___ آپ جیسے لوگوں کی وجہ سے تو یہ دنیا قائم ہے کتنے مہربان لوگ ہیں آپ ___ فرمایئے! اس عیب دار کار کی کیا قیمت پیش کروں" ___؟ عمران نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"جی اس کار کی قیمت صرف دو لاکھ روپے ہے" ___ سیلزمین نے دو لاکھ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی رعایت نہیں ہو سکتی ___؟ دیکھو میاں! ___ دو لاکھ کی تو خیر کوئی بات نہیں ___ مگر یہ "حرف" ___ یہ شاید ہمارے پاس نہ ہو" ___ عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"جی میں دو لاکھ ہی تو کہہ رہا ہوں" ___ سیلزمین نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"مگر تم نے تو صرف ۲ لاکھ روپے کہے ہیں ___ بس اتنی رعایت کردو کہ دو لاکھ لے لو ___ اور صرف چھوڑ دو ___ اللہ تعالےٰ تمہیں جزائے خیر دیگا" ___ عمران نے مسکین سا لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ کر دی رعایت" ___ سیلزمین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھی تھیں، اُسے اپنا بھاری کمیشن جیب میں پڑا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

"شکریہ شکریہ! ___ ایک بار نہیں ___ ہزار بار شکریہ ___! تم بے فکر رہو ___ میں تمہارے مالک کو بالکل نہیں بتاؤں گا کہ تم نے میرے ساتھ اتنی بڑی رعایت کر دی ہے" ___ عمران نے کہا اور پھر

اس نے اپنے کُرتہ کے بٹن کھولے اور اندر پہنی ہوئی بنیان کی اندرونی جیب سے ایک پھولدار بٹوہ نکالا۔ بٹوے کو اس نے بڑی احتیاط سے کھولا اور پھر اس میں سے چیک بک باہر نکالی۔

سیلزمین نے چیک بک دیکھ کر برا سا منہ بنالیا مگر خاموش رہا۔

عمران نے ایک چیک پھاڑا اور پھر جیب سے پین نکال کر اس پر فرم کا نام اور دو لاکھ روپے کی رقم لکھ کر اس نے لمبے سارے دستخط کر دیئے اور چیک بڑے مودبانہ انداز میں سیلزمین کی طرف بڑھا دیا۔

سیلزمین نے چیک لیا اور پھر اس پہ بنک کا نام پڑھ کر اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا کریڈل اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو! ___ میں موٹر سیلز سے بول رہا ہوں ___ اکاؤنٹ نمبر سات ہزار چار سو چالیس کی طرف سے دو لاکھ کا چیک ہمیں دیا گیا ہے ___ آپ اس کے کیش ہونے کی گارنٹی دیتے ہیں" ___؟ سیلزمین نے رابطہ قائم ہوتے ہی پوچھا۔

"کیا اکاؤنٹ نمبر بتایا آپ نے" ___؟ مینجر نے چونکتے ہوتے پوچھا۔

"اکاؤنٹ نمبر سات ہزار چار سو چالیس" ___ سیلزمین نے غور سے چیک پر لکھے ہوئے اکاؤنٹ نمبر کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"محترم! ___ اتنا بڑا نمبر تو شاید دنیا کے کسی بھی بنک میں نہ ہو ___ ہمارے بنک میں تو دو ہزار سے اوپر نمبر ہی نہیں ہیں ___" مینجر نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ——— سیلز مین نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر زور سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اُسے منیجر کی بات سُن کر آگ لگ گئی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کسی فراڈی سے ٹکرا گیا ہے خوامخواہ وقت ضائع کیا۔

"معاف کیجئے ——— ہم یہ چیک نہیں لے سکتے ——— اگر آپ کیش رقم دے سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ——— ورنہ تشریف لے جایئے"۔ سیلز مین نے چیک عمران کی طرف پھینکتے ہوئے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

"کیوں! ——— اس چیک کی ناک بہہ رہی ہے" ——— ؟ عمران نے بھی جواب میں بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بنک میں یہ اکاؤنٹ ہی موجود نہیں ہے ——— کیش کہاں سے ہوگا" ——— ؟ سیلز مین نے ناگوار سے لہجے میں جواب دیا۔

"اکاؤنٹ ہی موجود نہیں ہے ——— یہ کیسے ہوسکتا ہے" ——— ؟ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ابھی آپ کے سامنے منیجر سے بات ہوئی ہے" ——— سیلز مین نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مگر تم تو سات ہزار چار سو چالیس نمبر اکاؤنٹ کی بات کر رہے تھے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے چیک پر یہی اکاؤنٹ نمبر درج ہے" ——— سیلز مین نے کہا اور عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے چیک کو دیکھنے لگا۔

"مگر اس چیک پر تو ایک ہزار چار سو چالیس لکھا ہوا ہے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہوسکتا ہے ——— میں نے خود دیکھا ہے ——— یہ دیکھئے

سات (7) لکھا ہوا ہے ——— آپ مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں" ——— سیلز مین نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا! ——— تم اسے سات پڑھ رہے ہو ——— بھئی بہت زیادہ پڑھے لکھے معلوم ہوتے ہو ——— تبھی تو سیلز مین ہو ——— اگر اتنا نہ پڑھے ہوتے ہوتے تو یقیناً اس شوروم کے مالک ہوتے ——— بھئی یہ سات نہیں ——— ایک ہے ——— یہ ایک کے ساتھ جو چھوٹی سی لکیر ہے۔ یہ تو دراصل سٹارٹنگ پوائنٹ ہے" ——— عمران نے سیلز مین کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"صاف سات لکھا ہوا ہے ——— بہرحال میں یہ چیک نہیں لے سکتا" ——— سیلز مین نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا ——— اچانک ایک خوش پوش نوجوان شوروم میں داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر سیلز مین جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا بات ہے اکرم" ——— ؟ اس نوجوان نے سیلز مین کے قریب آکر پوچھا۔

"جناب! ——— یہ صاحب شیورلیٹ خریدنا چاہتے ہیں ——— انہوں نے چیک دیا ہے جس پر اکاؤنٹ نمبر سات ہزار چار سو چالیس لکھا ہوا ہے میں نے بنک منیجر سے بات کی تو اس نے کہا کہ اس نمبر کا اکاؤنٹ ہی نہیں ہے ——— اور اب یہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ سات نہیں ایک ہے۔ بس ایک کے ساتھ لکیر لگ گئی ہے" ——— سیلز مین نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"دکھائیے مجھے" ——— نوجوان نے عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے چیک کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیوں دکھاؤں ——— ؟ آپ نے کوئی چیک خریدنا ہے" ——— ؟ عمران نے ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ شوروم کے مالک سیٹھ اسحاق ہیں" ——— سیلزمین نے جلدی سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"سیٹھ اسحاق ——— اچھا اچھا" ——— عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے یوں جھک کر آداب کیا جیسے کوئی مقدس ہستی سامنے آگئی ہو۔

"چیک مجھے دکھائیے" ——— سیٹھ اسحاق نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے ہاتھ سے چیک خود ہی اچک لیا۔

"سات بھی ہو سکتا ہے ——— اور ایک بھی ——— آپ کی تعریف؟" سیٹھ اسحاق نے چیک سے نظریں ہٹاتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے لوگ حشر ترکی کہتے ہیں" ——— عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اکرم! ——— دوبارہ منیجر کو ٹیلیفون کرو ——— میں خود بات کرتا ہوں" ——— سیٹھ اسحاق نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ دلچسپ نظروں سے عمران کا جائزہ لے رہا تھا جو کرسی پر اس طرح شرمایا ہوا بیٹھا تھا جیسے بر دکھاوے کے لئے آیا بیٹھا ہو۔

سیلزمین نے بڑی پھرتی سے نمبر ملائے اور پھر رابطہ قائم ہوتے ہی رسیور سیٹھ اسحاق کی طرف بڑھا دیا۔

"میں موٹر سیلز سے سیٹھ اسحاق بول رہا ہوں" ——— سیٹھ اسحاق نے کہا۔

"جی فرمائیے" ——— ؟ دوسری طرف سے منیجر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے بنک میں جناب حشر ترکی صاحب کا اکاؤنٹ ہے" ——— ؟ سیٹھ اسحاق نے پوچھا۔

"جی ہاں ہے ——— کیوں" ——— ؟ منیجر نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"دراصل وہ خود اس وقت ہمارے شوروم میں تشریف رکھتے ہیں ——— انہوں نے ہمیں دو لاکھ کا چیک دیا ہے ——— مگر اس پر اکاؤنٹ نمبر سات ہزار چار سو چالیس پڑھا جاتا ہے ——— میرے سیلزمین نے ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ سے کنفرم کیا تو آپ نے کہا کہ اس نمبر کا اکاؤنٹ نہیں ہے ——— جناب حشر ترکی صاحب کہتے ہیں کہ یہ سات ہزار چار سو چالیس نہیں ——— بلکہ ایک ہزار چار سو چالیس ہے" ——— سیٹھ اسحاق نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے ——— میں چیک کر لیتا ہوں" ——— دوسری طرف سے منیجر نے جواب دیا۔

اور پھر چند لمحوں کے انتظار کے بعد اس کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو! ——— ایک ہزار چار سو چالیس صحیح نمبر ہے ——— اور اس جیسے پچاس چیک کیش ہو سکتے ہیں" ——— منیجر نے کہا۔

"اوہ! ——— تھینک یو" ——— سیٹھ اسحاق نے دل ہی دل میں حساب

کرتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ منیجر کی بات کا مطلب تھا کہ اکاؤنٹ میں ایک کروڑ روپے موجود ہیں۔ اور جس کا بنک میں ایک کروڑ کیش پڑا ہوا ہو۔ وہ بھلا چھوٹی موٹی آسامی تو نہیں ہو سکتی۔

"آپ کو تکلیف ہوئی جناب! ____ ہم معذرت خواہ ہیں ____ آپ کار لے جایئے" ____ سیٹھ اسحاق نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور چیک سیلزمین کی طرف بڑھا دیا۔ جو اب تیزی سے کیش میمو کاٹنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

"پورا پتہ جناب" ____ سیلزمین کا لہجہ بھی اس بار بے حد مؤدبانہ تھا۔

"حشر پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی" ____ عمران نے پتہ بتلاتے ہوئے کہا۔

"پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی ____ تو کیا اب ہمارے ملک میں بھی ایسی ایجنسیاں بن گئی ہیں" ____ سیٹھ اسحاق نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ____ حکومت نے ہمیں خصوصی لائسنس عطا کیا ہے۔ کیونکہ ہم مجرموں کا حشر نشر کر دینے کے ماہر ہیں" ____ عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

سیٹھ اسحاق چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ جیسے فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ عمران سے مزید بات کرے یا نہیں ____ لیکن پھر اس نے اپنا سر فیصلہ کن انداز میں جھٹکا اور پھر وہ تیزی سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جناب! ____ ذرا ایک منٹ میرے ساتھ آیئے" ____ سیٹھ اسحاق نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے سیٹھ اسحاق کے چہرے پر عجیب سی سنجیدگی نظر آ رہی تھی۔

اور پھر وہ عمران کو لئے شوروم کے اندر کی طرف ایک چھوٹے سے

کمرے میں لے گیا۔

"تشریف رکھیئے! ____ میری صاف گوئی معاف کیجئے ____ آپ کا حلیہ تو مجھے اس بات سے روک رہا تھا ____ کیونکہ آپ جاسوس کم اور مسخرے زیادہ نظر آتے ہیں ____ لیکن آپ کی آنکھوں کی مخصوص چمک بتاتی ہے کہ آپ وہ نہیں جو نظر آتے ہیں ____ اس لئے میں نے آپ سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے" ____ سیٹھ اسحاق نے میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ____ آپ تو ہمارے ہی قبیلے سے لگتے ہیں ____ یعنی قیافہ شناسی کے ماہر ہیں ____ لفافہ دیکھ کر مضمون پڑھ لیتے ہیں" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاروبار اس قسم کی قیافہ شناسی سکھا دیتا ہے حشر صاحب! ____ بہرحال یہ دیکھیے" ____ سیٹھ اسحاق نے میز کی دراز کھولی اور ایک چھوٹا سا کارڈ نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

یہ سفید رنگ کا کارڈ تھا جس پر سرخ رنگ سے بڑا سا کراس پڑا ہوا تھا۔ کارڈ کے کونے میں ایک سانپ کی چھوٹی سی تصویر بنی ہوئی تھی عمران نے غور سے اس کارڈ کو دیکھا۔

"یہ کسی سانپ کا تعارفی کارڈ ہے ____ جس کا نام کراس ہے ____ لیکن حیرت ہے کہ اب سانپ بھی تعارفی کارڈ چھپوانے لگ گئے ہیں۔ پہلے تو چپکے سے آ کر کاٹ لیتے تھے" ____ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

سیٹھ اسحاق نے برا سا منہ بناتے ہوئے کارڈ اٹھا کر واپس دراز میں رکھا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تشریف لایئے ____ اور کار لے جایئے ____ یہ آپ کے بس کا روگ نہیں ہے" ____ سیٹھ اسحاق نے حتی الوسع لہجے کو نرم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اُسے شائد عمران کے فقرے سے بے حد مایوسی ہوئی تھی۔

"پہلے یہ بتایئے کہ آپ نے کراس کلب کیوں ____ اور کب چھوڑا" ____؟ عمران نے بڑے لاپرواہ سے انداز میں پوچھا۔ اور سیٹھ اسحاق یوں اچھل پڑا جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہو۔

"اوہ! ___ اوہ! ___ آپ کراس کلب کے متعلق جانتے ہیں" ___ وہ دوبارہ جھٹکے سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات تھے۔

"میری بات کا جواب دیجئے" ___ عمران کے چہرے پر یکلخت گہری سنجیدگی چھا گئی۔

"یہ دو سال پہلے کی بات ہے ____ میں غیر ملک کے دورے پر گیا تھا ____ وہاں ایک دوست کی معرفت کراس کلب کے ایک اجلاس میں شرکت کا موقع ملا ____ میرے دوست نے بتایا تھا کہ یہ کلب خفیہ طور پر صرف عیاشی کے لئے بنایا گیا ہے ____ اور واقعی تھا بھی ایسا ___ میں دو چار بار ان کے اجلاسوں میں شریک ہوا ____ جہاں سوائے شراب و شباب کے اور کچھ نہ ہوتا تھا ____ اس کے بعد میں واپس چلا آیا اور اسے بھول گیا ____ لیکن چند روز پہلے مجھے ایک لفافہ ملا ____ جس میں میرے ایسے فوٹو تھے کہ اگر ان میں سے ایک فوٹو بھی میرے رشتہ داروں یا کاروباری رقیبوں کو دکھا دیا جاتا تو سوائے خودکشی کے میرے سامنے اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔

چنانچہ میں بے حد پریشان ہو گیا ____ اور میں سمجھا کہ شائد مجھے بلیک میل کرنے کے لئے یہ فوٹو اتارے گئے ہیں ____ لیکن کل مجھے ایک پُراسرار سی ٹیلیفون کال ملی ____ اور کراس کلب اور فوٹوؤں کا حوالہ دیکر مجھے ملٹن ہوٹل میں بلایا گیا ____ میں جب وہاں گیا تو وہاں میری ملاقات ایک دراز قد غیر ملکی سے ہوئی۔ اس نے پہلے تو مجھے طرح طرح کے لالچ دیئے ____ لیکن آخر میں اس نے ایک ایسی بات کی کہ میرے ہوش اڑ گئے" ____ سیٹھ اسحاق کسی ٹیپ ریکارڈر کی طرح مسلسل بولے چلا جا رہا تھا۔

"انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا ہوگا کہ آپ کسی اہم سرکاری عمارت کا نقشہ مہیا کریں" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سیٹھ اسحاق یوں چونک کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے اس کے سامنے عمران کی بجائے کوئی بھوت بیٹھا ہو۔

"آ ___ آپ! ___ آپ کہیں کراس کلب کے آدمی تو نہیں" ____؟ سیٹھ اسحاق کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

"ارے نہیں! ____ میرا نام عشر ترکی ہے ____ اور میں پرائیویٹ جاسوس ہوں ___ تم گھبراؤ نہیں ____ کراس کلب کے متعلق ہمارے پاس مکمل فائل موجود ہے" ____ عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا اور پھر بڑی مشکل سے سیٹھ اسحاق کا رنگ معمول پر آیا۔

"ہاں! ___ اس نے مجھے کہا تھا کہ میں وزارت دفاع کے ریکارڈ روم کا نقشہ حاصل کر کے دوں ____ نجانے انہیں کہاں سے پتہ چل گیا تھا کہ وزارت دفاع کا ایک اعلیٰ افسر میرا بے حد گہرا دوست ہے ____ اس

نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے یہ کام نہ کیا ـــــ یا کسی کو بتایا تو مجھے کوبرا کارڈ بھیج دیا جائے گا ـــــ اور پھر میری خوفناک موت یقینی ہو جائے گی" ـــــ سیٹھ اسحاق نے جواب دیا۔

"ہوں! ـــــ پھر تم نے کیا جواب دیا" ـــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"یہ کوبرا کارڈ میرا جواب بتا سکتا ہے ـــــ ٹھیک ہے ـــــ میں بُرا ضرور ہوں ـــــ لیکن اپنے ملک کے خلاف کسی سازش میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اس کی بجائے مجھے موت قبول ہے" ـــــ سیٹھ اسحاق کے لہجے میں ٹھوس اعتماد تھا۔

"بہت خوب سیٹھ اسحاق! ـــــ مجھے خوشی ہے کہ تم نے ایک صحیح محب الوطن کا کردار ادا کیا ہے" ـــــ عمران نے تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے صاف انکار کر دیا۔ جس پر مجھے دھمکیاں دی گئیں ـــــ لالچ دیئے گئے ـــــ لیکن میں اپنی بات پر ڈٹا رہا ـــــ اور ابھی دو گھنٹے قبل ایک آدمی مجھے یہ کارڈ دے کر چلا گیا ـــــ مجھے یقین تھا کہ یہ لوگ اب مجھے نہیں چھوڑیں گے ـــــ اس لئے میں اپنے وکیل کے پاس گیا تھا تاکہ اپنی جائیداد کے بارے میں وصیت لکھوا دوں ـــــ اور اب سوچ رہا تھا کہ کیا کروں کہ اتفاق سے آپ سے ٹکراؤ ہو گیا اور اب مجھے یقین ہے کہ اگر آپ مجھے موت سے نہ بچا سکے ـــــ تو کم از کم اس سازش کے خلاف کام تو کریں گے" ـــــ سیٹھ اسحاق نے طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"اس دراز قد غیر ملکی کا حلیہ اور دیگر تفصیلات" ـــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

سیٹھ اسحاق نے اس کا تفصیلی حلیہ بتا دیا اور عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ وہ شائد اس آدمی کو پہچانتا تھا۔

"یہ کارڈ مجھے دے دو ـــــ اور تم کسی ایسی جگہ چھپ جاؤ، جہاں کم از کم ایک ہفتہ تک تمہیں کوئی تلاش نہ کر سکے" ـــــ عمران نے کہا۔

"مگر یہ لوگ بہت خطرناک ہیں ـــــ مجھے ہر قیمت پر تلاش کر لیں گے ـــــ اور ہو سکتا ہے اب بھی میری نگرانی ہو رہی ہو" ـــــ سیٹھ اسحاق نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"او کے! ـــــ پھر میں بندوبست کرتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو! ـــــ میں عشرت ترکی بول رہا ہوں ـــــ عشرت پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی سے" ـــــ عمران نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

"اوہو! ـــــ عشرت ترکی صاحب! ـــــ سنائیے! آپ کی ایجنسی کیسی جا رہی ہے" ـــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"بہت اچھی جا رہی ہے ـــــ اب تک تو بیویوں اور شوہروں کے تعاقب تک ہی معاملہ محدود رہا تھا ـــــ لیکن اب ایک اچھا کیس ملا ہے ـــــ تم ایسا کرو کہ مال روڈ پر موٹر سیلز کے شوروم میں معہ میک اپ باکس کے فوراً آجاؤ" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"آپ کیا کرنا چاہتے ہیں ـــــ ؟ کچھ تو بتائیے" ـــــ سیٹھ اسحاق نے پوچھا۔

"کچھ نہیں! ـــــ صرف تمہارا تبادلہ کر دونگا" ـــــ عمران نے

جواب دیا اور سیٹھ اسحاق منہ پھاڑے بیٹھا رہا۔

" تم اپنے سیلز مین سے کہہ دو کہ وہ آنے والے کو اندر بھیج دے" ــــ عمران نے کہا اور سیٹھ اسحاق نے سر ہلاتے ہوئے انٹرکام پر ہدایات دے دیں۔

اور پھر دس منٹ بعد صفدر کمرے میں داخل ہوا۔

" صفدر! ــــ تم نے سیٹھ اسحاق کا میک اپ کرنا ہے" ــــ اور پھر اس نے کراس کلب کے متعلق مختصر سا بتا دیا۔ اور صفدر سچویشن سمجھ کر سر ہلانے لگا۔

عمران نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر اس نے صفدر کے ہاتھ میں پکڑا ہوا میک اپ باکس اس سے لیا اور باکس کھول کر اس میں سے ٹیوبیں نکال کر میز پر رکھ دیں۔ اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے صفدر کے چہرے پر میک اپ کرنے میں مصروف ہو گئے۔

دس منٹ بعد صفدر کا چہرہ سیٹھ اسحاق کا چہرہ بن گیا۔ سیٹھ اسحاق حیرت سے آنکھیں پھاڑے یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی سنسنی خیز فلم دیکھ رہا ہو۔

" اوہ! ــــ مجھے یقین نہیں آ رہا ــــ آپ تو جادوگر ہیں" ــــ سیٹھ اسحاق نے کہا۔

" آؤ اب تمہاری جان بھی بچا دوں ــــ تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کس سے پالا پڑا ہے" ــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے سیٹھ اسحاق کے چہرے پر صفدر کا میک اپ شروع کر دیا۔ اور جب وہ فارغ ہوا تو اس نے ان دونوں کو لباس بدلنے کے لئے کہا۔ اور ان دونوں نے وہیں لباس اتار کر تبدیل کئے۔

" ہاں تو سیٹھ اسحاق! ــــ اب کیا خیال ہے ــــ کار لے جاؤں؟" عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" سارا شوروم ہی آپ کا ہے ــــ جو چاہے لے جائیے" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

اور سیٹھ اسحاق اپنا ہی لہجہ صفدر کی زبان سے سن کر ایک بار پھر اچھل پڑا۔

" صفدر! ــــ کسی ہوٹل میں کمرہ لے کر رہ پڑو" ــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

" آؤ میرے ساتھ" ــــ عمران نے سیٹھ اسحاق سے جو صفدر کے میک اپ میں تھا، مخاطب ہو کر کہا اور سیٹھ اسحاق سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ اور وہ دونوں دفتر سے نکل کر شوروم میں آ گئے۔

" کار لے جاؤں جناب سیلز مین صاحب" ــــ عمران نے سیلز مین سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" جناب! ــــ میں نے پٹرول اور موبل آئل ڈال دیا ہے ــــ کار تیار ہے" ــــ سیلز مین نے مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر چابیوں کا سیٹ دراز سے نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے چابیاں سنبھالیں اور پھر وہ سیٹھ اسحاق کو لئے کار میں سوار ہو گیا۔ دوسرے لمحے کار شوروم سے نکل کر سڑک پر دوڑنے لگی۔

سیلز مین سیٹھ اسحاق کو پہچاننے سے قاصر رہا تھا۔ اس لئے سیٹھ اسحاق کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

" اب میں نے کیا کرنا ہے؟" ــــ سیٹھ اسحاق نے پوچھا۔

"میں تمہیں ہوٹل ہلٹن میں اتار دیتا ہوں ــــ وہاں کمرہ بک کرا لینا ــــ بس تم نے صرف ایک کام کرنا ہے کہ جب بھی وہ غیر ملکی تمہیں نظر آئے ــــ تم نے فون نمبر تین صفر تین دو پر ٹیلیفون کر کے صرف اتنا کہہ دینا ہے کہ مال آ گیا ہے" ــــ عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور سیٹھ اسحاق نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد عمران نے ہوٹل ہلٹن کے سامنے گاڑی روک دی اور سیٹھ اسحاق کو کار سے اتارا۔ اور پھر کار لے کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ یہ بس اتفاق ہی تھا کہ سیٹھ اسحاق نے اُس سے کراس کلب کی بات کر دی تھی۔

عمران کراس کلب کے متعلق جانتا تھا کہ یہ ایک خوفناک بین الاقوامی تنظیم ہے جو اہم رازوں کی چوری کا دھندہ کرتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وزارت دفاع کی عمارت کا نقشہ حاصل کرنے کا مطلب یہی تھا کہ اس بار وہ کسی دفاعی راز کے حصول کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اگر عمران عشر ڈیکلٹو ایجنسی کے لئے کار لینے موٹر سیلز پر نہ جاتا تو شاید اُسے کراس کلب کے متعلق اطلاع ہی نہ ملتی۔ کیونکہ یہ تنظیم اطلاعات کے مطابق انتہائی خفیہ طریقے سے کام کرتی ہے اور لوگوں کو بلیک میل کر کے اپنا کام نکال لیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر شخص سیٹھ اسحاق کی طرح جرأت مند اور محب الوطن تو نہیں ہو گا۔

سیٹھ اسحاق نے جس دراز قد غیر ملکی کا حلیہ بتایا تھا وہ کراس کلب کا مخصوص ایجنٹ ماسٹر بلگرام تھا۔ انتہائی خطرناک اور چالاک شخص۔ جو پوری دنیا کی خفیہ ایجنسیوں کو مطلوب تھا۔ لیکن سوائے ایک بار کے جب وہ شوگران سیکرٹ سروس کے ہاتھوں میں پھنسا تھا اور کسی نے اس کی پرچھائیاں بھی نہ

دیکھی تھی۔

اور عمران کو بھی کراس کلب کے متعلق اور ماسٹر بلگرام کے حلیئے کی تفصیلات شوگران نے ہی مہیا کی تھیں۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کمرے میں بیٹھے ہوئے شخص نے بڑی پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ماسٹر سپیکنگ" ــــ اس شخص نے کرخت سے لہجے میں کہا۔

"باس! ــ راڈنی سپیکنگ ــــ سیٹھ اسحاق اپنے وکیل کے پاس گیا ــ اور پھر واپس اپنے شوروم میں آ گیا ــــ جہاں اس نے ایک کار فروخت کی اور پھر سیلزمین کو چھٹی دے کر اس نے شوروم بند کیا اور خود واپس اپنی کوٹھی جانے کی بجائے ہوٹل شوبرا میں کمرہ نمبر دو سو بائیس بک کرا لیا ہے اور اب وہ اسی کمرے میں موجود ہے" ــــ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل شوبرا میں چھپ کر وہ یہ سمجھتا ہے کہ ہماری نظروں سے چھپ جائے گا" ــــ ماسٹر نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے ——— ؟ کیا اس کا جھٹکا کر دیا جائے" ——— ؟ دوسری طرف سے راڈنی نے پوچھا۔

"جھٹکا تو بہرحال اس کا ہونا ہی ہے ——— کیونکہ اُسے کوبرا کارڈ بھجوایا جا چکا ہے ——— لیکن اب میرے ذہن میں ایک اور تجویز آ رہی ہے" ——— ماسٹر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا ماسٹر" ——— ؟ راڈنی نے چونک کر پوچھا۔

"تم ایسا کرو کہ مارکوئیس کو بلالو اور سیٹھ کو ہوٹل سے اغوا کر کے ہیڈکوارٹر یہاں میرے پاس لے آؤ ——— مارکوئیس کا قدوقامت اس سیٹھ سے ملتا جلتا ہے اور مارکوئیس مقامی زبان و لہجے پر پورا عبور بھی رکھتا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مارکوئیس کو سیٹھ اسحاق کا روپ دے کر اس کے ذریعے وہ نقشہ حاصل کیا جائے" ——— ماسٹر نے جواب دیا۔

"اوہ گڈ آئیڈیا ——— ماسٹر! میں مارکوئیس کو بلا لیتا ہوں اور اُسے پستول کی نوک پر لے کر ابھی آپ کے پاس پہنچ جاتا ہوں" ——— راڈنی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— لیکن کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیے"۔ ماسٹر نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ایک قوی ہیکل نوجوان دروازے میں نمودار ہوا۔

"مائیکل! ——— گیٹ پر اطلاع کر دو کہ راڈنی اور مارکوئیس ایک آدمی کو اغوا کر کے لے آ رہے ہیں ——— انہیں آنے دیا جائے ——— اور اس آدمی کو ڈارک روم میں پہنچا دیا جائے" ——— ماسٹر نے آنے والے

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوکے ماسٹر! ——— حکم کی تعمیل ہو گی" ——— مائیکل نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

ماسٹر نے اس کے جانے کے بعد میز پر پڑی ہوئی کتاب اٹھائی اور اس کے مطالعہ میں دوبارہ مصروف ہو گیا۔

ابھی اس نے چند ہی سطریں پڑھی ہوں گی کہ کمرے میں ایک تیز سیٹی کی آواز گونجی۔ ماسٹر نے چونک کر کتاب میز پر پھینکی اور تیزی سے اٹھ کر کمرے کی دیوار میں لگی ہوئی الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیٹی کی آواز اسی الماری سے نکل رہی تھی۔

ماسٹر نے الماری کھولی اور اس کے خانے میں رکھا ہوا ایک بڑا سائز ٹرانسمیٹر اٹھا کر میز پر رکھا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سیٹی کی آواز غائب ہو گئی اور چند لمحے ایسی آوازیں نکلتی رہیں جیسے سمندر کی لہریں چٹانوں سے ٹکرا رہی ہوں۔ پھر ایک چیختی ہوئی آواز ان آوازوں پر غالب آ گئی۔

"ہیلو چیف ماسٹر ——— کراس کلب سپیکنگ اوور" ——— بولنے والے کا لہجہ کاٹ کھانے والا تھا

"یس ——— ماسٹر بگرام فرام پاکیشیا سپیکنگ اوور" ——— ماسٹر بگرام نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے ماسٹر اوور" ——— ؟ دوسری طرف سے اسی لہجے میں سوال کیا گیا۔

"سر! ——— کام جاری ہے ——— ٹرنپ کارڈ سیٹھ اسحاق نے کام سے انکار کر دیا تھا ——— اس لئے اُسے تنظیم کے اصولوں کے

مطابق کوبرا کارڈ جاری کر دیا گیا ہے ـــــ میرے آدمی اسے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر لا رہے ہیں ـــــ میں نے پروگرام بنایا ہے کہ مارکوئیس کو سیٹھ اسحاق کا روپ دے کر نقشہ حاصل کیا جائے اور پھر کام آگے بڑھایا جائے۔ اوور" ـــــ ماسٹر بلگرام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اچھی پلاننگ ہے ـــــ لیکن کام کی رفتار بے حد سست ہے۔ اوور" ـــــ چیف ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

" جناب! ـــــ بس نقشہ حاصل کرنے کی دیر ہے ـــــ اس کے بعد کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اوور" ـــــ ماسٹر بلگرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن تم نے براہِ راست اس عمارت کے کسی آدمی پر ہاتھ کیوں نہیں ڈالا ـــــ یہ سیٹھ اسحاق کی معرفت نقشہ حاصل کرنے کی کیا تک ہے۔ اوور" ـــــ ؟ چیف ماسٹر نے بگڑے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جناب! ـــــ براہ راست ہاتھ ڈالنے سے راز آؤٹ ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے سیٹھ اسحاق کا سہارا لینا پڑا ـــــ کیونکہ اس کے خلاف ہمارے پاس میٹریل موجود تھا ـــــ لیکن وہ شخص انتہائی ڈھیٹ نکلا ـــــ ورنہ اب تک کام ہو چکا ہوتا۔ اوور" ـــــ ماسٹر بلگرام نے اپنی حکمت عملی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن اس طرح وقت ضائع ہو رہا ہے ـــــ تم اپنا پلان مکمل کرو ـــــ لیکن اگر اس طرح دیر ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر براہِ راست اقدام کرو۔ اوور" ـــــ چیف ماسٹر نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" بہتر جناب ـــــ میں آپ کی ہدایت کا خیال رکھوں گا۔ اوور" ـــــ اسٹر بلگرام نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او کے! ـــــ نقشہ حاصل ہوتے ہی فوراً مجھے اطلاع کرو۔ تاکہ اصل منصوبے پر کام کی ہدایات تمہیں دی جا سکیں۔ اوور" ـــــ چیف اسٹر نے جواب دیا۔

" بہتر باس! ـــــ ایسا ہی ہو گا۔ اوور" ـــــ ماسٹر بلگرام نے واب دیا۔

" اوور اینڈ آل " ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ی ماسٹر بلگرام نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر واپس لماری میں رکھ دیا۔

وہ ٹرانسمیٹر رکھ کر دوبارہ کرسی پر آ بیٹھا۔ لیکن اس بار اس نے میز پر پڑی ہوئی کتاب کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ اس کے چہرے پر سوچ کی گہری لکیریں پھیل گئی تھیں۔ اُسے چیف ماسٹر کی کال سننے کے بعد اس بات کا خیال آ رہا تھا کہ اس نے سیٹھ اسحاق کے پیچھے لگ کر واقعی وقت ضائع کیا ہے۔ ورنہ اس دفتر کے کسی بھی اعلیٰ عہدیدار پر براہ راست ہاتھ ڈال کر بھی یہ مقصد حاصل کیا جا سکتا تھا۔

چنانچہ کچھ دیر وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ سیٹھ اسحاق کے میک اپ میں مارکوئیس کو استعمال کرنے والا آئیڈیا ڈراپ کر دے اور سیٹھ اسحاق کو قتل کرنے کے بعد وہ براہِ راست کسی اعلیٰ عہدیدار پر ہاتھ ڈال دے۔ تاکہ کام جلد سے جلد ہو سکے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے خیال آ گیا کہ سیٹھ اسحاق بھی جس دوست سے وہ نقشہ لیتا

اسے براہ راست قابو کیا جائے۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی وہ مطمئن ہوگیا اور اس نے دوبارہ کتاب کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ دروازے میں مائیکل نمودار ہوا۔

"ماسٹر! ___ راڈنی اور مارکو میں اس آدمی کو لے آئے ہیں" مائیکل نے کہا۔

"اوکے! ___ اس کو ڈارک روم میں بھیج کر ان دونوں کو میرے پاس بھیج دو" ___ ماسٹر بلگرام نے کہا اور پھر اس نے کتاب اٹھا کر میز کی دراز میں رکھی اور دراز بند کرکے ان دونوں کے انتظار میں دروازے کی طرف نظریں جما دیں۔

عمران نے نئی شیورلیٹ کار دوڑاتا ہوا مختلف سڑکوں سے گزر کر شہر کی اہم کاروباری سڑک مال روڈ پر پہنچ گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد مال روڈ کی ایک بڑی سی عمارت کے دروازے پر اس نے کار روک دی۔ عمارت کے اوپر ایک جہازی سائز کا وسیع و عریض بورڈ نصب تھا جس پر فاسفورس کلر سے حشر پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی کے الفاظ چمک رہے تھے۔

عمران نے گزشتہ دنوں ہی بیٹھے بٹھائے اس ایجنسی کا آئیڈیا سوچا اور پھر باقاعدگی سے اس پر عمل کر ڈالا۔ مال روڈ کی یہ عمارت پہلے سے ہی سیکرٹ سروس کے قبضے میں تھی۔ اس لئے جگہ کے انتخاب میں کوئی تکلیف نہ ہوئی اور باقاعدہ پرائیویٹ ایجنسی کا دفتر قائم ہوگیا۔ ایک بڑا سا سرٹیفکیٹ بھی فریم کرا کر مین گیٹ کے سامنے والے برآمدے میں لٹکا دیا گیا تھا۔ یہ سرٹیفکیٹ مرکزی حکومت کی طرف سے جاری کیا گیا تھا اور اس کے مطابق حشر ایجنسی کو پرائیویٹ جاسوسی کا باقاعدہ لائسنس دیا گیا تھا

مین گیٹ سے داخل ہوتے ہی ایک چھوٹا سا کمرہ آتا تھا جس میں ایک خوبصورت سی میز کے پیچھے جولیا براجمان تھی۔ میز کے اوپر پرائیویٹ سیکرٹری کی تختی چمک رہی تھی۔ اس کمرے کے بعد ایک دروازہ تھا جس کی دوسری طرف ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا۔ اس کمرے میں مختلف میزیں تھیں جن پر سرخ رنگ کی فائلیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میزوں پر سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران کرسیوں پر بیٹھے باقاعدہ کام میں مصروف تھے۔ ہر میز پر مختلف تختیاں رکھی ہوئی تھیں۔ کسی پر طلاق ـــــ کسی پر بلیک میل ـــــ کسی پر اغوا ـــــ اور کسی پر قتل لکھا ہوا تھا۔

ہال کی شمالی دیوار میں ایک دروازہ تھا جس پر لگی ہوئی ایک بڑی سی نیم پلیٹ پر پیتل کے موٹے موٹے حروف میں ـــــ "حشر ترکی چیف ڈیٹکٹو" کے الفاظ چمک رہے تھے۔

دروازے کے باہر جوزف خاکی وردی پہنے دونوں سائیڈوں پر ہولسٹر لٹکائے بڑے چوکنے انداز میں پہرہ دے رہا تھا۔ اس کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ دیکھنے والے پر خوامخواہ رعب پڑ جاتا تھا۔ اور ظاہر ہے آخری کمرہ عمران کا دفتر تھا جو حشر ترکی کے نام سے اس ایجنسی کا مالک تھا اور ایجنسی کا سب سے بڑا جاسوس بھی۔ اس ایجنسی کا بظاہر تو کوئی مقصد نہ تھا۔ بس عمران کے ذہن پر سنک سوار ہوئی تو اس نے دفتر کھول ڈالا۔ اور پھر ظاہر ہے ایکسٹو کے حکم پر جولیا، تنویر، نعمانی، صدیقی اور کیپٹن شکیل کو اس ایجنسی میں ملازمت کرنی پڑی۔ جولیا تو پرائیویٹ سیکرٹری تھی۔ تنویر کے ذمہ طلاق کے متعلق کیسز کا ڈیسک تھا۔ عمران نے اُسے جان بوجھ کر یہ ڈیسک دیا تھا۔ نعمانی کے پاس بلیک میل ـــ صدیقی کے پاس اغوا اور کیپٹن شکیل کے پاس قتل کے کیسز کا ڈیسک تھا۔ اس کا مطلب

یہ تھا کہ ایجنسی کے پاس جس ڈیسک کا کام آتا۔ اس ڈیسک والا ہی وہ کام سرانجام دیتا۔ اور جب سے ایجنسی قائم ہوئی تھی۔ زیادہ بھرمار طلاق والے کیسز کی ہی تھی ان کیسز میں کبھی کوئی شوہر اپنی بیوی کے خلاف مواد اکٹھا کرنا چاہتا تھا اور کبھی کوئی بیوی اپنے شوہر کے خلاف ـــــ تاکہ عدالت میں اس مواد کی بنا پر طلاق حاصل کی جاسکے۔

اور تنویر بے چارے کا بُرا حال تھا۔ وہ کبھی کسی عورت کے پیچھے جوتیاں چٹخاتا پھرتا ـــــ اور کبھی کسی مرد کی نگرانی میں مصروف رہتا۔ جبکہ باقی ممبران بس سارا دن گپ شپ کرنے اور چائے پینے کے بعد اپنے فلیٹس میں چلے جاتے۔

صفدر کو ایجنسی سے متعلق نہ کیا گیا تھا۔ بلکہ اس کے ذمہ جنرل ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔

عمران نے کار کو لاک کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اندر داخل ہو گیا۔ سر پر پہنی ہوئی ترکی ٹوپی کا پھندنا بڑے انداز سے دائیں بائیں جھول رہا تھا۔ جولیا نے اُسے دیکھا تو بُرا سا منہ بنا لیا۔ اُسے عمران کا ایسے حلیے میں رہنا قطعاً پسند نہ تھا۔ لیکن وہ مجبور تھی۔ ظاہر ہے عمران کو اپنی مرضی پر چلانا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

"ہیلو مس جولیانا فٹز واٹر ـــــ پرائیویٹ سیکرٹری آف حشر پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی! ـــــ آپ کے مزاج سلامت ہیں ـــــ یا کہیں سے ٹوٹ پھوٹ تو نہیں گئے ـــــ؟" عمران نے میز کے سامنے رکتے ہوئے بڑے مہذبانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران! ـــــ مجھے یہ بچوں والے چونچلے پسند نہیں ـــ اس

لئے مجھ سے بات کرتے وقت تمیز کے دائرے میں رہا کرو" ــــ جولیا نے لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔

"مس جولیانا فٹز واٹر! ــــ سب سے پہلی بات تو یہ کہ میرا نام عمران نہیں ــــ حشر ترکی ہے ــــ دوسری بات یہ کہ اگر تمہیں بچوں کے چونچلے پسند نہیں تو بچوں کے پوتڑوں سے کام چلا لو ــــ تیسری بات یہ کہ تمیز کا دائرہ مجھے کہیں نظر نہیں آرہا ــــ اب یا تو میری نظر کمزور ہو گئی ہے ــــ یا پھر وہ چاک ہی ملاوٹ والا ہو گا ــــ جس سے تم نے دائرہ کھینچا ہو گا۔ اس لئے نظر نہیں آتا ہو گا" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ! ــــ میں یہاں کام نہیں کر سکتی ــــ میں استعفیٰ دے دوں گی" ــــ جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"استعفیٰ ترکی زبان میں لکھ کر دینا ــــ حشر ترکی صرف ترکی زبان ہی پڑھ سکتا ہے ــــ اور ظاہر ہے اگر تم نے کسی اور زبان میں استعفیٰ لکھا تو ایسا نہ ہو کہ میں اُسے تمہاری طرف سے شادی کی رضامندی کا اقرار نہ سمجھ لوں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ انتہائی پھرتی سے دوڑتا ہوا اندرونی کمرے کی طرف بڑھا کیونکہ اس نے جولیا کا ہاتھ میز پر پڑے ہوئے بھاری سے ایش ٹرے کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ لیا تھا۔

ہال میں اس وقت تنویر کے علاوہ باقی تمام ممبرز موجود تھے اور ظاہر ہے ایک دوسرے کے ساتھ گپ شپ جاری تھی۔

"ہیلو دوستو! ــــ کام ہو رہا ہے ــــ شاباش! ــــ اسی

طرح خوب محنت سے کام کیا کرو ــــ اگر تم اسی طرح محنت سے کام کرتے رہے تو ایجنسی کو چند ہی روز میں چار چاند تو کیا چار سورج لگ جائیں گے"۔ عمران نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور ہال ممبروں کے حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔

"کیپٹن شکیل! ــــ ذرا مارچ کرتے ہوئے میرے پاس آیئے"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد ہی کیپٹن شکیل کمرے میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ حسب معمول سپاٹ تھا۔ البتہ آنکھوں سے مسکراہٹ بھری شوخی جھلک رہی تھی۔

"فرمایئے جناب حشر ترکی صاحب" ــــ کیپٹن شکیل نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل! ــــ کراس کلب کے بارے میں تمہاری معلومات کیا کہتی ہیں" ــــ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"کراس کلب" ــــ کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے کہا اور اس کی آنکھوں میں سختی ابھر آئی۔

"ہاں! ــــ کراس کلب ہی میں نے کہا ہے ــــ اور اردو میں کہا ہے ــــ ترکی زبان میں نہیں کہا" ــــ عمران کا لہجہ قدرے ناخوشگوار تھا۔

"اوہ عمران صاحب! ___ کراس کلب ___ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، ایک بین الاقوامی تنظیم ہے ___ جو ملکی رازوں کی خرید و فروخت کا کام کرتی ہے ___ انہوں نے بڑے بڑے ملکوں میں عیاشی کے اڈے کھول رکھے ہیں۔ جہاں ہر آنے والے کے خلاف بلیک میلنگ کا مواد اکٹھا کیا جاتا ہے ___ اور پھر اس مواد کی بنا پر ان لوگوں کو اپنے مطلب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ___ ملٹری سیکرٹ سروس میں رہتے ہوئے ایک بار میرا واسطہ اس تنظیم سے پڑا تھا ___ انتہائی خطرناک ___ چالاک ___ اور عیار لوگ ہیں" ___ کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کراس کلب کے کسی خاص آدمی کے بارے میں جانتے ہو" ___ ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں! ___ اس کا ایک ایجنٹ ماسٹر بلگرام مشہور ہے۔ عام طور پر وہی سامنے آتا ہے ___ انتہائی خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ مگر آپ کو بیٹھے بٹھائے کراس کلب کیسے یاد آگیا" ___ ؟ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"کراس کلب نے ہمارے ملک میں کارروائی شروع کر دی ہے ___ اور ماسٹر بلگرام یہاں پہنچ چکا ہے" ___ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! ___ اگر ایسا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا کوئی اہم راز اس وقت خطرے میں ہے" ___ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور پھر عمران نے سیٹھ اسحاق سے ہونے والی گفتگو مختصر طور پر بتا دی۔

اس کے ساتھ ہی صفدر کے متعلق بھی بتا دیا۔

"صفدر اس وقت کونسے ہوٹل میں ہے" ___ ؟ کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے اُسے کسی خاص ہوٹل میں جانے کے لئے تو نہیں کہا تھا ___ کسی نہ کسی ہوٹل میں ہوگا ___ وہ خود ہی فون کرے گا" ___ عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب! ___ صفدر اس وقت شدید خطرے میں ہے۔ کیونکہ کوبرا کارڈ جاری ہونے کے بعد وہ پہلی فرصت میں ہی شکار کا خاتمہ کر دیتے ہیں" ___ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ اس میں فکر والی کوئی بات نہیں ___ صفدر اپنی حفاظت بخوبی کر سکتا ہے ___ میں نے تمہیں یہاں اس لئے بلایا ہے کہ تم ہوٹل ہلٹن میں سیٹھ اسحاق کی نگرانی کرو ___ وہ صفدر کے میک اپ میں ہے ___ میں نے اسے یہاں کا نمبر تو دے دیا تھا کہ اگر ماسٹر بلگرام نظر آئے تو وہ فون کر دے ___ لیکن اس کے باوجود اس کی نگرانی ضروری ہے" ___ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ میں اس کی نگرانی کر لیتا ہوں ___ لیکن میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ آپ صفدر کا خیال رکھیں ___ یہ لوگ ضرورت سے زیادہ ہی چالاک اور خطرناک ہیں" ___ کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے اٹھتے ہی میز پر رکھا ہوا فون بج اٹھا اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"آپ کی کال ہے مسٹر حشر ترکی" ____ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ جولیا نے براہ راست رابطہ کر دیا ہے۔

"یس ____ حشر ترکی چیف ڈیٹکٹو آف حشر پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی سپیکنگ" ____ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب! ____ میں نے ہوٹل شوبرا میں کمرہ بک کرا لیا ہے ____ کمرہ نمبر دو سو بائیس ____ میرا خیال ہے کہ میری نگرانی ہو رہی ہے" ____ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ظاہر ہے ہونی چاہیئے ____ ویسے صفدر! ذرا احتیاط کرنا۔ یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں" ____ عمران نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی حشر ترکی بن گئے ہیں عمران صاحب! ____ ورنہ ظاہر ہے عمران ایسی بات نہیں کہہ سکتا ____ بہرحال آپ مطمئن رہیں ____ میں احتیاط کروں گا" ____ دوسری طرف سے صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے وہ تم پر ہوٹل میں وار نہ کریں ____ بلکہ اغوا کر کے کہیں لے جائیں ____ ایسی صورت میں تم نے بڑی شرافت سے اغوا ہو جانا ہے ____ اور پھر اگر تم ان کے ہاتھوں مرنے سے بچ جاؤ ____ تو کسی کو زندہ سلامت دانش منزل پہنچا دینا" ____ عمران نے کہا اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے ____ زندہ رہا تو ضرور ایسا کروں گا" ____ صفدر نے جواب دیا۔

"اگر مر گئے تو ایک مہربانی کرنا کہ مرنے سے پہلے اپنی جائیداد ضرور میرے نام کر جانا ____ میں بڑا غریب سا پرائیویٹ جاسوس ہوں۔ میرے پاس تنخواہیں دینے کو بھی رقم نہیں ____ اور یہاں کے لوگ دو چار سو سے زیادہ فیس دینے کی استطاعت نہیں رکھتے" ____ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ضرور ضرور ____ فلیٹ کی چابی مع ایک سال کے کرایہ کے بل آپ کے پاس پہنچ جائے گی" ____ دوسری طرف سے صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور عمران نے یوں رسیور کریڈل پر پٹخ دیا جیسے اُسے صفدر کی جائیداد کی تفصیلات سُن کر بے حد مایوسی ہوئی ہو۔

رسیور رکھ کر عمران نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پھر نعمانی، چوہان اور صدیقی کو انٹرکام پر ہی ہدایات دے دیں کہ وہ وزارت دفاع کی عمارت کی خفیہ طور پر نگرانی کریں۔ کسی بھی مشکوک آدمی کی صورت میں اُسے اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دیا جائے۔ اس کام سے فارغ ہو کر عمران نے جولیا کو فون کیا۔

"مس جولیانا فٹز واٹر! ____ تمہارا استعفیٰ ایک ہفتے کیلئے منظور کیا جاتا ہے ____ جب میرے پاس تنخواہوں کی رقم اکٹھی ہو جائے گی تو تمہیں دوبارہ بلا لیا جائے گا ____ فی الحال خدا حافظ" ____ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے کمرے سے باہر

آگیا۔

"آؤ جوزف میرے ساتھ" ـــــ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پچھلے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جولیا کا سامنا کر کے مزید وقت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔

صفدر نے ہنستے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا۔ اور پھر اطمینان بھرے انداز میں کمر کرسی کی پشت سے ٹکا دی۔ اس کے ذہن میں بار بار عمران کی طرف سے محتاط رہنے کی ہدایت پر خلش سی ہو رہی تھی۔ کیونکہ عمران نے کبھی اس انداز میں اسے ہدایات نہ دی تھیں۔ لیکن ظاہر ہے وہ فی الحال خاموشی سے کسی طرف سے ہونے والے وار کا انتظار ہی کر سکتا تھا۔

اس کی پشت چونکہ دروازے کی طرف تھی۔ اس لئے وہ بے آواز طور پر کھلنے والے دروازے کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ دروازے میں سے پہلے ایک سائلنسر لگے ریوالور کی نال نے جھانکا اور پھر ایک دیو نما آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر دھاری دار چست بنیان تھی اور گلے میں اس نے سرخ رنگ کا رومال باندھ رکھا تھا۔ وہ بڑی احتیاط سے قدم اٹھاتا ہوا اندر

داخل ہوا۔

اور پھر صفدر کو جو اطمینان سے آنکھیں بند کئے کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ اس کی آمد کا اس وقت احساس ہوا جب وہ صفدر کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ صفدر پھرتی سے اٹھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا آنے والے نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے صفدر کے سر پر دے مارا ضرب اتنی قوت سے لگائی گئی تھی کہ صفدر جیسا سخت جان آدمی بھی پہلے ہی وار میں ڈھیر ہو گیا۔ وہ لڑکھڑا کر فرش پر گر گیا تھا اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے تھے۔

آنے والے نے جھک کر نیچے گرے ہوئے صفدر کے سر پر دستے سے ایک اور وار کیا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے ریوالور پتلون کی جیب میں ڈالا اور جھک کر صفدر کو یوں اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔ جیسے صفدر گوشت پوست کی بجائے کاغذ کا بنا ہوا ہو۔

صفدر کو کاندھے پر لادے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا۔ دروازے کے باہر ایک نوجوان بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔ اس کا ہاتھ جیب میں تھا۔

"کام ہو گیا" ـــــ؟ نوجوان نے اسے باہر نکلتے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں ـــ آؤ جلدی" ـــــ صفدر بردار نے تیز لہجے میں کہا اور وہ دونوں تیزی سے راہداری میں دوڑتے ہوئے ایک چھوٹے سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

نوجوان نے دروازے کے لاک کو مخصوص انداز میں گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف لوہے کی سیڑھیاں نیچے گلی تک جا رہی تھیں۔

یہ فائر بریگیڈ والوں کے لئے مخصوص طور پر لگائی گئی تھیں۔ وہ دونوں تیزی سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد وہ عقبی گلی میں پہنچ گئے اور پھر گلی کراس کرتے ہی وہ دونوں مین روڈ کے قریب کھڑی ایک سرخ رنگ کی کار تک پہنچے۔ نوجوان نے بڑی پھرتی سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور دوسرے نے صفدر کو دونوں سیٹوں کے درمیان دھکیل دیا اور خود بھی پچھلی سیٹ پر اچھل کر بیٹھ گیا۔ نوجوان نے دروازہ بند کیا اور بڑی تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

"سیدھے ہیڈ کوارٹر چلو ـــــ ماسٹر کے لئے ایک اہم ترین اطلاع ہے میرے پاس" ـــــ پیچھے بیٹھے ہوئے دیونما غنڈے نے کہا اور نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ شہر کو پیچھے چھوڑتے ہوئے ایک مضافاتی کالونی میں داخل ہو گئے اور چند لمحوں بعد نوجوان نے کار ایک نئی تعمیر شدہ وسیع و عریض کوٹھی کے گیٹ پر روک دی۔ گیٹ بند تھا۔ نوجوان نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو پھاٹک کی ذیلی کھڑکی سے آدمی باہر آگیا۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے نوجوان کو دیکھتے ہی بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر تیزی سے واپس ذیلی کھڑکی میں غائب ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ہی پھاٹک کھلتا چلا گیا اور نوجوان کار کو اندر پورچ کی طرف تیز رفتاری سے چلاتا ہوا لے گیا۔ پورچ میں اس نے جیسے ہی کار روکی دو مسلح افراد تیزی سے ان کے قریب پہنچ گئے۔

"آپ ماسٹر کے پاس جائیں ـــــ اس آدمی کو ڈارک روم میں پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے" ـــــ ایک نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

اور نوجوان اور دیونما غنڈہ سر ہلاتا ہوا کار سے باہر آگیا اور پھر وہ تیزی سے چلتے ہوئے عمارت میں داخل ہو گئے۔

مسلح افراد نے کار میں بیہوش پڑے ہوئے صفدر کو کھینچ کر باہر نکالا اور اسے کاندھے پر لاد کر عمارت کی سائیڈ پر سے ہوتے ہوئے پشت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ وہ دونوں مختلف کمروں سے گزر کر ایک دروازے پر رکے اور نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"یس کم ان" ـــــ اندر سے کرخت سی آواز سنائی دی اور وہ دونوں دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

"شکار آگیا! ـــــ کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی" ـــــ میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ماسٹر بلگرام نے پوچھا۔

"نہیں ماسٹر! ـــــ سب کام اچھی طرح ہو گیا" ـــــ نوجوان نے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔

"بیٹھو" ـــــ ماسٹر بلگرام نے سامنے پڑی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! ـــــ ایک اہم ترین اطلاع ہے ـــــ آپ کا شکار سیٹھ اسحاق نہیں بلکہ کوئی نامعلوم آدمی صفدر ہے" ـــــ دیونما غنڈے نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو راڈنی! ـــــ کیا تم کسی غلط آدمی کو پکڑ لائے ہو"؟ ماسٹر بلگرام نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب! ـــــ بظاہر یہ سیٹھ اسحاق ہی ہے ـــــ لیکن ایک فون کال کی وجہ سے اس کا بھانڈہ پھوٹ گیا ـــــ میں نے آسٹروڈکٹافون

سے یہ کال ٹیپ کی ہے" ____ راڈنی نے جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نما آلہ نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ" ____ ماسٹر بلگرام کے چہرے پر شدید تشویش کے آثار ابھر آئے اس نے جھپٹ کر وہ بٹن اٹھایا اور اسے الٹا کر کے انگوٹھے کی مدد سے اس کا کونہ دبایا تو کمرے میں ٹیلیفون کا ڈائل گھمانے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"یس ____ حشر پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی" ____ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔

"مسٹر حشر ترکی سے بات کرائیں" ____ ایک بھاری آواز سنائی دی

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے" ____ اسی نسوانی آواز نے جواب دیا اور پھر ایک لمحے کی خاموشی کے بعد ایک اور آواز ابھری۔

"یس ____ حشر ترکی چیف ڈیٹکٹو آف حشر پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی سپیکنگ" ____ ایک باوقار آواز سنائی دی۔

"صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب! ____ میں نے ہوٹل شوبرا میں کمرہ بک کرا لیا ہے ____ کمرہ نمبر دو سو بائیس ____ میرا خیال ہے کہ میری نگرانی ہو رہی ہے" ____ پہلی آواز نے کہا اور پھر کافی دیر تک ان کے درمیان گفتگو ہوتی رہی۔ اور جب رسیور کریڈل پر رکھنے کی آواز سنائی دی تو ماسٹر بلگرام نے دوبارہ کونہ دبا دیا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار نمایاں تھے۔

"ماسٹر! ____ میں نے احتیاطاً یہ ڈکٹا فون کی ہول میں لگا دیا تھا۔" راڈنی نے کہا۔

"اوہ! ____ یہ کیسے ہو گیا ____؟ یہ پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی

کہاں سے درمیان میں ٹپک پڑی ____ اصل سیٹھ اسحاق کہاں ہے" ____؟ ماسٹر بلگرام نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! ____ میرا خیال ہے کہ سیٹھ اسحاق نے اس پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی کو ہمارے خلاف کام پر لگا دیا ہے ____ اور جہاں تک میرا آئیڈیا ہے شوروم میں یہ تبادلہ ہوا تھا ____ وہیں سیٹھ اسحاق کے میک اپ میں یہ شخص بیٹھ گیا ____ اور سیٹھ اسحاق اس کے میک اپ میں نکل گیا" ____ راڈنی نے خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ حشر ترکی کون ہے ____ جس کا نام عمران بھی ہے" ____؟ ماسٹر بلگرام نے کہا۔

"ماسٹر! ____ بجائے اس کے کہ ہم خود بیٹھے پریشان ہوتے رہیں ____ شکار سے ہی کیوں نہ پوچھ لیں" ____ نوجوان نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ مارکوئیس! ____ تم نے ٹھیک کہا ہے ____ ابھی چٹکی بجاتے ہی سب پتہ لگ جاتا ہے" ____ ماسٹر بلگرام نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مارکوئیس اور راڈنی بھی اس کے ساتھ ہی اٹھے اور پھر ماسٹر کے پیچھے چلتے ہوئے وہ کمرے سے باہر آ گئے۔

"یہ چابی لو اور کار ادھر لے آؤ" ______ عمران نے عقبی دروازے کے سامنے رکتے ہوئے جوزف سے کہا۔ اور جوزف سر ہلاتا ہوا تیزی سے دائیں طرف مڑ گیا۔

عمارت کا عقبی دروازہ ایک اور مین روڈ پر کھلتا تھا اور کار کے آنے تک عمران دروازے پر ہی کھڑا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہر آنے والے کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار اس نے لوگوں کو دیکھا ہو۔ ادھر لوگ اس کا حلیہ دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیتے اور عمران جواب میں اپنے دانت نکال دیتا۔

چند لمحوں بعد جوزف کار لئے وہاں آ پہنچا اور عمران نے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور یوں اکڑ کر پچھلی نشست پر بیٹھ گیا جیسے کار میں بیٹھنے کی بجائے گھوڑا سواری کر رہا ہو۔

"کہاں چلنا ہے باس" ______ ؟ جوزف نے سر گھما کر پیچھے دیکھتے

ہوئے پوچھا۔

"جہاں تیرا جی چاہے لے چلو" ______ عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔ اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ اور نئی کار سڑک پر پانی کی طرح بہتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

جوزف نے کار کا رُخ ساحل سمندر کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس سنسان سڑک پر چلتے ہوئے ساحل سمندر پر پہنچ گئے۔ آج ساحل سمندر پر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی رش تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے آدھا شہر وہاں اکٹھا ہو گیا ہو۔

"ارے یہاں کوئی میلہ لگا ہوا ہے" ______ ؟ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میلہ نہیں باس! ______ نمائش لگی ہوئی ہے" ______ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"نمائش لگی ہوئی ہے ______ ارے نمائش کرنا تو سنا تھا ______ یہ نمائش لگا کیا ہوتا ہے" ______ ؟ عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ بھی ہے باس! ______ بہرحال ہے خوب" ______ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ہجوم میں شامل ہو گئے۔

اچانک عمران چلتے چلتے ٹھٹھک گیا۔ اس کی نظریں ایک جھولے پر جمی ہوئی تھیں۔ جھولا اوپر نیچے آنے جانے والا تھا اور جھولے کی ٹرالیوں میں عورتیں مرد بھرے ہوئے تھے۔

عمران کی نظریں ایک ٹرالی پر جمی ہوئی تھیں جس پر ایک غیر ملکی عورت

اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔

غیر ملکی عورت کے چہرے پر عجیب سی خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنے بچپن میں پہنچ گئی ہو۔

"باس! ___ وچ ڈاکٹر اکاشاکی کا کہنا ہے کہ عورتوں کو گھورنے والے کے سر پر سینگ اُگ آتے ہیں" ___ جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس نے عورتوں کے متعلق کہا ہے ___ اور میں تو صرف ایک عورت کو گھور رہا ہوں ___ اور ایک عورت کو گھورنے والے کے سر پر سینگ اُگ آتے ہیں ___ یہ بھی تمہارے وچ ڈاکٹر کا ہی قول ہے" ___ عمران نے بھی بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ گاڈ! ___ پھر تو باس سب عورتوں کو گھورو ___ میرے سینگ اُگ آئے تو مجھے تمہاری طرح کی ٹوپی پہننی پڑے گی" ___ جوزف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جوزف! ___ تم کار کے پاس پہنچو ___ میں آرہا ہوں" ___ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے ہجوم میں راستہ بناتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور جوزف بُرا سا منہ بناتے ہوئے واپس مڑ گیا۔ ظاہر ہے وہ تفریح کے لئے آیا تھا اور عمران نے اپنی ہی ڈفلی بجانی شروع کر دی تھی۔ لیکن بہرحال عمران کا حکم ٹالا بھی نہ جاسکتا تھا۔ اس لئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کار کے پاس آکر رُک گیا۔

کوئی پندرہ منٹ بعد عمران ہجوم میں سے راستہ بناتا ہوا واپس آتا دکھائی دیا۔

"باس! ___ میں نے تو سمجھا تھا کہ آپ مستقل طور پر سینگ اگانے کے لئے اُسے ساتھ ہی لے آئیں گے" ___ جوزف نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے تو کہا تھا ___ لیکن وہ کہتی ہے کہ مجھے افریقی پسند ہیں افریقیوں کے سر پر سینگ مڑے ہوئے ہوتے ہیں" ___ عمران نے جواب دیا اور جوزف بے اختیار جھینپ گیا۔

"کار موڑ کر کھڑی کرو" ___ عمران نے جوزف کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کار موڑ دی۔

چند لمحوں بعد ہی ایک سرخ رنگ کی ٹیوٹا تیزی سے ان کے قریب سے گزرتی چلی گئی اور جوزف نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا کہ ٹیوٹا کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہی غیر ملکی عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس نے عمران کے بولنے سے پہلے ہی کار اس کے پیچھے بڑھا دی اور عمران یوں اطمینان سے سر ہلانے لگا جیسے کسی شاگرد کے صحیح جواب دینے پر استاد خوش ہو کر سر ہلاتے ہیں۔

دونوں کاریں آگے پیچھے چلتی ہوئی اس سنسان سڑک پر آگئیں۔ جوزف نے جان بوجھ کر فاصلہ بڑھانا شروع کر دیا۔ تاکہ اس عورت کو تعاقب کا احساس نہ ہو سکے۔

"ویسے باس! ___ کیا یہ تمہیں پسند آگئی ہے" ___ ؟ جوزف شاید آج خاصے خوشگوار موڈ میں معلوم ہوتا تھا۔

"ہاں! ___ خاصی خوبصورت ہے" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں باس! ــــ اس سے زیادہ تو اپنی مس جولیا ہی خوبصورت ہے" ــــ جوزف نے کہا۔

" اوہ! ــــ اب تمہیں جولیا خوبصورت لگنے لگ گئی ہے۔ ماشاءاللہ ماشاءاللہ ــــ چلو بچہ بالغ تو ہوا ــــ لیکن ایک بات بتا دوں کہ تنویر بڑا خطرناک رقیب ثابت ہوگا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں آپ کے لئے کہہ رہا ہوں باس! ــــ ورنہ مجھے تو عورتیں چڑیلیں ہی لگتی ہیں" ــــ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

" اگر یہ چڑیلیں ہیں تو پھر نجانے عورتیں کیسی ہوتی ہوں گی" ــــ عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا اور جوزف بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

ٹیوٹا کار ایک چوک پر پہنچ کر مضافاتی کالونی کی طرف جانے والی سڑک پر مڑ گئی اور جوزف نے بھی کار اسی طرف موڑ دی۔

تھوڑی دیر بعد ٹیوٹا کار ایک نئی تعمیر شدہ کوٹھی کے پھاٹک پر جاکر رک گئی اور جوزف کی کار جب اس کوٹھی کے سامنے سے گزری تو پھاٹک کھل رہا تھا اور وہ عورت کار اندر لے جا رہی تھی۔

" اب کیا پروگرام ہے باس" ــــ؟ جوزف نے کار کی رفتار آہستہ کرتے ہوئے کہا۔

" مجھے یہیں اتار دو ــــ اور خود کار لے کر کوٹھی کی عقبی سمت پر آجاؤ" ــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" باس! ــــ اگر کوئی گڑبڑ ہو تو میں ساتھ چلوں" ــــ؟ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے پوچھا۔

" ابے شرم نہیں آتی ــــ گڑبڑ کے وقت تو آدمی کو اکیلا ہونا چاہیئے اور تم ساتھ چلنے کو کہہ رہے ہو" ــــ عمران نے بڑے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا اور جوزف عمران سے زیادہ جھینپ گیا۔

تھوڑی دور جاکر جوزف نے کار سائیڈ میں روک دی اور عمران دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

عمران کے باہر آتے ہی جوزف نے کار آگے بڑھا دی۔

عمران نے سر پہ پہنی ہوئی ترکی ٹوپی سنبھالی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کوٹھی کی طرف چل پڑا۔ جس میں وہ عورت کار لے کر گئی تھی۔ اس نے جس وقت سے اس عورت کو دیکھا تھا اس کے ذہن میں کھچڑی سی پک رہی تھی۔ اس عورت کی تصویر اس نے کراس کلب فائل میں دیکھی تھی۔ اور فائل کے مطابق یہ عورت ماسٹر بلگرام کی ساتھی بتائی جاتی تھی۔ یہ دونوں اکثر اکٹھے ہی کام کرتے تھے اور اسے مادام لوشاری کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ بذاتِ خود مادام لوشاری انتہائی خطرناک مجرم مانی جاتی تھی۔

آج ساحل سمندر پر اُسے اچانک جھولے میں بیٹھے دیکھ کر عمران ٹھٹھک گیا اور اُسی لمحے خیال آگیا کہ یہ یقیناً ماسٹر بلگرام کے ہمراہ آئی ہوگی اور ظاہر ہے اس کا تعاقب کر کے ماسٹر بلگرام کا ٹھکانہ آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس کے تعاقب میں یہاں تک چلا آیا تھا۔

کار سے اترتے ہی اس نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ عقبی سمت سے عمارت میں داخل ہو۔ لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اور پرائیویٹ جاسوس کے تعارف سے براہِ راست بات چیت کرنے کو ترجیح دی۔ کیونکہ اس طرح وہ زیادہ آسانی سے انہیں بیوقوف بنا سکتا تھا۔ اور پھر وہ اچھی طرح

ماحول کا جائزہ بھی لینا چاہتا تھا۔

چونکہ اُسے معلوم تھا کہ کراس کلب والوں نے کبھی پاکیشیا کا رُخ اس سے پہلے نہیں کیا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے اُسے کسی بھی طور نہ پہچان سکیں گے۔ چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سیٹھ اسحاق صفدر کے میک اپ میں ہوٹل ہلٹن میں موجود تھا۔ اس میک اپ میں وہ بڑا مطمئن اور خوش تھا کیونکہ اُسے یقین تھا کہ کوئی بھی اُسے پہچان نہ سکے گا۔

اس وقت بھی وہ ہوٹل کے ہال میں بیٹھا کافی سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ اچانک ایک غیر ملکی لڑکی ہوٹل میں داخل ہوئی۔ اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں سیٹھ اسحاق پر پڑیں وہ نہ صرف چونک پڑی بلکہ دوسرے لمحے وہ تیز تیز قدم اٹھاتی سیدھی اس کی میز کی طرف بڑھتی چلی آئی۔

"ہیلو صفدر! ــــ کیا ہو رہا ہے" ــــ؟ غیر ملکی لڑکی نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں دوسری کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا اور سیٹھ اسحاق آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتا رہ گیا۔

"آج میں عمران کی ایکسٹو سے ضرور شکایت کروں گی ــــ اب یہ حد سے بڑھتا جا رہا ہے" ــــ غیر ملکی لڑکی نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کک ــــ کون عمران" ــــ؟ سیٹھ اسحاق کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

اور اس کی آواز سنتے ہی لڑکی اس بُری طرح چونکی جیسے اس کے پیروں کے نیچے بم پھٹ پڑا ہو۔ وہ یوں حیرت سے آنکھیں پھاڑے سیٹھ اسحاق کو دیکھ رہی تھی جیسے اُسے انسان کی بجائے اچانک بھوت نظر آ گیا ہو۔

"تم کون ہو" ــــ؟ غیر ملکی لڑکی نے چند لمحوں بعد اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی سختی نمایاں تھی۔

"میرا نام صفدر ہے ــــ مگر آپ کون ہیں" ــــ سیٹھ اسحاق نے مجبوراً جواب دیا۔ ظاہر ہے اس کے علاوہ وہ اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔

"اوہ! ــــ تم بھول گئے مجھے ــــ ویسے تمہارا قصور بھی نہیں کافی عرصے بعد ملاقات جو ہو رہی ہے ــــ میرا نام روشی ہے" ــــ غیر ملکی لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور سیٹھ اسحاق نے اطمینان کی سانس لی۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق خطرہ ٹل گیا تھا۔

"اوہ! ــــ اچھا اچھا ــــ بالکل ٹھیک ہے ــــ مجھے یاد آ گیا۔ بڑی خوشی ہوئی ــــ بہرحال کیا پینا پسند کرو گی" ــــ سیٹھ اسحاق نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ میں عام ہوٹلوں میں بیٹھ کر پینا پسند نہیں کرتی۔

آؤ ہیپی کلب چلیں ــــــ وہاں اطمینان سے بیٹھ کر پئیں گے بھی سہی اور پھر ــــــ" غیر ملکی لڑکی نے باقی فقرہ ادھورہ چھوڑ کر نظریں جھکا لیں اور سیٹھ اسحاق کا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔ وہ ویسے بھی خوبصورت عورتوں کا رسیا تھا۔ اور اسی چکر میں وہ کراس کلب کے چنگل میں پھنس گیا تھا اور اب ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی غلط فہمی میں آکر دادِ عیش کی دعوت دے رہی تھی تو سیٹھ اسحاق ایسا موقع بھلا کیسے چھوڑ سکتا تھا۔

" اوہ ہاں! ــــ چلو ٹھیک ہے" ــــــ سیٹھ اسحاق نے فوراً اٹھتے ہوئے کہا۔

" صرف دو منٹ بیٹھو ــــــ میں نے ایک ضروری فون کرنا ہے اسی لئے میں یہاں آئی تھی۔ تمہیں دیکھ کر ادھر چلی آئی ــــــ میں فون کر لوں ــــ پھر چلتے ہیں" ــــــ غیر ملکی لڑکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ معذرت آمیز تھا۔

" اوہ! ــــ اچھا ٹھیک ہے ــــ کر لو فون ــــ میں انتظار کر لیتا ہوں" ــــــ سیٹھ اسحاق نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ غیر ملکی لڑکی تیزی سے مڑ کر گیلری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جدھر پبلک کال بوتھ بنے ہوئے تھے۔

اس نے بوتھ کا دروازہ کھولا اور پھر پرس سے سکّے نکال کر فون میں ڈالے اور ریسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو" ــــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" سر! ــــ میں جولیا بول رہی ہوں ہوٹل ہلٹن سے" ــــ جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

" ہوں! ــــ کیا بات ہے" ــــــ؟ ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

" سر! ــــ میں دفتر سے اٹھ کر کھانا کھانے یہاں آئی تو ہال میں مجھے صفدر بیٹھا ہوا نظر آیا ــــــ میں اس کے پاس گئی تو وہ مجھے پہچان نہ سکا ــــــ جس پر میں چونک پڑی ــــــ اور پھر جب میں نے بات کی تو وہ صفدر کے میک اپ میں کوئی اور آدمی نکلا" ــــــ جولیا نے جواب دیا۔

" ہو سکتا ہے اس کی شکل صفدر سے ملتی جلتی ہو" ــــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

" اس نے اپنا نام بھی صفدر بتایا ہے ــــــ اور جناب! آج صبح صفدر میرے پاس دفتر آیا تھا ــــــ اس نے جو لباس پہنا ہوا تھا۔ وہی لباس اس آدمی نے پہن رکھا ہے ــــــ اور سر! یہ میک اپ بھی انتہائی مہارت سے کیا گیا ہے۔ اگر اس کا لہجہ دوسرا نہ ہوتا تو میں کبھی بھی نہ پہچان سکتی" ــــــ جولیا نے دلائل دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ــــ پھر تو ظاہر ہے معاملہ مشکوک ہے ــــ تم چند لمحے ہولڈ کرو ــــ میں صفدر کو فون کرتا ہوں" ــــ ایکسٹو نے کہا۔ اس بار اس کے لہجے میں الجھن موجود تھی۔

جولیا ریسیور لئے خاموش کھڑی رہی۔ اور پھر دو منٹ بعد ایکسٹو کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

" ہیلو جولیا" ــــــ ایکسٹو کا لہجہ اس بار قدرے نرم تھا۔

"یس سر ــــ" جولیا نے جواب دیا۔

"صفدر اپنے فلیٹ میں موجود نہیں ہے ــــ تم اس آدمی کو لیکر دانش منزل پہنچو ــــ مگر تعاقب کا خیال رکھنا ــــ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کوئی چال ہو" ــــ ایکسٹو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسی آئیڈیے پر اُسے پہلے ہی ایک کلب کا نام لیکر چلنے کو کہا ہے ــــ اور وہ فوراً راضی ہو گیا ــــ بہر حال میں خیال رکھوں گی" جولیا نے جواب دیا۔

"او۔کے! ــــ اُسے تم گیسٹ روم میں بند کر کے واپس چلی جانا۔ باقی میں خود ہی معلوم کر لوں گا" ــــ ایکسٹو نے کہا۔

"بہتر سر" ــــ جولیا نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے" ــــ ایکسٹو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جولیا نے تیزی سے رسیور رکھا اور پھر بوتھ سے باہر نکل آئی۔ گیلری سے مڑ کر اس نے سیٹھ اسحاق کی طرف دیکھا اور جب اُسے میز پر بیٹھے پایا تو اطمینان کی طویل سانس لی۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ وہ اس دوران کہیں غائب نہ ہو جائے۔ لیکن اُسے بدستور اپنی جگہ پر موجود پا کر اُسے اطمینان ہو گیا تھا۔

"آؤ چلیں" ــــ جولیا نے اس کے قریب جا کر کہا اور سیٹھ اسحاق سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر جولیا کے ساتھ چلتا ہوا وہ ہوٹل کے گیٹ سے باہر آگیا۔ اس کی چال بھی صفدر کی طرح نہ تھی۔

"تم اس سوٹ میں پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت لگ رہے ہو" جولیا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اس پر دل و جان سے عاشق ہو گئی ہو۔

"اوہ! ــــ شکریہ! میں نے یہ سوٹ پچھلے دنوں فرانس میں خریدا تھا" سیٹھ اسحاق نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ فرانس کا نام لینے سے اس کا مقصد یہی تھا کہ لڑکی کچھ اور زیادہ مرعوب ہو جائے۔

"آؤ میری کار میں بیٹھ جاؤ" ــــ جولیا نے کمپاؤنڈ میں کھڑی ہوئی اپنی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور سیٹھ اسحاق نے سر ہلا دیا۔ اس کے خیال کے مطابق اس طرح اس کا ایک اور بڑا مسئلہ حل ہو گیا تھا۔ کیونکہ اُسے ہپی کلب کے متعلق علم نہ تھا اور لڑکی کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ صفدر کے ساتھ اکثر ہپی کلب آتی جاتی رہتی ہے۔ اس لئے ظاہر ہے اگر وہ اپنی کار میں جاتا تو لڑکی مشکوک ہو جاتی۔

جولیا نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور سیٹھ اسحاق اس کے ساتھ والی سیٹ پر براجمان ہو گیا۔ جولیا نے کار آگے بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ دانش منزل کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ جولیا نے کار گیٹ پر روکی اور پھر مخصوص انداز میں ہارن بجایا۔

ہارن بجتے ہی بڑا گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا اور جولیا کار بڑھاتے اندر داخل ہو گئی۔

سیٹھ اسحاق حیرت سے اس وسیع و عریض عمارت کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ بول اس لئے نہ سکتا تھا کہ کہیں لڑکی مشکوک نہ ہو جائے۔

جولیا نے بڑے اطمینان سے کار برآمدے کے سامنے روکی اور دروازہ

کھول کر نیچے اتر آئی۔ سیٹھ اسحاق نے بھی اس کی پیروی کی۔

"آؤ" ـــــ جولیا نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی گیسٹ روم کے دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے آٹو میٹک لاک کو مخصوص انداز میں دبا کر دروازہ کھولا۔

"تم اندر بیٹھو ـــــ میں آرڈر دے آؤں" ـــــ جولیا نے دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور سیٹھ اسحاق سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ اس کی پشت پر بند ہو گیا اور سیٹھ اسحاق پہلی بار بُری طرح چونکا۔ کیونکہ اس کمرے میں سوائے قالین کے فرنیچر نام کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اس نے تیزی سے مڑ کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ہوش اڑ گئے جب باوجود کوشش کے وہ دروازہ نہ کھول سکا۔ اس کی آنکھوں میں یکدم خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ اُسے فوراً خیال آیا کہ وہ کراس کلب کے ہتھے چڑھ گیا ہے اور وہ اسے اس میک اَپ میں بھی پہچان گئے ہیں۔ اب وہ اپنے آپ پر لعنتیں بھیج رہا تھا کہ غیر ملکی لڑکی کو دیکھتے ہی اُسے سمجھ جانا چاہیئے تھا۔

وہ ابھی کھڑا خوف سے لرز رہا تھا کہ اچانک دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور دوسرے لمحے ایک سٹین گن کی نال اس کے سینے پر جم گئی۔ آنیوالا ایک طویل القامت نقاب پوش تھا۔ نقاب میں اس کی آنکھیں زخمی چیتے کی طرح چمک رہی تھیں۔

"مم ـــ مجھے معاف کر دو" ـــــ سیٹھ اسحاق نے موت کے

خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔ جب تک موت اس کے اتنے قریب نہ آئی تھی وہ مرنے کے لئے تیار تھا۔ لیکن اب موت کو سر پر دیکھ کر اس کی تمام حب الوطنی ہوا کی طرح اُڑ گئی تھی۔

"تمہیں معافی نہیں مل سکتی" ـــــ نقاب پوش نے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے یہ نقاب پوش بلیک زیرو خود تھا۔

"مم ـــ مم ـــ مجھ سے غلطی ہو گئی ـــ میں نقشہ لا دونگا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں نقشہ لا دونگا" ـــــ سیٹھ اسحاق کا لہجہ بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا تھا۔

"مگر تم نے میک اپ کیوں بدلا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔ وہ سیٹھ اسحاق کے پہلے ہی فقرے سے سمجھ گیا تھا کہ چکر کچھ اور ہے۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر اس سے براہ راست صفدر کے متعلق سوال نہ کیا تھا۔ وہ اصلیت جاننا چاہتا تھا۔

"وہ دراصل غلطی ہو گئی ـــــ یہ ساری شرارت اس حشر ترکی کی ہے ـــــ اُسے پتہ نہیں کہاں سے خبر مل گئی کہ تم لوگ مجھ سے نقشہ مانگ رہے ہو ـــــ اس نے مجھے ڈرایا ـــــ اور پھر اپنا ایک آدمی بلا کر اس کا میک اپ مجھ پر کر دیا ـــــ اور میرا میک اپ اُس پر کر دیا" ـــــ سیٹھ اسحاق نے لرزتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور بلیک زیرو کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گئی۔ حشر ترکی کے نام سے وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ سارا چکر عمران کا ہے۔ اور

پتہ نہیں کہ عمران کیا کرتا پھر رہا ہے۔

"مسٹر ترکی تمہیں کہاں ملا تھا"—— ؟ بلیک زیرو نے
پوچھا۔

"وہ میرے شوروم میں کار خریدنے آیا تھا"—— سیٹھ اسحا
نے جواب دیا۔

"اوکے! —— ابھی تم یہیں رہو گے —— جب تک میں تمہا
بیان کی تصدیق نہ کر لوں"—— بلیک زیرو نے کہا اور پھر ایک ہا
سے دروازہ کھول کر وہ باہر نکل گیا۔ اور اس کے باہر نکلتے ہی دروا
خود بخود دوبارہ بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی سیٹھ اسحاق کے چہرے پر رونق آ گئی۔ ا
یقین آ گیا تھا کہ کراس کلب نے اسے معافی دے دی ہے۔ چنانچہ
اطمینان سے قالین پر بیٹھ گیا۔ ظاہر ہے اب اس کے سوا وہ اور
کیا سکتا تھا۔

صفدر کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک چوڑے سے
ے کے ساتھ چمڑے کی بیلٹوں کے ساتھ جکڑا ہوا پایا۔ تختہ افقی رُخ پر
ر کے ساتھ لگا ہوا تھا اور صفدر اس تختے کے ساتھ بندھا ہوا کھڑا تھا
تختے کو دیوار کے ساتھ آہنی کنڈوں کی مدد سے جکڑ دیا گیا تھا۔ اس لئے صفدر
کے لئے حرکت کرنا ناممکن ہو گیا تھا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دیواروں کے ساتھ مختلف قسم کی
بڑی چھوٹی مشینیں نصب تھیں۔ سامنے چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔
صفدر سمجھ گیا کہ وہ اس وقت کراس کلب والوں کے قبضے میں ہے
اور ظاہر ہے وہ لئے سیٹھ اسحاق کے دھوکے میں بیہوش کر کے یہاں لے
آئے تھے۔

ابھی وہ اسی سوچ بچار میں تھا کہ آئندہ پیش آنے والے حالات میں
کیا لائحہ عمل اختیار کرے کہ کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور تین افراد اندر

داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک غیر ملکی تھا۔ اور اُسے دیکھتے ہی صفدر سمجھ گیا
کہ یہ ماسٹر بلگرام ہے۔ کیونکہ اس کا حلیہ سیٹھ اسحاق نے تفصیل سے بتایا
تھا۔ اس کے پیچھے ایک دیو ہیکل قسم کا غنڈہ تھا اور دوسرا اس کے اپنے قد و
قامت جیسا نوجوان تھا۔ یہ دونوں مقامی معلوم ہوتے تھے۔ ماسٹر بلگرام آگے
آگے تھا اور وہ دونوں اس کے پیچھے تھے۔

اور پھر وہ تینوں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے صفدر کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے
ماسٹر بلگرام بڑی گہری نظروں سے صفدر کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کی کھال کے
نیچے گوشت کی تہوں کا جائزہ لے رہا ہو۔

صفدر خاموش کھڑا تھا۔ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ خود کوئی
بات نہ کرے گا۔

"ہاں تو سیٹھ اسحاق! ــــ تم نے ہماری بات ماننے سے انکار کر
دیا ــــ اور یہ سمجھ لیا کہ ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے" ــــ ماسٹر بلگرام
نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"میں محب وطن ہوں ــــ میرا ذاتی کردار جو کچھ بھی ہو۔ لیکن
میں اپنے ملک کے خلاف کسی سازش میں حصہ نہیں لے سکتا" ــــ صفدر
نے سیٹھ اسحاق کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! ــــ مجھے تمہاری اس حب الوطنی پر بے پناہ خوشی
محسوس ہو رہی ہے ــــ لیکن ایک بات بتاؤ کہ اگر تم کام نہ کرنا چاہتے
تھے تو یہ دوسری بات تھی ــــ لیکن تم نے ہماری مخبری کیوں کی"
ماسٹر بلگرام نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مخبری! ــــ کیسی مخبری ــــ؟ میں سمجھا نہیں" ــــ صفدر

ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ عشر پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی کیا ہے" ــــ؟ ماسٹر بلگرام نے
سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ! ــــ یہ میرے دوست ہیں ــــ اس کے سوا اور کچھ
نہیں" ــــ صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے ذہن
کھچڑی سی پک رہی تھی کہ آخر انہیں اس کے متعلق اطلاع کیسے ملی۔

"اور یہ صفدر کون ہے ــــ؟ کیا یہ اس ایجنسی کا ملازم ہے؟"
بلگرام نے صفدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور صفدر نہ چاہنے کے
اپنا نام سن کر چونک پڑا۔

"صفدر! ــــ کون صفدر ــــ؟ میں کسی صفدر کو نہیں جانتا"
نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"یہ ایجنسی کون چلا رہا ہے" ــــ؟ ماسٹر بلگرام نے مسکراتے
پوچھا۔

ر ترکی اس کا چیف ہے" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اس کا اصل نام بتاؤ ــــ فرضی ناموں سے میرا کوئی تعلق نہیں"
رام کا لہجہ یکدم کرخت ہو گیا۔

"اصل نام ــــ یہی اس کا اصل نام ہے" ــــ صفدر نے
دیا۔ لیکن اب اس کے ذہن میں یہ خدشہ واضح ہوتا جا رہا تھا کہ کہیں
بڑ ضرور ہو گئی ہے۔ جبھی ماسٹر بلگرام کو ان سب تفصیلات کا علم
۔ یا تو اصل سیٹھ اسحاق پہلے ہی ان کے ہتھے چڑھ گیا ہے اور یہ
انہوں نے اس سے حاصل کی ہیں یا پھر کوئی اور بات ہے۔

"اچھا ـــــ اب سوچ سمجھ کر میرے سوال کا جواب دینا ـــــ کیونکہ
میں نہیں چاہتا کہ جو بات تم آرام سے بتا سکتے ہو ـــــ وہ تمہاری شہ رگ
کاٹ کر معلوم کی جائے" ـــــ ماسٹر بلگرام نے کہا۔
"تم پوچھو ـــــ کیا پوچھنا چاہتے ہو" ـــــ؟ صفدر نے سپاٹ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"سیٹھ اسحاق کہاں ہے" ـــــ ماسٹر بلگرام نے کہا اور صفدر
یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی پر بم کا دھماکہ ہوا ہو۔
"سیٹھ اسحاق کہاں ہے ـــــ تمہارے سامنے کھڑا ہے" ـــــ
صفدر نے اپنے آپ کو بڑی مشکل سے سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔
"تم سیٹھ اسحاق کے میک اپ میں صفدر ہو ـــــ اور تمہارا تعل
حشر پرائیویٹ ایجنسی سے ہے ـــــ اور حشر ترکی کا اصل نام عمرا
ہے ـــــ یہ تمام معلومات ہمیں پہلے سے حاصل ہیں ـــــ ا
لئے ان کے متعلق انکار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ـــــ اب تم شرافت
ہمیں بتادو کہ سیٹھ اسحاق کہاں ہے ـــــ؟ اور یہ حشر ترکی عرف ع
کون ہے ـــــ؟ اور کہاں پایا جاتا ہے" ـــــ؟ ماسٹر بلگ
نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا۔ اچانک کمرے کا دروازہ ا
بار پھر کھلا اور ایک غیر ملکی عورت اندر داخل ہوئی۔
"کیا ہو رہا ہے ماسٹر" ـــــ عورت نے بڑے ناز بھرے ا
میں کہا۔
"اوہ ! ـــــ مادام ہوشیاری تم آگئیں ـــــ یہ شخص سیٹھ اسحاق

یک اپ میں ہے ـــــ اس کا اصل نام صفدر ہے اور اس کا تعلق ایک
یویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی سے ہے ـــــ جس کا چیف حشر ترکی عرف عمران
ہے ـــــ بس اسی سے پوچھ گچھ کر رہا ہوں" ـــــ ماسٹر بلگرام
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تو یہ کیسا احمقانہ طریقہ ہے پوچھ گچھ کا ـــــ کہ وہ اطمینان سے کھڑا
ہے اور تم سوال کر رہے ہو ـــــ مجھے تو یوں لگ رہا ہے ـــــ جیسے
کسی ملازمت کے لئے انٹرویو کر رہے ہو ـــــ اس کی ہڈیاں علیحدہ
کردو ـــــ جبڑے توڑ ڈالو ـــــ آنکھیں پھوڑ ڈالو ـــــ ناک
کاٹ ڈالو ـــــ تب سوال کرو ـــــ اور پھر دیکھو یہ بتاتا ہے ـــــ یا
نہیں" ـــــ مادام ہوشیاری نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اوہ مادام ! ـــــ تم اپنی تشدد پسندانہ فطرت سے باز نہیں
آسکتیں ـــــ جب گھی سیدھی انگلی سے نکل آئے تو اسے ٹیڑھا
کرنے کی کیا ضرورت ہے" ـــــ ماسٹر بلگرام نے ہنستے ہوئے جواب
دیا۔
"اچھا ـــــ پھر کرلو پوچھ گچھ ـــــ میں دیکھتی ہوں کہ کیسے
سیدھی انگلی سے تم گھی نکال لیتے ہو" ـــــ مادام نے ایک کرسی گھسیٹ
کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"ماسٹر ! ـــــ مادام درست کہہ رہی ہیں ـــــ یہ لوگ سیدھی
طرح جواب نہیں دیتے" ـــــ راڈنی نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔
"ہاں تو مسٹر صفدر ! ـــــ اب ووٹ تمہارے خلاف ہوتے جارہے
ہیں ـــــ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی ٹوٹ پھوٹ کروانے کی بجائے

میرے سوالوں کے جواب دے دو" ـــــــ ماسٹر بلگرام نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ درست ہے کہ میرا نام صفدر ہے ـــــ اور میں حشر پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی کا ملازم ہوں ـــــ اس کا چیف عمران ہے ـــــ جو حشر ترکی کہلاتا ہے ـــــ سیٹھ اسحاق نے ہماری ایجنسی کو یہ کیس دیا تھا ـــــ اس لئے حشر ترکی کے کہنے پر میں نے اس کا میک اپ کر لیا تھا ـــــ یہ ایجنسی ابھی حال ہی میں کھلی ہے ـــــ اور حشر ترکی نے باقاعدہ انٹرویو لے کر مجھے ملازم رکھا تھا ـــــ اس لئے اس کے متعلق مزید تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ذمہ کیا کام لگایا گیا تھا" ـــــ؟ ماسٹر بلگرام نے پوچھا۔

"صرف اتنا کہ میں سیٹھ اسحاق کے میک اپ میں ہوٹل ہلٹن میں کمرہ لے کر رہوں ـــــ اور اگر تم وہاں نظر آ جاؤ تو ایجنسی کو فون پر مطلع کر دوں اور اگر تم مجھے اغوا کرنا چاہو تو تمہارے کسی آدمی کو اغوا کر کے ایجنسی پہنچا دوں ـــــ لیکن اس کی نوبت نہ آئی ـــــ اور تمہارے آدمیوں نے مجھ پر اچانک وار کر کے مجھے اغوا کر لیا" ـــــ صفدر نے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ہم کون ہیں" ـــــ؟ ماسٹر بلگرام نے پوچھا۔

"صرف تمہارا حلیہ مجھے بتایا گیا تھا ـــــ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ماسٹر بلگرام کچھ کہتا۔ کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک سٹین گن بردار تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے مائیکل" ـــــ؟ ماسٹر بلگرام نے چونک کر پوچھا۔

"جناب! ـــــ ایک عجیب و غریب حلیئے کا آدمی مادام سے ملنے آیا ہے ـــــ وہ اپنا نام حشر ترکی بتاتا ہے" ـــــ مائیکل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حشر ترکی! ـــــ وہ یہاں بھی پہنچ گیا" ـــــ ماسٹر بلگرام نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں موجود سب افراد چونک پڑے۔

"یہ وہی حشر ترکی ہے ـــــ جس کا یہ آدمی ہے" ـــــ مادام نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے راڈنی تم نے احتیاط نہیں کی ـــــ وہ تمہارا پیچھا کرتا ہوا یہاں تک آیا ہو گا" ـــــ ماسٹر بلگرام کا لہجہ یکدم سخت ہو گیا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا باس! ـــــ ہم نے پوری طرح احتیاط کی ہے۔ اور اگر وہ اس طرح آیا ہوتا تو یقیناً پھر اطلاع دیکر اندر نہ آتا" ـــــ راڈنی نے فوراً اپنے بچاؤ کے لئے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ـــــ تمہاری بات درست ہے ـــــ کیا وہ اکیلا ہے مائیکل" ـــــ ماسٹر بلگرام نے کہا۔

"ہاں باس! ـــــ اکیلا ہے ـــــ میں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے ـــــ پہلے تو میں نے اسے ٹالنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ تو عجیب سا احمق آدمی ہے ـــــ پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہا تھا" ـــــ مائیکل نے جواب دیا۔

"لیکن وہ مجھے کیسے جانتا ہے ____ ؟ اس نے کیا کہا ہے" ___ ؟ مادام نے مائیکل سے پوچھا۔

"اس نے کہا ہے کہ وہ مادام ہوشاری سے ملنا چاہتا ہے ____ ایک انتہائی ضروری کام ہے ____ اور کام بھی مادام ہوشاری کے فائدے کا ہے" ____ مائیکل نے جواب دیا۔

"اوہ! ____ وہ میرا اصل نام جانتا ہے ____ یہ کیسے ہو سکتا ہے ____ یہاں کسی کو میرے نام کا علم نہیں ہے ____ یہ معاملہ تو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی خطرناک ہوتا جا رہا ہے" ____ مادام نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اسے یہیں لے آؤ ____ اور سنو! پہلے اس کی تلاشی لے لینا ____ اور اس کے علاوہ عمارت کے ارد گرد مکمل نگرانی کرو ____ کہیں اس کے ساتھی موجود نہ ہوں" ____ ماسٹر بلگرام نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور مائیکل سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"اسے یہاں کیوں بلوایا ہے" ____ ؟ مادام ہوشاری نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا ____ یہاں سے اس نے زندہ تو واپس جانا نہیں" ____ ماسٹر بلگرام نے جواب دیا اور پھر وہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور عمران اپنے مخصوص حلیئے میں اندر داخل ہوا۔ وہ یوں آنکھیں گھما گھما کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ جیسے اُلو کو اچانک دھوپ میں بٹھا دیا گیا ہو۔

"السلام علیکم! یا حاضرین کرام" ____ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے احمقانہ سے انداز میں کہا۔ اس کی نظریں تختے سے بندھے ہوئے صفدر پر پڑی تھیں۔ لیکن اس نے یوں منہ پھیر لیا تھا جیسے اس کی اس سے ذرا سی بھی شناسائی نہ ہو۔

ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری سمیت سب افراد حیرت سے اس عجیب و غریب حلیئے کے شخص کو دیکھ رہے تھے۔

"آؤ مسٹر حشر ترکی! ____ میرا نام مادام ہوشاری ہے" ____ مادام نے آگے بڑھ کر باقاعدہ مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مم ____ معاف کیجئے! ____ میں آپ سے ہاتھ نہیں ملا سکتا۔ کیونکہ ہمارے ہاں عورتوں سے ہاتھ ملانا تہذیب کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ ویسے آپ سے مل کر مجھے یقین جانیئے بے حد خوشی ہو رہی ہے" ____ عمران نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیئے" ____ مادام نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران بڑے اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا جبکہ باقی لوگ اس کے ارد گرد پھیلتے چلے گئے۔ ماسٹر بلگرام نے راڈنی اور مارکوئیس کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا اور وہ دونوں خاموشی سے کھسکتے ہوئے عمران کی کرسی کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔

"فرمائیے! ____ آپ مجھے کیسے جانتے ہیں" ____ ؟ مادام نے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے مطمئن انداز میں پوچھا۔

"آپ کو کون نہیں جانتا مادام! ____ میں بھی آپ کا پرانا نیاز مند

ہوں ـــــ آج اتفاق سے ساحل سمندر پر آپ نظر آگئیں ـــــ میں نے سوچا چلو ملاقات ہی کر لیں" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ تو تم مادام کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آئے ہو" ـــــ ماسٹر بگرام نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے راڈنی اور مارکونیس جو اس کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے اچانک عمران پر ٹوٹ پڑے۔

"ارے ارے ـــــ یہ کیا ہو رہا ہے ـــــ یہ کونسا طریقہ ہے مہمان سے مذاق کرنے کا" ـــــ عمران نے ہاتھ پیر مارنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ مگر ان دونوں نے اسے بری طرح جکڑ لیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی عمران کو رسیوں کی مدد سے ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔

"ہاں تو مسٹر حشر ترکی عرف عمران! ـــــ تمہاری موت تمہیں خود ہی یہاں کھینچ لائی ہے" ـــــ ماسٹر بگرام نے عمران کے قریب کھڑے ہو کر بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"اچھا تو تم عزرائیل کے نمائندے ہو ماسٹر بگرام! ـــــ مگر میں تو مادام ہوشیاری سے ملنے آیا تھا ـــــ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تم سے بھی یہاں ملاقات ہو جائے گی" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر اتنا گہرا اطمینان تھا کہ جیسے اسے ذرا برابر بھی کسی چیز کی پرواہ نہ ہو۔

"اوہ! ـــــ تو تم میرا نام بھی جانتے ہو" ـــــ ماسٹر بگرام نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"نہ صرف تمہارا نام جانتا ہوں ـــــ بلکہ تمہارا پورا شجرہ نسب بتا سکتا ہوں ـــــ آخر میں چیف ڈیٹیکٹو ہوں ـــــ کوئی گھسیارہ تو نہیں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بہت کچھ جانتا ہے ماسٹر! ـــــ اس لئے اس کا زندہ رہنا اب ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے" ـــــ اچانک مادام ہوشیاری نے جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکالتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو مادام! ـــــ پہلے اس سے مزید معلومات حاصل کر لیں ـــــ اس کے بعد بیشک اس پر سارا پستول خالی کر دینا" ـــــ ماسٹر بگرام نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ماسٹر! ـــــ اگر تم مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر تمہیں ہماری ایجنسی میں کیس بک کرانا ہوگا" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"راڈنی" ـــــ ماسٹر نے راڈنی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر" ـــــ راڈنی نے چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"حشر ترکی تمہارا منتظر ہے ـــــ اسے اپنے فن سے محظوظ کرو" ـــــ ماسٹر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر! ـــــ ابھی اس کا حشر کر دیتا ہوں" ـــــ راڈنی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا عمران کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"میں خود حشر ترکی ہوں راڈنی صاحب" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی راڈنی اس کے قریب آیا۔ راڈنی نے اپنا ہاتھ تیزی

سے فضائیں بلند کیا۔ وہ شاید عمران کو تھپڑ مارنا چاہتا تھا کہ اچانک عمران انتہائی تیز رفتاری سے نیچے بیٹھتا چلا گیا۔ اس کا جسم رسیوں کے درمیان سے یوں کھسک گیا تھا جیسے صابن میں سے تار گزر جاتا ہے۔ اور جب نیچے بیٹھتے ہی وہ تیزی سے اٹھا تو راڈنی ہوا میں اچھل کر کسی گیند کی طرح ماسٹر بلگرام کے اوپر جا گرا۔

ماسٹر بلگرام، مادام بوشاری کے بالکل قریب ہی کھڑا تھا۔ اس لئے راڈنی کا لحیم شحیم جسم ان دونوں کو لے کر فرش پر جا گرا۔

"خبردار! ــــ اگر کسی نے حرکت کی تو گولیوں سے بھون ڈالوں گا" ــ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ریوالور چمک رہا تھا۔ اور وہ سب یوں حیرت سے منہ پھاڑے اُٹھ کھڑے ہوئے جیسے ان کے سامنے عمران کی بجائے کوئی بھوت کھڑا ہو۔

"تمہارے آدمی تلاشی لینے کے فن میں ابھی اناڑی ہیں ماسٹر بلگرام" ــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ صفدر کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔

"میری جیب میں ہاتھ ڈال کر کٹر نکال لو" ــــ عمران نے آہستہ سے کہا۔

اور صفدر نے اپنا ہاتھ عمران کی سائیڈ جیب میں ڈال دیا۔ اس کے ہاتھ کلائی تک بندھے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ بازو کو تو حرکت نہ دے سکتا تھا لیکن اس کا ہاتھ حرکت کر سکتا تھا۔ اور عمران کی جیب چونکہ اس کے ہاتھ کے بالکل قریب تھی اس لئے اس نے آسانی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے ایک چھوٹا سا مگر تیز کٹر جیب کے خفیہ خانے سے نکال لیا۔

اسی لمحے مادام بوشاری نے پھرتی سے ریوالور جیب سے نکالنے کی کوشش کی۔ مگر دوسرے لمحے عمران کے ریوالور نے شعلہ اگلا اور مادام بوشاری چیخ مار کر سیدھی ہو گئی۔ اس کے ہاتھ کے قریب سے گولی نکلتی چلی گئی تھی۔ اور اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ سیدھا کر لیا تھا۔

"ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری! ــــ ایک بات بتا دوں کہ میرا نام حشر ترکی ہے ــــ اس لئے اگر تمہیں اپنی جانیں عزیز ہیں تو برائے کرم بالکل ساکت کھڑے رہیں ــــ ورنہ دوسری گولی اپنے آپ تمہارے دل کو تلاش کر لے گی" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اتنی دیر میں صفدر اس کٹر کی مدد سے بیلٹیں کاٹنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اب وہ آزاد تھا۔

"سب لوگ ہاتھ اٹھا کر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ ــــ جلدی کرو" ــــ عمران نے ریوالور کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر مادام بوشاری اور ماسٹر بلگرام کے مڑتے ہی مارکوئیس اور راڈنی بھی خود بخود مڑتے چلے گئے۔

"ستون سے رسی کھولو ــــ اور ان سب کے ہاتھ باندھ دو" ــــ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر تیزی سے حرکت میں آگیا۔ چند لمحوں بعد ہی اس نے ان سب کے ہاتھ ان کی پشت پر اچھی طرح باندھ دیئے۔

"اب تم سیدھے ہو سکتے ہو" ــــ عمران نے بڑے اطمینان سے ریوالور جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ ادھر صفدر مادام بوشاری کا ریوالور لئے گیٹ پر جا کھڑا ہوا تھا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو ——— ؟" ماسٹر بگرام نے بھرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"صرف چند نئی غزلیں سنانا چاہتا ہوں ماسٹر بگرام! ——— دراصل اس شاعری نے مجھے عذاب میں ڈال رکھا ہے ——— کوئی میرا کلام سننے پر ہی تیار نہیں ہوتا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنو! ——— ہمارا تم سے کوئی جھگڑا نہیں ہے ——— اگر تم سیٹھ اسحاق کے کیس کو ڈیل کر رہے ہو ——— تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ سیٹھ اسحاق کو کچھ نہیں کہا جائیگا ——— بلکہ اس کے خلاف تمام میٹریل بھی تمہارے حوالے کر دیا جائے گا" ——— ماسٹر بگرام نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے گولی مارو سیٹھ اسحاق کو ——— تم بس میرا تازہ کلام سنو" ——— عمران نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب! ——— کوئی آرہا ہے" ——— اچانک صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا

"آنے دو یار! ——— اچھا ہے سامعین کی تعداد بڑھ جائے گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور مائیکل تیزی سے اندر داخل ہوا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ صورت حال کو دیکھ کر کچھ ردعمل کا اظہار کرتا۔ صفدر کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس نے بڑی پھرتی سے مائیکل کی گردن کی پشت پر کھڑی ہتھیلی کا وار کیا تھا اور پہلی ہی ضرب اتنی جچی تلی تھی کہ مائیکل بغیر کوئی آواز نکالے فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کی بغل میں لٹکی ہوئی سٹین گن دور جا گری تھی اور صفدر نے بڑی پھرتی سے سٹین گن جھپٹ لی۔

"صفدر! ——— باہر جا کر دیکھو اور کتنے سامعین موجود ہیں ——— جو ہمارا کلام سننے پر راضی ہو جائیں ——— انہیں معاف کر دینا۔ باقیوں کو ہماری توہین کی سخت ترین سزا دی جائے" ——— عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا سٹین گن سنبھالے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"ہاں تو دوستو! ——— کیا خیال ہے ——— اب تمہیں پہلے قصیدہ سنایا جائے ——— غزل سنائی جائے ——— یا پھر کوئی نظم عرض کروں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو حشر ترکی! ——— میں اب تک اس لئے خاموش ہوں کہ تمہارا ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے ——— ورنہ تم جانتے ہو کہ یہ رسیاں ماسٹر بگرام کا راستہ نہیں روک سکتیں" ——— ماسٹر بگرام نے اس بار قدرے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو مجھے بھی معلوم ہے ماسٹر بگرام ——— یقین جانو ——— میں نے رسیاں صرف اس لئے باندھی ہیں تاکہ تم میرا کلام سننے کی بجائے بھاگ نہ جاؤ ——— مجھے سامعین کا بڑا تلخ تجربہ ہے ——— اس لئے اب میں یہی کرتا ہوں کہ پہلے اپنے سامعین کو رسیوں سے باندھ دیتا ہوں پھر انہیں کلام سناتا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آخر تم ہو کیا چیز ——— ؟ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہا کہ تم ان رسیوں سے آزاد کیسے ہو گئے" ——— مادام بوشاری نے کہا۔

"جس طرح رسیاں ماسٹر بگرام کا راستہ نہیں روک سکتیں مادام ——— اسی طرح وہ حشر ترکی کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتیں" ——— عمران نے جواب دیا۔

اور پھر اس نے اپنے کوٹ کے بٹن کھولنے شروع کر دیئے۔ اس نے کرتے کے اوپر ہی کوٹ پہن رکھا تھا۔ کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"حشر ترکی بول رہا ہوں۔ اوور" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی عمران نے کہا۔

"یس اوور" ——— دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ جو یقیناً ایکسٹو کی تھی۔

"میں شالیمار کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں موجود ہوں ——— یہاں ابھی ابھی کچھ لوگ میرا کلام سن کر بیہوش ہونے والے ہیں۔ ان کی طبی امداد کے لئے ایمبولینس بھجوا دیجئے۔ اوور اینڈ آل" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈال لیا۔

اسی لمحے صفدر اندر داخل ہوا۔

"چار آدمی باہر موجود تھے ——— ان سب نے آپ کا کلام سننے سے معذوری کا اظہار کیا تھا ——— اس لئے انہیں سزا دے دی گئی ہے"۔ صفدر نے بڑے نیاز مندانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ صفدر! ——— اب تم پھاٹک پر جاؤ ——— میں نے ایمبولینس کے لئے کہہ دیا ہے ——— کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ بھی میرا کلام سنتے سنتے ضرور بے ہوش ہو جائیں گے" ——— عمران نے کہا اور صفدر مسکراتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ہاں تو دوستو! ——— اب جگر تھام کے بیٹھو ——— بلکہ کھڑے رہو کہ میری باری آئی" ——— عمران نے باقاعدہ کان پر ہاتھ رکھ کر سر

میں کہا۔

"ماسٹر! ——— کیا یہ آدمی اسی طرح بکواس کرتا رہے گا" ——— اچانک مارکوتیس نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے اپنے دونوں ہاتھ سر کی طرف بلند کئے۔ وہ شاید جھٹکا دے کر رسیاں توڑنا چاہتا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کے ہاتھ سر تک پہنچتے، عمران بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکال چکا تھا اور پھر اس کے ریوالور نے شعلہ اگلا اور مارکوتیس کے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکلی۔ گولی ٹھیک اس کے دل پر لگی تھی اور وہ پہلے جھٹکا کھا کر دیوار سے ٹکرایا اور پھر منہ کے بل زمین پر آگرا۔

راڈنی نے اچانک گرتے ہوئے مارکوتیس کو جھپٹ کر اپنے آگے کرنا چاہا تھا لیکن عمران کے ریوالور نے دوسرا شعلہ اگلا اور راڈنی بھی چیخ مار کر نیچے آگرا۔ گولی اس کی کھوپڑی توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی تھی۔

"یہ ابھی پہلا شعر ہے ——— اگر کہو تو پوری غزل سنا دوں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا!

لیکن ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری دانت بھینچے کھڑے رہے انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

"ماسٹر بلگرام! ——— تم نے یہ سمجھا تھا کہ یہ احمقوں کا ملک ہے ——— یہاں بھلا تمہیں روکنے والا کون ہو سکتا ہے ——— لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہاں ایک سے ایک بڑا شاعر موجود ہے ——— جو دو غزلے سہ غزلے ——— بلکہ پورا دیوان بیک وقت کہنے کی ہمت رکھتا ہے" ——— عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"لیکن ہم نے کچھ بھی نہیں کیا ——— سیٹھ اسحاق نے جو کچھ کہا ہے

غلط کہا ہے" ـــــ ماسٹر بلگرام نے کہا۔

"سنو ماسٹر بلگرام! ـــــ میں کراس کلب کے متعلق اچھی طرح جانتا ہوں ـــــ یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہارے سٹنے سے چیف ماسٹر نے مشن نہیں چھوڑ دینا ـــــ اس لئے وہ تمہاری بجائے کوئی اور ماسٹر بھیج دے گا ـــــ اور میں کہاں تک ہر ماسٹر کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس کو اپنا کلام سناتا رہوں گا ـــــ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں خود ہی ماسٹر بلگرام بن جاؤں اور مادام ہوشاری کے لئے میری سیکرٹری ٹھیک رہے گی" ـــــ عمران نے انہیں یوں سمجھاتے ہوئے کہا جیسے استاد بچوں کو سمجھاتا ہے۔

"چیف ماسٹر ایک لمحے میں تمہاری حقیقت سمجھ جائے گا ـــــ اور پھر تمہیں موت سے کوئی نہ بچا سکے گا ـــــ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم ہمیں چھوڑ دو ـــــ ہم خود ہی اس ملک سے نکل جائیں گے ـــــ اور یہ میرا وعدہ رہا کہ چیف ماسٹر کو میں اس بات پر راضی کر لوں گا کہ وہ اس مشن کو ڈراپ کر دے" ـــــ ماسٹر بلگرام نے پیشکش کرتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، صفدر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے کیپٹن شکیل، نعمانی اور صدیقی تھے۔

"ان دونوں کو ہیڈ کوارٹر پہنچا دو ـــــ تاکہ میں اطمینان سے انہیں اپنا پورا دیوان سنا دوں ـــــ اور انہیں حسرت نہ رہے کہ اتنے بڑے شاعر کے کلام سے محروم رہ گئے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر ان سب نے بڑے اطمینان سے ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری کو رسیوں سے علیحدہ کر کے دوبارہ جکڑا اور پھر وہ انہیں اٹھا کر کمرے سے باہر

نکل گئے۔

صفدر اور عمران وہاں رہ گئے۔

"صفدر! ـــــ تم اس ساری کوٹھی کی مکمل تلاشی لو ـــــ اور کوئی کام کی چیز ملے تو اسے دانش منزل پہنچا دینا ـــــ میں جا کر سیٹھ اسحاق کو کہوں کہ وہ اب ہوٹل یاترا چھوڑ کر واپس اپنے گھر چلا جائے اور اس سے کیس کی فیس بھی وصول کر لوں ـــــ آخر ایجنسی کے ملازمین کو تنخواہیں بھی دینی ہیں" ـــــ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور صفدر نے سر ہلا دیا

عمران ریوالور جیب میں ڈالے تیزی سے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چھوٹا سا کمرہ سیٹی کی تیز آواز سے گونج اٹھا اور آرام کرسی پر بیٹھا ہوا ایک خوش پوش نوجوان آواز سنتے ہی چونک پڑا۔ اس نے بڑی پھرتی سے سامنے رکھی ہوئی میز کی دراز کھولی اور پھر اس میں سے ایک چپٹا سا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھ دیا۔ سیٹی کی تیز آواز اس ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔ اور اس کے ڈائل پر ایک نکتہ تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ نکتے کو دیکھتے ہی نوجوان کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس نے ایک بٹن دبایا تو سیٹی کی آواز پر ایک انسانی آواز غالب آگئی۔

"ہیلو ہیلو ـــــ سی ون سپیکنگ اوور" ـــــ بولنے والے کے لہجے میں ہلکی سی گھبراہٹ تھی۔

"یس ـــ ماسٹر بلگرام سپیکنگ اوور" ـــــ نوجوان نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! ـــــ زیرو پوائنٹ پر کسی پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی کے لوگوں نے

حملہ کر دیا ہے ـــــ وہاں موجود تمام کارکن مارے گئے ہیں ـــ البتہ سیکنڈ ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری کو وہ لوگ زندہ اغوا کر کے لے گئے ہیں اوور" ـــــ سی ون نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ تفصیل بتاؤ۔ اوور" ـــــ ماسٹر بلگرام کے چہرے پر پریشانی کے آثار یکلخت ابھر آئے۔

"ماسٹر! ـــــ میں چیکنگ روم میں موجود تھا ـــــ اور حسب معمول زیرو پوائنٹ کی ٹیلی چیکنگ جاری تھی کہ پتہ چلا کہ راڈنی اور مارکوتیس کسی سیٹھ اسحاق کو اغوا کر کے لے آئے ہیں ـــــ مگر بعد میں پتہ چلا کہ وہ سیٹھ اسحاق نہیں ـــ بلکہ اس کے میک اپ میں حشر پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی کا ایجنٹ صفدر ہے ـــــ مادام اس وقت باہر تھی ـــ اس دن وہ بھی آگئی ـــــ اور ان سب نے ڈارک روم میں اس ایجنٹ سے پوچھ گچھ شروع کی کہ ایک نوجوان جس نے عجیب و غریب قسم کے کپڑے پہن رکھے تھے ـــــ اور شکل سے قطعاً احمق لگتا تھا۔ کوٹھی میں آیا اور مادام سے ملنے کے لئے کہا ـــــ سیکنڈ ماسٹر بلگرام نے اُسے ڈارک روم میں بلوا لیا ـــــ اور پھر راڈنی اور مارکوتیس کی مدد سے اُسے بھی رسیوں سے باندھ دیا گیا ـــــ وہ حشر پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی کا چیف ڈیٹکٹو حشر ترکی ـــــ پھر اچانک اس احمق نے پانسہ پلٹ دیا ـــــ اور راڈنی مارکوتیس اور مائیکل مارے گئے ـــــ اس کے ساتھی نے پوائنٹ کے دوسرے چار آدمیوں کو بھی بڑی خاموشی سے ٹھکانے لگا دیا۔ اس کے بعد ایک ویگن میں چار افراد آئے اور وہ سیکنڈ ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری کو اغوا کر کے لے گئے ـــــ وہ احمق پیدل ہی کوٹھی سے نکلا اور پھر

ایک سیاہ رنگ کی نئی شیورلیٹ کار میں جسے ایک لحیم شحیم حبشی چلا رہا تھا بیٹھ کر چلا گیا ۔۔۔ جبکہ اس کے ساتھی صفدر نے کوٹھی کی تلاشی لی اور پھر وہ بھی کوٹھی سے باہر چلا گیا۔ اوور" ۔۔۔ سی ون نے پوری تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

" حشر پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی ۔۔۔ اور احمق سا آدمی ۔۔۔ یہ لوگ کہاں سے ٹپک پڑے۔ اوور" ۔۔۔ ماسٹر بگرام نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" یہ ایجنسی مال روڈ پر واقع ہے ۔۔۔ اور ابھی حال ہی میں قائم ہوئی ہے ۔۔۔ اس حشر ترکی کا دوسرا نام عمران ہے۔ اوور" ۔۔۔ سی ون نے جواب دیا۔

" کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ وہ علی عمران تھا ۔۔۔ اوہ! اب میں سمجھ گیا ۔۔۔ یہ تو بہت برا ہوا ۔۔۔ بہت ہی برا۔ اوور" ۔۔۔ عمران کا نام سنتے ہی ماسٹر بگرام بری طرح اچھل پڑا۔

" یہ کون ہے ماسٹر! ۔۔۔ کیا آپ اسے جانتے ہیں۔ اوور" ۔۔۔؟ سی ون نے ماسٹر بگرام کی گھبراہٹ کا اندازہ لگاتے ہوئے پوچھا۔

" اوہ! ۔۔۔ علی عمران کو ہمارے مشن کی کہاں سے بھنک پڑ گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملات بے حد نازک ہو گئے ہیں ۔۔۔ وہ انہیں لے کر کہاں گئے ہیں۔ اوور" ۔۔۔؟ ماسٹر بگرام نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے پوچھا۔

" جناب ۔۔۔ میرے آدمی ان کا تعاقب کر رہے ہیں ۔۔۔ جیسے ہی رپورٹ ملی۔ میں کال کروں گا۔ اوور" ۔۔۔ سی ون نے جواب دیا۔

" سنو سی ون! ۔۔۔ عمران کے درمیان میں آنے سے حالات بالکل پلٹ گئے ہیں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ گئی ہے ۔۔۔ عمران دنیا کا خطرناک ترین آدمی ہے ۔۔۔ اور مقامی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے ۔۔۔ یہ تو اچھا ہوا کہ میری حکمت عملی کام آئی اور میں نے اپنے میک اپ میں ایکم کو سامنے کر دیا تھا۔ ورنہ شاید حالات مجھ سے بھی نہ سنبھل سکتے۔ اوور" ۔۔۔ ماسٹر بگرام نے کہا۔

" اوہ واقعی سر! ۔۔۔ اگر سیکرٹ سروس درمیان میں آگئی ہے تو مسئلہ گہرا ہو جائے گا ۔۔۔ اب آپ کا کیا حکم ہے۔ اوور" ۔۔۔؟ سی ون نے پوچھا۔

" اب مجھے نئے سرے سے مشن کا لائحہ عمل سوچنا پڑے گا ۔۔۔ لیکن فوری طور پر ایکم اور مادام کو ان کے چنگل سے چھڑانا ہے۔ اوور" ۔۔۔ ماسٹر بگرام نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ حکم دیں تو رپورٹ ملتے ہی ان کو چھڑانے کے لئے کارروائی کی جائے۔ اوور" ۔۔۔ سی ون نے پوچھا۔

" نہیں ۔۔۔ تم رپورٹ ملتے ہی مجھے اطلاع دو ۔۔۔ میں خود ان کے چھڑانے کی کارروائی کی رہنمائی کروں گا ۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے مزید آدمی ان کے ہتھے چڑھ جائیں ۔۔۔ اب ہمیں ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا ہو گا۔ اوور" ۔۔۔ ماسٹر بگرام نے جواب دیا۔

" اوکے ماسٹر! ۔۔۔ رپورٹ ملتے ہی میں آپ کو مطلع کر دوں گا۔ اوور" ۔۔۔ سی ون نے جواب دیا۔

" اوور اینڈ آل" ——— ماسٹر بلگرام نے کہا اور پھر بٹن دبا دیا۔ اس کے بعد وہ اٹھ کر تیزی سے ملحقہ کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کمرے میں میک اپ کا مکمل سامان ایک بڑی سی میز پر موجود تھا ماسٹر بلگرام نے انتہائی تیزی سے میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ وہ تقریباً پندرہ منٹ تک میک اپ میں مصروف رہا۔

پندرہ منٹ بعد جب وہ کپڑے بدل کر نئے میک اپ میں باہر آیا تو اس نے ایک مقامی آدمی کا روپ دھار رکھا تھا ایک عام سے نوجوان کا۔

ابھی وہ کمرے میں داخل ہی ہوا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز ایک بار پھر گونج اٹھی۔ اور ماسٹر بلگرام نے دوبارہ بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو ——— سی ون سپیکنگ اوور" ——— سی ون کی آواز ابھری

" یس ——— ماسٹر بلگرام سپیکنگ اوور" ——— ماسٹر بلگرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ماسٹر! ——— ایکم اور مادام بوشاری کو فغفور اسٹریٹ کی ایک قلعہ نما عمارت میں لے جایا گیا ہے ——— اور وہ حشر ترکی، پوائنٹ سے نکل کر سیدھا ہوٹل ملٹن گیا ——— لیکن پھر وہاں سے نکل کر وہ بھی اسی عمارت میں پہنچ گیا ہے۔ اوور" ——— سی ون نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" اس قلعہ نما عمارت کی کوئی خاص نشانی۔ اوور" ——— ؟ ماسٹر بلگرام نے پوچھا۔

" یہ اس روڈ پر سب سے بڑی عمارت ہے ——— اس کا بڑا سا سرخ رنگ کا پھاٹک ہے ——— اور خاصی وسیع و عریض ہے۔ اوور" ——— سی ون نے جواب دیا۔

" اوکے! ——— تم ایسا کرو کہ چار مسلح آدمیوں کو کاروں سمیت اس عمارت کے گرد پھیلا دو ——— نائنٹی ون ٹرانسمیٹر ان کے پاس ہونے چاہئیں۔ میں خود مقامی آدمی کے میک اپ میں اندر جاؤں گا ——— اور کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں انہیں ہدایات دوں گا۔ اوور" ——— ماسٹر بلگرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" باس! ——— اگر رات کا انتظار کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اوور" سی ون نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

" نہیں! ——— یہ کام فوراً ہونا چاہئے ——— تم فکر نہ کرو ——— مجھے یقین ہے کہ سب ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔ اوور" ——— ماسٹر بلگرام نے جواب دیا۔

" اوکے ماسٹر! ——— میں ابھی مسلح آدمیوں کو روانہ کر دیتا ہوں۔ اوور" سی ون نے جواب دیا۔

" اوور اینڈ آل" ——— ماسٹر بلگرام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر واپس دراز میں رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا آیا۔

کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری سے گزرتا ہوا باہر پورچ میں آگیا جہاں ایک سفید رنگ کی چھوٹی سی سپورٹس ماڈل کار موجود تھی۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کار کوٹھی کے گیٹ سے نکل کر مین روڈ پر دوڑنے والی کاروں کے ہجوم میں شامل ہو گئی۔

"مہمان پہنچ گئے بلیک زیرو" ——— ؟ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔ اور خود ایک کرسی پر یوں گرا جیسے میلوں دوڑتا ہوا آیا ہو۔

"ہاں پہنچ گئے ہیں ——— میں نے انہیں سپیشل روم میں بند کروا دیا ہے ——— اس سے پہلے صفدر کے میک اپ میں بھی ایک شخص کو جولیا لے آئی تھی ——— وہ گیسٹ روم میں ہے ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ! ——— تو سیٹھ اسحاق یہاں پہنچ گیا ——— میں خوامخواہ اُسے ہوٹل میں ڈھونڈتا رہا ——— جولیا اُس سے کیسے ٹکرا گئی" ——— ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

اور بلیک زیرو نے تمام تفصیلات بتا دیں۔

"مگر عمران صاحب! ——— آخر یہ سب چکر کیا ہے ——— کم از کم

مجھے تو کچھ بتا دیا کریں" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ حشر پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی کا کیس ہے ——— غیر متعلقہ آدمیوں کو نہیں بتایا جا سکتا ——— بس اتنا کام کرو کہ ریکارڈ روم سے کراس کلب کی فائل لے آؤ" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کراس کلب! ——— یہ کہاں سے ٹپک پڑا" ——— بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ ایجنسی بند کر کے کلب کھول لوں ——— ایجنسی تو اپنی تنخواہیں نہیں نکال سکتی" ——— عمران نے لہجے کو سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گیا ——— یہ کراس کلب کے سلسلے میں ساری بھاگ دوڑ ہو رہی ہے" ——— بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا

"شکر ہے تم سمجھ گئے ——— ورنہ اب تک تو جو مجھے ملتا ہے۔ بس ایک فقرہ کہتا ہے ——— کیا مطلب" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر بلیک زیرو مسکراتا ہوا آپریشن روم سے نکل کر ریکارڈ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک فائل اٹھائے واپس آیا اور اس نے فائل عمران کے سامنے رکھ دی۔

عمران نے فائل کھولی اور پھر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"چلو تمہارے مہمانوں سے مل لوں" ——— عمران نے کرسی سے اُٹھتے

ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے بھی کرسی چھوڑ دی ۔ اس نے میز کی دراز سے نقاب نکال کر پہنا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے آپریشن روم سے نکل کر برآمدے میں پہنچ گئے ۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں سپیشل روم کے دروازے پر موجود تھے۔ سپیشل روم کے دو حصے تھے ۔ جن کے درمیان شیشے کی پارٹیشن تھی ۔ یہ دونوں دروازہ کھول کر اس حصے میں داخل ہوئے جو خالی تھا ۔ دوسرے حصے میں ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری بڑی پریشانی کے عالم میں ٹہل رہے تھے ۔ انہوں نے جیسے ہی ان دونوں کو دیکھا وہ تیزی سے شیشے کی طرف دوڑے ۔ لیکن پھر رک گئے کیونکہ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ وہ شیشے کی دیوار پار نہیں کر سکتے ہیں ۔

" ہاں تو ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری ! ـــــ انٹرویو کے لئے تیار ہو جاؤ " عمران نے دیوار پر لگا ہوا ایک بٹن دباتے ہوئے کہا ۔ بٹن دبتے ہی اس کی آواز ان دونوں تک پہنچ گئی تھی ۔

" تم کیا چاہتے ہو " ـــــ ؟ ماسٹر بلگرام نے پریشان سے لہجے میں پوچھا ۔

" صرف اتنا بتا دو کہ تم سیٹھ اسحاق سے وزارت دفاع کی عمارت کا نقشہ حاصل کر کے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے " ـــــ ؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" ہمیں نہیں معلوم ـــــ ہمارے ذمہ تو صرف وہ نقشہ حاصل کرنا تھا ـــــ اس کے بعد کیا ہونا تھا ـــــ یہ چیف ماسٹر جانتا ہے " ـــــ ماسٹر بلگرام نے جواب دیا ۔

" چیف ماسٹر کو تم نے کیسے کنٹکٹ کرنا تھا " ـــــ ؟ عمران نے پوچھا ۔

" ٹرانسمیٹر پر ـــــ اس کی فریکوئنسی زیرو نارتھ ۔ ون ولیسٹ تھرٹی سکس ہے " ـــــ ماسٹر بلگرام تو یوں تیزی سے جواب دیتے جا رہا تھا کہ جیسے اس کا امتحان میں اول آنے کا پروگرام ہو ۔

" تم مجھے ماسٹر بلگرام نہیں لگتے ـــــ تم میں وہ خصوصیات مجھے نظر نہیں آتیں ـــــ جو اس کے ساتھ مخصوص ہیں ـــــ اپنی اصل حقیقت بتا دو دوست " ـــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا ۔

دراصل ابھی ابھی فائل کے مطالعے کے بعد عمران کو اس بات کا احساس ہوا تھا کہ ماسٹر بلگرام جیسا ذہین ـــــ چالاک ـــــ اور سفاک مجرم اتنی آسانی سے نہ تو قابو میں آسکتا ہے ـــــ اور نہ ہی اناڑیوں کی طرح جواب دے سکتا ہے ۔

" مم ـــــ مم ـــــ میں ماسٹر بلگرام ہوں " ـــــ ماسٹر نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا ۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

" میں بتاتی ہوں کہ یہ کون ہے ـــــ اس کا نام ایکم ہے ـــــ ماسٹر بلگرام نے اسے بطور ڈمی اپنے سیٹ اپ میں آگے کیا ہوا تھا ـــــ اور یہ بھی بتا دوں مسٹر حشر ترکی ! ـــــ کہ تمہارا یوم حشر بالکل قریب آ چکا ہے ـــــ ماسٹر بلگرام کو اس سارے واقعہ کی اطلاع مل چکی ہو گی ـــــ اور وہ کسی بھی لمحے قیامت بن کر تم پر ٹوٹ سکتا ہے " ـــــ مادام بوشاری جو اب تک خاموش کھڑی تھی آخر کار بول پڑی ۔

" اوہ تو یہ بات ہے ـــــ میرا اندازہ صحیح نکلا " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور پھر وہ اچانک مادام بوشاری کی آنکھوں میں پیدا ہونے والی چمک دیکھ کر تیزی سے مڑا ۔ مگر دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ

ہوا اور ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے پورا کمرہ ان کے اوپر آ گرا ہو۔ اور وہ ہوا میں ہاتھ پیر مارتے ہوئے پیچھے جا گرے۔ ان کے ذہنوں پر تاریکیوں نے اتنی تیزی سے غلبہ پالیا تھا کہ وہ سنبھل ہی نہ سکے۔

پھر جب عمران کی آنکھ کھلی تو چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کے عالم میں ساکت پڑا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگتا چلا گیا۔ اور اسے گزشتہ واقعات یاد آتے گئے اور وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ اور پھر حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا وہ ایک چھوٹے سے کمرے کے فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو بیہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے سے نقاب غائب تھا۔

عمران نے تیز نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا۔ یہ کمرہ نو تعمیر شدہ معلوم ہو رہا تھا۔ اس کا ایک ہی دروازہ تھا جو باہر سے بند تھا۔ چھت ضرورت سے کچھ زیادہ ہی نیچی تھی۔ کمرے کا اکلوتا روشندان دائیں طرف کی دیوار میں تھا اور روشندان پر لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ کمرہ ہر قسم کے فرنیچر سے قطعاً بے نیاز تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے قریب پڑے ہوئے بیہوش بلیک زیرو کو ہوش میں لانے کی تدبیر شروع کر دی۔ اور پھر جیسے ہی اس نے اس کی ناک اور منہ بیک وقت بند کیا تو بلیک زیرو کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور عمران نے ہاتھ ہٹا لئے۔

"یہ ہم کہاں آ گئے ہیں عمران صاحب" ____ بلیک زیرو نے اٹھ کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میرا خیال ہے کہ یہ ہمارا سسرال ہے ____ جہاں ہم بر دکھاوے کے لئے آئے ہیں" ____ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو

نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"مگر دانش منزل میں سے ہمیں کیسے اغوا کیا جا سکتا ہے" ____ بلیک زیرو کی آنکھوں میں الجھن تھی۔

"تم نے آٹومیٹک چیکنگ سسٹم آن کیا تھا" ____ ؟ عمران نے پوچھا اور بلیک زیرو چند لمحے سوچتا رہا اور پھر اس کے چہرے پر زبردست ندامت کے آثار ابھر آئے۔

"عمران صاحب! ____ مجھے یاد آ گیا ہے کہ میں جلدی میں بھول گیا تھا۔ میرے ذہن میں یہ تصور ہی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے" ____ بلیک زیرو کے لہجے میں شدید خفت تھی۔

"کسی دن یوں ہی زندگی کو بھی بھول جاؤ گے ____ شکر کرو کہ آنے والوں نے ہماری پشت میں شہد کی مکھیوں کا چھتہ نہیں بنا دیا ____ صرف بیہوش کر دینے والا بم ہی پھینکا تھا" ____ عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

اور بلیک زیرو سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے بلیک زیرو کے لئے یہ انتہائی افسوسناک بات تھی کہ مجرم دن دہاڑے دانش منزل میں نہ صرف داخل ہو گئے بلکہ وہ وہاں سے عمران اور بلیک زیرو کو اغوا بھی کر لائے۔ اور جس ایکسٹو کا رعب پوری دنیا کے مجرموں پر ہے وہ یوں حقیر چوہے کی طرح ہیڈ کوارٹر سے پکڑ لیا گیا ہے۔

پھر اس سے پہلے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی بات ہوتی۔ اچانک کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور پھر ایک قوی الجثہ مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ سٹین گنوں سے مسلح چار ایسے افراد تھے جن کے چہروں پر موجود زخموں کے

بے شمار نشانات اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ ان کی ساری زندگی لڑنے بھڑنے میں ہی گزاری ہے۔ وہ انتہائی چوکنے اور محتاط نظر آ رہے تھے اور ان کی انگلیاں مشین گنوں کے ٹریگروں پر تڑپ رہی تھیں۔

"تو تمہیں ہوش آگیا" ——— قوی الجثہ نوجوان نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اس کا لہجہ سن کر چونک پڑا۔ کیونکہ لہجے کو مصنوعی بنانے کے باوجود اس کا لہجہ اس بات کی صاف چغلی کھا رہا تھا کہ وہ مقامی نہیں بلکہ کوئی غیر ملکی ہے۔

"کہاں ہوش آیا ہے مسٹر میک اپ ماسٹر! ——— تمہارے ان خوفناک ساتھیوں کی موجودگی میں بھلا ہوش ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اب کھڑے ہو چکے تھے۔

"اوہ! ——— تو تم مجھے جانتے ہو" ——— مقامی نوجوان نے چونک کر گہری نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم جس روپ میں بھی آجاؤ ماسٹر! ——— میری نگاہوں سے نہیں چھپ سکتے ——— آخر میں حشر پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی کا چیف ڈیٹیکٹو ہوں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب تم غلط بیانی سے کام لے رہے ہو ——— میں جانتا ہوں کہ تم علی عمران ہو ——— جس کے متعلق پوری دنیا میں مشہور ہے کہ تم ناقابلِ تسخیر ہو ——— اور یہ شاید مقامی سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہے" آنے والے نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر بہتر ہے کہ ہم اپنے پتے ایک دوسرے پر کھول دیں ——— میرا نام علی عمران ہے ——— تمہارا اندازہ درست

ہے ——— لیکن اس آدمی کے متعلق تمہارا اندازہ غلط ہے ——— یہ طاہر ہے۔ ایکسٹو کا ایک نمائندہ" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! ——— اچھا ہوا کہ تم نے اپنے پتے کھول دیئے ——— بہرحال چونکہ اب تمہاری موت میں صرف چند لمحے ہی باقی رہ گئے ہیں اس لئے تمہیں یہ بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ تمہاری موت ماسٹر بلگرام کے ہاتھوں لکھی گئی ہے" ——— نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ماسٹر بلگرام! ——— لیکن وہ تو اتنا بودا نکلا تھا کہ رسیوں سے بندھا خاموشی سے میرا شاعرانہ کلام سنتا رہا" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! ——— وہ بیچارہ ایکم ——— اسے تو میں نے صرف تم جیسے لوگوں کو ڈاج دینے کے لئے ماسٹر بلگرام بنایا تھا" ——— ماسٹر بلگرام نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا تو وہ بے چارہ ایکم تھا ——— میں خواہ مخواہ اسے کلام سنانے کی دردسری کرتا رہا" ——— عمران نے یوں برا سا منہ بنایا جیسے اسے اپنے وقت کے ضیاع پر بے حد افسوس ہوا ہو۔

"لیکن تم لوگ اس کے پیچھے لگے کیسے ——— ؟ اور پھر یوں اس کے ہیڈ کوارٹر میں کیسے پہنچ گئے" ——— ؟ ماسٹر بلگرام نے پوچھا۔

"وہ دراصل مجھے مادام لوشاری نظر آگئی تھیں ——— اور میں اس کے نقش قدم دیکھتا ہوا اس کوٹھی میں پہنچ گیا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور کے عمران اور مسٹر ایکسٹو یا طاہر، جو کچھ بھی ہو ___ میرے خیال میں اب تم لوگوں کو اگلی دنیا میں پہنچا دیا جائے" ___ ماسٹر بلگرام نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور چاروں سٹین گن بردار ماسٹر بلگرام کی بات سنتے ہی چیتے کی طرح چوکنے ہو گئے۔

"وہ تو خیر ہو ہی جائے گا ___ پہلے تم یہ بتاؤ کہ یہی کام تم زیادہ آسانی سے وہاں بھی کر سکتے تھے ___ جہاں سے تم ہمیں اٹھا کر لائے ہو ___ پھر وہاں سے اغوا کر کے یہاں لے آنے کا تکلف کیوں کیا" ___؟ عمران نے یوں ہاتھ ہلاتے ہوئے پوچھا جیسے اُسے اپنے مرنے کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

"تمہاری بات درست ہے ___ میں نے واقعی تکلف ہی کیا۔ لیکن مجھے اس وقت یہ اندازہ نہ تھا کہ تم دونوں کے علاوہ اس بڑی عمارت میں اور کوئی آدمی نہیں ہے" ___ ماسٹر بلگرام نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا ___ کہ تم ہم دونوں کو وہاں پہنچا کر وہیں اپنی ادھوری کارروائی مکمل کر لو" ___ عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"تم خواہ مخواہ باتوں میں وقت ضائع کرنے کی کوشش کر رہے ہو علی عمران۔ اور ویسے بھی تمہارا زیادہ دیر زندہ رہنا ہمارے لئے اچھی بات نہیں ہے اس لئے گڈ بائی" ___ ماسٹر بلگرام نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ سر سے بلند کر لیا۔

عمران اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مجرموں کی طرح

فائرنگ اسکوارڈ کے سامنے کھڑے ہوں۔ اور اب جیسے ہی ماسٹر بلگرام کا ہاتھ نیچے آئے گا سٹین گنوں سے نکلنے والی گولیاں ان کو دی جانے والی سزا کو مکمل کر دیں گی۔

ادھر بلیک زیرو اب تک خاموش کھڑا صرف یہی سوچ رہا تھا کہ آخر علی عمران یوں اطمینان سے سٹین گنوں کے سامنے کیوں کھڑا ہے۔ وہ اپنے بچاؤ کے لئے کوئی اقدام کیوں نہیں کر رہا۔ چونکہ علی عمران کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ سیکرٹ سروس کا ہر ممبر اُسے جادوگر سمجھتا تھا۔ انہیں یقین ہوتا تھا کہ عمران عین آخری لمحے کوئی ایسا شعبدہ دکھائے گا کہ بازی یکدم پلٹ جائے گی۔ اور یقیناً ایسا ہوتا بھی رہا تھا۔ اس لئے بلیک زیرو بھی مطمئن کھڑا تھا۔

لیکن جب ماسٹر بلگرام کا ہاتھ سر سے بلند ہوا تو اس کے دل نے تیزی سے دھڑکنا شروع کر دیا۔ اگر سٹین گنوں سے گولیاں نکلتیں تو ان کے بچ جانے کا ایک فیصد بھی چانس نہ تھا۔

اور پھر وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے کہ ماسٹر بلگرام کا سر سے بلند ہاتھ ایک جھٹکے سے نیچے آیا اور دوسرے لمحے کمرہ سٹین گنوں کی فائرنگ سے گونج اٹھا۔

مادام ہوشاری نے جب عمران اور ایکسٹو کی پشت پر کھلے ہوئے دروازے سے ایک نوجوان کو اندر جھانکتے ہوئے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی۔ نوجوان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ان کا ساتھی نہیں ہے کیونکہ اس کے دیکھنے کا انداز چوروں جیسا تھا۔ اور پھر نوجوان نے بجلی کی سی تیزی سے کوئی چیز ان دونوں کے قریب پھینکی۔ ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور وہ دونوں یوں لڑکھڑا کر نیچے گر گئے جیسے وہ اسی انتظار میں کھڑے تھے کہ کوئی انہیں دھماکہ کر کے نیچے گرا دے۔

ان کے نیچے گرنے کے چند لمحوں بعد ہی نوجوان آہستگی سے اندر داخل ہوا۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر وہ ایکم اور مادام ہوشاری کو دیکھ کر چونک پڑا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ لیکن پھر شیشے کی دیوار کو درمیان میں دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

"اوہ! —— تم دونوں ٹھیک تو ہو" —— اس نے تیز لہجے میں کہا

اور مادام ہوشاری اچھل پڑی۔ کیونکہ لہجہ اصل ماسٹر بگرام کا تھا۔

"ماسٹر تم ——" مادام ہوشاری نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں مادام! —— مگر یہ شیشے کی دیوار —— ٹھہرو میں دیکھتا ہوں" —— ماسٹر بگرام نے کہا اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑا اور دروازے کے ساتھ دیوار پر نصب سوئچ بورڈ کے سامنے رک گیا۔ اس نے تیزی سے اس پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ اور پھر ایک بٹن دبتے ہی سرر کی تیز آواز سے کمرے کے درمیان میں موجود شیشے کی دیوار اوپر چھت میں سمٹ کر غائب ہو گئی۔ اور ایکم اور مادام ہوشاری دوڑتے ہوئے ماسٹر بگرام کے پاس آ پہنچے۔

"اوہ ماسٹر! —— تم واقعی عظیم ہو" —— مادام ہوشاری نے مسرت سے مغلوب لہجے میں کہا۔

"بھلا میں تمہیں کسی کی قید میں ایک لمحے کے لئے بھی برداشت کر سکتا تھا —— آؤ میرے ساتھ" —— ماسٹر بگرام نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"ان کا کیا کرنا ہے ماسٹر" —— ؟ ایکم نے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے عمران اور بلیک زیرو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"انہیں بھی ساتھ لے جانا ہے —— جلدی کرو۔ کہیں عمارت میں موجود کوئی اور آدمی یہاں نہ آ جائے —— تم ایسا کرو کہ تم ایک کو اٹھا لو۔ دوسرے کو میں اٹھا لیتا ہوں" —— ماسٹر بگرام نے کہا اور پھر اس نے جھک کر بلیک زیرو کو سیدھا کیا اور اس کے چہرے سے نقاب نوچ کر ایک طرف پھینک دیا اور پھر اس نے اُسے اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔ ایکم نے عمران کو اٹھایا اور

پھر وہ تینوں تیزی سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلے اور تیزی سے عمارت کے ایک کونے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ ماسٹر بلگرام آگے آگے تھا اور وہ دونوں اس کے پیچھے تھے۔

عمارت کے اس کونے میں رسی کی ایک سیڑھی لٹک رہی تھی ماسٹر بلگرام شائد اسی سیڑھی کے ذریعے اندر داخل ہوا تھا۔ کونے میں پہنچ کر ماسٹر بلگرام نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن دبا[یا]

"ہیلو ماسٹر بلگرام کالنگ اوور" ـــــ ماسٹر بلگرام نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس ـــ سی فور سپیکنگ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"عمارت کے مغربی کونے میں دیوار کے ساتھ کار لگا دو ـــ جلدی کرو اوور" ـــــ ماسٹر بلگرام نے کہا۔

"یس ماسٹر! ـــ میں وہیں موجود ہوں ـــ آپ یہیں سے اندر داخل ہوئے تھے اس لئے میں نے کار وہیں روک لی تھی۔ اوور" ـــ سی فور نے جواب دیا۔

"او کے ـــ اوور اینڈ آل" ـــ ماسٹر بلگرام نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالا اور خود بلیک زیرو کو اٹھائے تیزی سے سیڑھی چڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دیوار پر پہنچ گیا تھا اور پھر وہ دوسری طرف غائب ہو گیا۔ چونکہ عمارت کے مغربی کنارے پر ایک تاریک سی گلی تھی اور وہاں سے سڑک کافی دور تھی۔ اس لئے وہاں آمدورفت نہ ہونے کے برابر تھی۔

ماسٹر کے نیچے اترتے ہی مادام بوشاری سیڑھی کے ذریعے اوپر چڑھی اور پھر نیچے کھڑی ہوئی کار کی چھت پر پیر رکھکر اس نے نیچے سڑک پر چھلانگ لگا دی۔ چند لمحوں بعد ایکم بھی عمران کو اٹھائے نیچے اتر آیا۔ اور پھر وہ سب کار میں سوار ہو گئے۔ اور سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے سی فور نے ماسٹر کے اشارے پر کار تیزی سے آگے بڑھا دی۔

"ایکم ! ـــ تم پوائنٹ سی پر چلے جاؤ ـــ اور اپنا یہ میک اپ اب ختم کر دو" ـــ ماسٹر نے ڈرائیور کو ایک سڑک پر کار روکنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر کار کے رکتے ہی ایکم جیسے ہی نیچے اترا، ڈرائیور نے تیزی سے کار آگے بڑھا دی۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئے جہاں سے ماسٹر نکلا تھا۔

ماسٹر بلگرام نے نیچے اتر کر پھاٹک پر مخصوص انداز میں دستک دی تو پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور پھر ڈرائیور کار اندر پورچ تک لیتا چلا گیا۔ ان کی کار کے پورچ میں رکتے ہی سٹین گنوں سے مسلح چار افراد ان کی کار کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ یہ سب اپنی صورتوں سے ہی چھٹے ہوئے بدمعاش لگ رہے تھے۔

"ان دونوں کو اٹھا کر نیچے تہہ خانے میں چھوڑ آؤ ـــ اور تم چاروں دروازے پر پہرہ دو" ـــ ماسٹر نے ان چاروں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے تیزی سے عمران اور بلیک زیرو کو کار میں سے نکالنے میں مصروف ہو گئے۔

"سی فور! ـــ تم واپس جاؤ اور سی ون کو کہو کہ میری کار ففتھ سٹریٹ

کے پہلے چوک پر موجود ہے ___ اُسے وہاں سے یہاں بھجوانے کا بندوبست کرے" ___ ماسٹر نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر مادام ہوشاری کا ہاتھ پکڑے وہ تیزی سے عمارت کے اندر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"آخر تم وہاں پہنچ کیسے گئے ماسٹر" ___؟ مادام ہوشاری نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جہاں تم ہو مادام! ___ وہاں جانے سے مجھے کوئی روک سکتا ہے" ___ ماسٹر نے بڑے لگاوٹ بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ان دونوں کو کیوں اٹھا لائے ہو ___ وہیں گولی مار کر پھینک دینا تھا" ___ ایک کمرے میں پہنچتے ہی مادام نے کہا۔

"یہ دونوں جہاں تک میرا خیال ہے انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں ۔ اس لئے پہلے میں چیف ماسٹر سے ان کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ خود ان سے ملاقات کرنا چاہے" ___ ماسٹر نے کمرے کی دیوار میں نصب ایک الماری کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ تو کیا چیف ماسٹر بھی اس ملک میں موجود ہے" ___؟ مادام ہوشاری نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اتنے بڑے مشن کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں ___ چیف ماسٹر پوری ٹیم کے ساتھ موجود ہے" ___ ماسٹر بلگرام نے الماری سے ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے اس کی فریکوئنسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔

چلا گیا۔

صدیقی اُسے قریب سے دیکھتے ہی بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ یہ وہی آدمی تھا جسے وہ ایک کوٹھی سے اٹھا کر دانش منزل پہنچا آیا تھا اور عمران نے اُسے ماسٹر بلگرام کے نام سے پکارا تھا۔ اس کے ساتھ ایک غیر ملکی عورت بھی تھی۔ اور اب وہ اس کے ساتھ اطمینان سے چلا جا رہا تھا۔

صدیقی نے آگے جا کر کار ایک طرف روک دی اور بیک مرر میں دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں عجیب سی خلش ہو رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا ایکسٹو نے خود ہی اسے باہر نکال دیا ہے ___ یا ___ یہ خود کسی طرح باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

اسی لمحے اُسے خیال آیا کہ اگر ایکسٹو نے اسے کسی مقصد کے لئے باہر نکالا ہو گا تو پھر یقیناً کوئی نہ کوئی ممبر اس کا تعاقب کر رہا ہو گا۔

ماسٹر بلگرام اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ٹیکسی میں بیٹھ گیا اور ٹیکسی تیزی سے مخالف سمت کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ صدیقی نے ٹیکسی کے کچھ دُور جانے کے بعد اپنی کار موڑی اور پھر اس نے ٹیکسی کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ وہ ٹیکسی سے خاصا فاصلہ رکھ کر تعاقب کر رہا تھا تاکہ اس آدمی کو تعاقب کا احساس نہ ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اردگرد کا جائزہ بھی لے رہا تھا کہ کوئی اور ممبر تو اس کے تعاقب میں نہیں ہے۔ لیکن کافی فاصلہ طے کرنے کے باوجود اسے کوئی ایسا نظر نہ آیا تو اس نے خود ہی اس کے تعاقب کی ٹھانی۔ اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی مضافات میں واقع شالیمار کالونی میں داخل ہو گئی۔

یہ وہی کالونی تھی جہاں سے وہ کیپٹن شکیل اور دوسرے آدمیوں کی مدد سے

اس آدمی کو اٹھا کر لے گئے تھے۔ اور اب وہ آدمی دوبارہ اس جگہ جا رہا تھا اس
ساری سچویشن کی صدیقی کو سمجھ نہ آ رہی تھی۔

اور پھر ٹیکسی ایک کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی اور صدیقی نے دیکھا کہ
اس کوٹھی کے بالکل مقابل کی کوٹھی تھی جہاں سے انہوں نے اس آدمی کو
اٹھایا تھا۔

ٹیکسی رکتے ہی وہ آدمی نیچے اترا اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی
صدیقی اپنی کار آگے بڑھا لے گیا۔ جب وہ اس کوٹھی کے سامنے سے
گزرا تو وہ آدمی کوٹھی کے پھاٹک پر دستک دینے میں مصروف تھا۔

کچھ دور آگے جا کر صدیقی نے کار ایک نو تعمیر شدہ کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں
گھما دی۔ یہ کوٹھی ویران پڑی تھی اس لئے کار کو اطمینان سے روک وہ نیچے
اترا۔ اور جب وہ دوبارہ سڑک پر آیا تو اس نے اس آدمی کو کوٹھی کے اندر
جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ کچھ دیر وہیں کھڑا سوچتا رہا کہ اب اس کا آئندہ اقدام
کیا ہونا چاہیئے۔

پھر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ پہلے وہ ایکسٹو سے اس سلسلے میں ہدایات
لے لے تاکہ وہ نادانستگی میں کوئی ایسا اقدام نہ کر بیٹھے کہ جس سے ایکسٹو کو
پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔ یہی سوچ کر وہ تیزی سے پیدل ہی آگے بڑھتا چلا
گیا۔ کیونکہ تھوڑی ہی دور کالونی کی مین مارکیٹ تھی۔ جہاں سے وہ ٹیلیفون کر
سکتا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے پبلک فون بوتھ نظر آ گیا۔ اس نے سکے ڈال
کر ایکسٹو کے نمبر گھمائے۔ لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کے باوجود کسی نے
نہ اٹھایا۔ تو اس نے اصول کے مطابق اپنا پیغام ریکارڈ کرا دیا۔ پیغام ریکارڈ

کرانے کا اصول یہ تھا کہ اگر ایکسٹو کی طرف سے رسیور نہ اٹھایا جائے تو بغیر کریڈل
دبائے دوبارہ وہی نمبر گھما دیا جائے تو ٹیلیفون کے ساتھ منسلک ٹیپ ریکارڈر آن
ہو جاتا تھا۔ اور اس طرح بولنے والا اپنا پیغام ریکارڈ کرا سکتا تھا۔

پیغام ریکارڈ کرانے کے بعد اس نے ایک بار پھر سکے ڈالے اور پھر جولیا
کا نمبر گھمایا۔ چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس ۔۔۔ جولیا سپیکنگ" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا کی سپاٹ
آواز سنائی دی۔

"صدیقی بول رہا ہوں مس جولیا" ۔۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ خیریت صدیقی صاحب! ۔۔۔ آج کیسے یاد کر لیا" ۔۔۔؟
جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مس جولیا! ۔۔۔ ایک چھوٹی سی الجھن میں پھنس گیا ہوں ۔۔۔ میں
نے سوچا کہ ایکسٹو کے بعد آپ ہماری انچارج ہیں ۔۔۔ اس لئے کیوں نہ
الجھن کو آپ کی طرف ٹرانسفر کر دیا جائے" ۔۔۔ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا الجھن آن پڑی" ۔۔۔ ؟ جولیا نے اشتیاق آمیز لہجے میں
پوچھا۔

"مس جولیا! ۔۔۔ اب سے چار گھنٹے پہلے ایکسٹو کے حکم پر میں، نعمانی،
اور کیپٹن شکیل شالیمار کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۱۲ میں پہنچے تھے ۔۔۔ وہاں عمران
نے ایک مرد اور ایک عورت کو رسیوں سے باندھ رکھا تھا اور صفدر وہاں
ایک مقامی آدمی کے میک اپ میں موجود تھا ۔۔۔ عمران کے کہنے پر ہم
اس مرد کو جسے عمران ماسٹر بلگرام کہہ رہا تھا اور اس عورت کو جسے وہ مادام
بوشاری کے نام سے پکار رہا تھا، اٹھا کر دانش منزل لے آئے" ۔۔۔ صدیقی

نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر" ـــــ جولیا کا لہجہ اشتیاق آمیز تھا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے میں تفریح کے لئے ہوٹل سی ویو کی طرف جا رہا تھا کہ میں نے زارسش روڈ کے پہلے چوراہے پر ایک کار رکتے دیکھا۔ کار میں سے وہی آدمی اترا جسے ہم اغوا کر کے دانش منزل پہنچا آئے تھے۔ میں اُسے دیکھ کر حیران رہ گیا ـــــ بہرحال میں نے اس کا تعاقب کیا اور اب وہ اس کوٹھی سے جہاں سے ہم نے اُسے اٹھایا تھا، کے سامنے والی کوٹھی میں گیا ہے ـــــ میں نے ایکسٹو کو فون کیا تھا تاکہ وہاں سے ہدایات حاصل کر سکوں ـــــ لیکن وہاں کوئی فون نہیں اٹھا رہا ـــــ میں نے پیغام تو ریکارڈ کرا دیا ہے ـــــ لیکن میری الجھن دور نہیں ہوئی ـــــ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے ہدایات لے لوں" ـــــ صدیقی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"واقعی معاملہ تو سیریس معلوم ہوتا ہے ـــــ تم اب کہاں سے فون کر رہے ہو" ـــــ جولیا نے قدرے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"شالیمار کالونی کی مین مارکیٹ سے" ـــــ صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ تم ایسا کرو کہ اس کوٹھی کی نگرانی کرو ـــــ میں اس دوران دیگر معلومات حاصل کر کے یا تو خود تمہارے پاس پہنچوں گی ـــــ یا کسی ممبر کو بھیج دوں گی" ـــــ جولیا نے کہا۔

"بہتر مس جولیا" ـــــ صدیقی نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اگر یہ آدمی کوٹھی سے نکل کر کہیں جائے ـــــ تو تم اس کا تعاقب

کرنا ـــــ ہمیں اس کے ہر ممکنہ ٹھکانے سے باخبر رہنا چاہیئے" ـــــ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے مس! ـــــ ایسا ہی ہوگا" ـــــ صدیقی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اور پھر وہ اطمینان سے بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب وہ اس کوٹھی کے کمپاؤنڈ کے پاس پہنچا جہاں اس کی کار موجود تھی تو اس نے سوچا کہ کار کے خفیہ خانے سے ریوالور نکال لے۔ کیونکہ اب وہ تفریح کی بجائے ڈیوٹی پر تھا اور کسی بھی لمحے ریوالور کی ضرورت پڑ سکتی تھی۔ چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ کو اوپر اٹھایا اور پھر سیٹ کے نیچے بنے ہوئے خفیہ خانے سے ریوالور نکال کر اس نے سیٹ دوبارہ اپنی جگہ جمائی اور سیدھا ہونے لگا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی اور وہ اچھل کر منہ کے بل سیٹ پر جا گرا۔ اور دوسرے لمحے کسی نے اُسے زوردار جھٹکے سے باہر گھسیٹ لیا۔

صدیقی نے اپنے گھومتے ہوئے سر کو سنبھال کر اٹھنا چاہا۔ مگر ایک بار پھر اس کے سر پر زوردار ضرب لگی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن مکمل تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

علی عمران اور بلیک زیرو چار سٹین گنوں کے سامنے اطمینان سے
کھڑے تھے۔

بلیک زیرو تو عمران کی وجہ سے خاموش کھڑا تھا جبکہ عمران بغیر کسی وجہ سے
ہی خاموش کھڑا ہوا یوں ماسٹر بلگرام اور سٹین گن برداروں کو دیکھ رہا تھا کہ جیسے
اسے یقین ہو کہ ان سٹین گنوں میں گولیاں موجود ہی نہیں ہیں۔ اس کی ذہنی کیفیت
کچھ عجیب سی تھی۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خود اس سچوئشن کا شکار
نہ ہو بلکہ صرف تماشا دیکھ رہا ہو۔ کچھ عجیب سی بے حسی اس پر طاری تھی۔ ایسی
بے حسی جسے کوئی نام نہیں دیا جا سکتا تھا۔

اور پھر اس نے ماسٹر بلگرام کا ہاتھ نیچے کی طرف آتے دیکھا۔ مگر اس سے
پہلے کہ ہاتھ کندھے سے نیچے پہنچتا۔ اچانک ان کے جسم ہوا میں اچھلے اور
انہیں یوں محسوس ہوا جیسے زمین قدموں تلے سے غائب ہو گئی ہو۔ ان کے
کانوں میں سٹین گنوں کے چلنے کی آواز سنائی دی لیکن آواز کا انداز ایسے تھا۔

کہ جیسے ان سے کہیں بلندی پر فائرنگ ہو رہی ہو۔ وہ کسی بھاری پتھر کی طرح نیچے
گرتے چلے جا رہے تھے۔

اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ زبردست چھپاکوں سے پانی میں جا گرے۔
پانی کی سطح کافی کم تھی اس لئے ان کے پیر نچلی زمین سے لگے اور پھر منہ کے
بل پانی میں گرتے چلے گئے۔

مگر دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اب وہ بہتے ہوئے پانی میں
کھڑے تھے اور پانی ان کے گھٹنوں تک پہنچ رہا تھا۔ اسی لمحے انہیں پہلی بار
شدید گھٹن اور تیز بُو کا احساس ہوا اور اس بُو کا احساس ہوتے ہی عمران
کے ذہن پر چھائی ہوئی بے حسی کا پردہ جیسے خود بخود سرکتا چلا گیا۔

"اوہ! ——— ہم کسی گٹر میں آ گرے ہیں" ——— عمران کی آواز
میں زندگی کا بھرپور تاثر تھا۔

"ہاں! ——— معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے ——— لیکن آپ نے اچانک
کیا کیا کہ ہم گٹر میں پہنچ گئے" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔ وہ شاید یہی
سمجھا تھا کہ عمران نے توقع کے مطابق عین آخری لمحے میں شعبدہ دکھایا ہے۔

"ہمارے اعمال ہی ایسے تھے کہ مرنے کے بعد ہمیں اس بدبودار گٹر
میں پھینک دیا جاتا" ——— عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار
ہنس پڑا۔

"اس گٹر میں اب کب تک کھڑے رہیں گے ——— میرا خیال ہے کہ
یہ آگے جا کر مین گٹر میں مل جاتا ہو گا ——— وہاں سے نکلنے کا راستہ
مل سکتا ہے" ——— بلیک زیرو نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ مجرم ہمارے نیچے گرتے ہی اب اطمینان سے

بیٹھے تاش کھیل رہے ہوں گے مسٹر ایکسٹو! ــــــ ان کا اندازہ بھی یہی ہوگا کہ ہم مین گٹر میں ہی جائیں گے" ــــــ عمران نے جواب دیا۔ اس کے ذہن سے بوریت اور بے حسی کی گرد پوری طرح صاف ہو چکی تھی۔

"لیکن زیادہ دیر تک یہاں ٹھہرنا بھی خطرناک ہے ــــــ یہاں زہریلی گیس موجود ہے ــــــ جو کسی بھی لمحے اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے" ــــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"آؤ ــــ یہیں سے اوپر چلنے کی کوشش کریں ــــ کہیں نہ کہیں سے نکلنے کا راستہ ضرور مل جائے گا" ــــــ عمران نے کہا اور پھر انہوں نے پانی کے بہاؤ کے اُلٹے رُخ چلنا شروع کر دیا۔

واقعی گٹر میں موجود زہریلی گیس آہستہ آہستہ ان کے حواس پر چھاتی چلی جا رہی تھی۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے جسم آہستہ آہستہ مفلوج ہوتے جا رہے ہوں۔

"عمران صاحب جلدی نکلیں یہاں سے ــــــ ورنہ واقعی ہماری قبریں اسی گٹر میں بن جائیں گی" ــــــ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بلیک زیرو صاحب! ــــ پانی میں قبر نہیں بنتی ــــ پانی میں لاش بس مچھلی کی طرح تیرتی پھرتی رہتی ہے" ــــــ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ بلیک زیرو لڑکھڑا کر نیچے پانی میں گرنے لگا۔ مگر عمران نے بڑی پھرتی سے اُسے سنبھال لیا۔

"ہوش سلامت رکھو بلیک زیرو! ــــــ آپریشن روم میں بیٹھ کر ایکسٹو بننا آسان ہے ــــــ لیکن گٹر میں چلنا کچھ اور ہی حوصلہ چاہتا ہے" ــــــ

عمران کے لہجے میں ہلکی سی فہمائش تھی۔ اور بلیک زیرو نے اپنے سر کو دو تین بار جھٹک کر کہا۔

"سوری سر" ــــــ بلیک زیرو کا لہجہ خاصا کمزور تھا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ بلیک زیرو اب ہوش کی آخری سرحدوں پر ہے اور وہ کسی بھی لمحے بیہوش ہو کر گر سکتا ہے اور پھر اسے سنبھالنا بیحد مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے اس نے تیزی سے اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا۔ اور پھر اُسے تھوڑی دور ایک جگنو سا چمکتا نظر آیا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں نئی روح دوڑ گئی ہو۔

"اپنے آپ کو سنبھالو طاہر! ــــ ہم باہر نکلنے والے ہیں" ــــــ عمران نے کہا اور پھر وہ اُسے لئے ہوئے تیزی سے اس طرف بڑھتا چلا گیا جدھر وہ روشنی نظر آ رہی تھی۔

یہ روشنی گٹر کی چھت کے قریب ایک کرن کی صورت میں اندر آ رہی تھی۔ اور پھر عمران نے لوہے کی سیڑھیاں دیوار کے ساتھ اوپر جاتی محسوس کر لیں۔ اس نے بلیک زیرو کو زور سے جھنجھوڑا۔ جس کا جسم اب ڈھیلا پڑتا جا رہا تھا۔ اس طرح جھنجھوڑنے سے بلیک زیرو ہوشیار ہو گیا اور پھر عمران تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ گٹر کے دھانے پر لوہے کا بڑا سا ڈھکن موجود تھا۔

بلیک زیرو نے بھی روشنی کی وہ کرن دیکھ لی تھی۔ اس لئے اب وہ پوری طرح ہوشیار ہو چکا تھا۔

اور پھر اوپر پہنچتے ہی عمران نے اپنے کاندھے کو ڈھکن کے ساتھ ٹکرایا اور پھر زور سے جھٹکا دیا۔ بھاری ڈھکن ایک ہی جھٹکے سے اچھل کر ایک

طرف ہٹ گیا اور تازہ ہوا کا ریلا ان دونوں کے چہروں سے ٹکرایا اور ان
دونوں نے زور زور سے سانس لینے شروع کر دیئے۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا
تھا جیسے زندگی کی لہریں آبشار کی طرح ان کے جسموں میں داخل ہوتی چلی جا رہی
ہوں۔ اور جب انہوں نے اچھی طرح تازہ ہوا اپنے پھیپھڑوں میں بھر لی تو
وہ دونوں باہر آ گئے۔

انہوں نے اپنے آپ کو دو کوٹھیوں کے درمیان ایک تنگ سی گلی میں
پایا۔ ان کے کپڑے گندے پانی سے لتھڑے ہوتے تھے۔ لیکن مجبوری تھی
دوسرے کپڑے ان کے پاس نہیں تھے۔ اور یہاں وہ کپڑے اتار کر چل نہ
سکتے تھے۔ اس لئے وہ اسی طرح آگے بڑھتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد ہی وہ سڑک پر پہنچ گئے۔ اور پھر عمران نے تیزی سے
بلیک زیرو کو پیچھے کی طرف دھکیل دیا۔ اُسے کوٹھی کے گیٹ سے کار نکلتی
نظر آئی تھی۔ اور ڈرائیونگ سیٹ پر ماسٹر بلگرام اور اس کے ساتھ مادام لیشاری
موجود تھی۔ کار تیزی سے مخالف سمت میں دوڑتی چلی گئی۔ عمران کی نظریں
کار کی نمبر پلیٹ پر جم گئیں لیکن دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس
لی۔ کیونکہ کار پر نمبر پلیٹ سرے سے موجود ہی نہ تھی۔

"پنچھی اڑ گئے بلیک زیرو! ـــــ اب ہمیں انہیں دوبارہ تلاش
کرنا پڑے گا" ـــــ عمران نے ایک طویل سانس لے کر سڑک کی طرف
قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ ٹیکسی ڈرائیور
نے ان کی گندی پتلونوں کو دیکھ کر ناک منہ چڑھایا۔

"فکر نہ کرو ـــــ کار کی سروس کی رقم علیحدہ دیں گے" ـــــ عمران

نے دروازہ کھول کر پچھلی نشست پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے مسکرا کر
سر ہلا دیا۔ اور پھر بلیک زیرو کے بیٹھتے ہی ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔
عمران نے اُسے دانش منزل کا پتہ بتا دیا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد تھوڑی دیر بعد کار دانش منزل
کے گیٹ پر رک گئی۔ اور عمران اور بلیک زیرو نیچے اتر آئے۔

عمران نے جوتے کی ایڑی کو مخصوص انداز میں سڑک پر مارا اور پھر اس
نے جھک کر ایڑی اور تلے کے درمیان سے سو کا ایک نیا نوٹ نکال لیا۔
ایمرجنسی کے لئے اس نے یہ انتظام کر رکھا تھا اور پھر سو کا نوٹ ڈرائیور کی
طرف بڑھاتے ہوئے عمران نے سر کے اشارے سے اُسے جانے کے لئے
کہا تو ڈرائیور کے دانت نکل آئے اور اس نے اتنی تیزی سے کار آگے
بڑھا دی جیسے اُسے خطرہ ہو کہ عمران کا ارادہ نہ بدل جائے اور عمران مسکراتا
ہوا گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

بلیک زیرو اس دوران خفیہ بٹن دبا کر گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھول
چکا تھا۔ اور پھر وہ دونوں سر جھکائے اندر داخل ہو گئے۔

صفدر اپنے کمرے میں آرام کرسی پر بیٹھا ایک جاسوسی ناول کے مطالعہ میں غرق تھا کہ اچانک قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور صفدر نے رسیور اٹھا لیا۔

"صفدر سپیکنگ" ------ صفدر نے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں صفدر" ------ دوسری طرف سے جولیا کی الجھی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ مس جولیا! ------ خیریت! اس وقت کیسے یاد کیا" ------ صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے وہ کوٹھی دیکھی ہوئی ہے ------ جہاں سے عمران کے ساتھ مل کر تم ماسٹر بلگرام اور اس کی ساتھی عورت کو لے آئے تھے" ------ جولیا نے سوال کیا۔

"ہاں مس جولیا! ------ شالیمار کالونی میں ہے وہ کوٹھی" ------ صفدر

کے چہرے پر سوچ کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔ کیونکہ اس کے خیال میں جولیا کو اس واقعہ کا علم نہ تھا۔

"ابھی ابھی صدیقی کا فون آیا ہے کہ ماسٹر بلگرام جسے دانش منزل پہنچایا گیا تھا اس کوٹھی کے سامنے والی کوٹھی میں داخل ہوا ہے" ------ جولیا نے جواب دیا۔

"کیا ہوگا ------ اس میں الجھن والی کونسی بات ہے ------ ظاہر ہے ایکسٹو نے اسے رہا کر دیا ہوگا ------ اور صدیقی نے ایکسٹو کی ہدایت پر اس کا تعاقب کیا ہوگا" ------ صفدر نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں صفدر! ------ ایکسٹو دانش منزل میں موجود نہیں ہے ------ اور صدیقی نے اتفاق سے اسے چیک کر لیا تھا ------ اور اس کی رپورٹ کے مطابق اور کوئی ممبر اس کے تعاقب میں نہیں تھا" ------ جولیا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اور صفدر کی پیشانی ایک بار پھر سکڑ گئی۔ دانش منزل سے کسی کا نکل آنا واقعی حیرت انگیز تھا۔

"اوہ! ------ پھر تو معاملہ واقعی عجیب سا لگتا ہے ------ بہرحال میرے لئے کیا حکم ہے" ------ صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

"تم کیپٹن شکیل کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچو ------ اور اس کوٹھی کو چیک کرو ------ مجھے معاملہ کچھ گڑبڑ لگ رہا ہے" ------ جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے پہلے تم ایکسٹو سے بات کرلو ------ ایسا نہ ہو کہ ہمارا یہ اقدام اس کے کسی منصوبے کے خلاف ہو" ------ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"صدیقی کی رپورٹ کے مطابق دانش منزل سے کوئی جواب نہیں آ رہا
اور صدیقی نے پیغام ریکارڈ کرا دیا ہے ــــ ہو سکتا ہے کوئی گڑبڑ ہو
اور ہم صرف ایکسٹو سے بات کرنے کے چکر میں ہی رہ جائیں ــــ تم
کم از کم صدیقی کے ساتھ مل کر اس کوٹھی کی نگرانی کرو ــــ میں اس
دوران ایکسٹو سے رابطہ قائم کر لوں گی" ــــ جولیا نے اس بار قدرے
تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے مس! ــــ میں ابھی چلا جاتا ہوں ــــ راستے میں
کیپٹن شکیل کو بھی ہمراہ لے لوں گا" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

"تھینک یو! ــــ اور اگر کوئی خاص بات ہو تو تم بھی ٹرانسمیٹر پر
رپورٹ دے سکتے ہو" ــــ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں سمجھتا ہوں" ــــ صفدر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں صفدر! ــــ ایک بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا
میں نے تمہارے لباس اور میک اپ میں ایک آدمی کو ہوٹل میں بیٹھے
پایا تھا ــــ پھر میں اُسے دانش منزل چھوڑ آئی تھی ــــ یہ کیا
چکر ہے" ــــ جولیا کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

"یہ بھی چکر ہے ــــ جس میں آپ مجھے بھیج رہی ہیں ــــ میں
نے عمران صاحب کے کہنے پر خود سیٹھ اسحاق کا میک اپ کیا تھا اور
سیٹھ اسحاق کو اپنا میک اپ کرا دیا تھا ــــ آپ نے خوامخواہ اس
بیچارے کو اغوا کر لیا" ــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ مجھے اس سارے چکر سے لاعلم کیوں رکھا گیا ہے ــــ آپ

بالا بالا ہی کیس پر کام شروع کر دیتے ہیں ــــ اب کیا سیکرٹ
سروس میں میری کوئی اہمیت باقی نہیں رہی" ــــ جولیا کا لہجہ
رو دینے والا تھا۔

"ارے نہیں مس جولیا! ــــ ایسی کوئی بات نہیں ــــ دراصل
ایک ہی کوئی چکر چل پڑا ہے ــــ اور آپ جانتی ہیں کہ عمران بس
خود ہی فیصلے کر ڈالتا ہے ــــ بعض اوقات تو ایکسٹو کو بھی پتہ نہیں
ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے" ــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں ایکسٹو سے بات کروں گی ــــ اس طرح تو ایکسٹو عملی طور
پر عمران بن جائے گا ــــ اور ہم سب عضو معطل ہو کر رہ جائیں گے"
جولیا کے لہجے میں شکایت تھی۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں مس جولیا! ــــ یہ ایکسٹو اور عمران کا مسئلہ
ہے" ــــ صفدر نے جان چھڑانے کے سے انداز میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ــــ گڈ بائی" ــــ جولیا نے بھی شاید صفدر کے لہجے کو
بھانپ لیا تھا۔ اس لئے اس نے بڑے کرخت لہجے میں گڈ بائی کہتے ہوئے
رسیور رکھ دیا تھا۔

صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر کیپٹن شکیل
کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس شکیل سپیکنگ" ــــ دوسری طرف سے رسیور اٹھتے
ہی کیپٹن شکیل کی باوقار آواز سنائی دی۔

"کیپٹن صاحب! ــــ ذرا میدان میں اترنے کے لئے تیار ہو جائیے۔

میں آپ کو لینے آ رہا ہوں" ــــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ کیا پھر کوئی میچ پڑ گیا ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ظاہر ہے ــــ بغیر میچ کے تو کیپٹن کو تکلیف نہیں دی جا سکتی"

"او کے ــــ میں دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں" ــــ صفدر نے جواب دیا اور پھر تیزی سے رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم میں گھستا چلا گیا۔ پانچ منٹ بعد چست لباس پہنے اور جیب میں ریوالور کے ساتھ ساتھ ڈی نور ٹمین ٹرانسمیٹر رکھے فلیٹ سے باہر آ گیا۔ نیچے بنے ہوئے گیراج سے اس نے کار نکالی اور پھر وہ کار دوڑاتا ہوا تیزی سے کیپٹن شکیل کے فلیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ابھی حال ہی میں ایکسٹو نے تمام ممبران کو کاریں مہیا کی تھیں۔ اس سے قبل وہ موٹر سائیکل استعمال کرتے تھے۔ لیکن اب سوائے مخصوص موقعوں کے وہ عام طور پر کار ہی استعمال کرتے تھے۔

تھوڑی دیر بعد جب اس نے کار کیپٹن شکیل کے فلیٹ کے سامنے روکی تو کیپٹن شکیل تیار ہو کر نیچے سڑک پر آ چکا تھا۔ چنانچہ صفدر کی کار رکتے ہی وہ تیزی سے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"ہاں! ــــ اب بتاؤ کہ کس کے ساتھ میچ کھیلنا ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے کار کا دروازہ بند کرتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور صفدر نے تفصیل سے ساری بات بتا دی۔

"اوہ! ــــ واقعی کچھ گڑبڑ لگتی ہے ــــ ایکسٹو بغیر نگرانی کے ایسے آدمی کو دانش منزل سے رہا نہیں کر سکتا" ــــ کیپٹن شکیل نے

سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"بات تو کچھ ایسی ہے ــــ بہرحال جو کچھ ہے سامنے آ ہی جائے گا" ــــ صفدر نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل بھی خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار شالیمار کالونی میں داخل ہو گئی اور صفدر نے کار ... کے قریب ایک درخت کے نیچے روک دی اور پھر وہ دونوں کار سے اتر آئے۔

"میرا خیال ہے ــــ ہمیں دو مختلف سمتوں سے اس کوٹھی کی طرف ... جانا چاہیئے" ــــ صفدر نے کہا۔

"نہیں! ــــ میرا خیال ہے صرف نگرانی سے بات نہیں بنے گی ــــ ہمیں کوٹھی کے اندر جانا ہو گا ــــ تبھی صحیح صورتحال ... معلوم ہو سکتی ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"پہلے صدیقی کو تو تلاش کر لیں ــــ وہ شاید کچھ مزید بتا سکے"۔ ... صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے! ــــ آؤ پہلے صدیقی کو ڈھونڈ لیتے ہیں" ــــ کیپٹن ... شکیل نے اس کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی ... سے قدم اٹھاتے آگے بڑھتے چلے گئے۔

"ارے یہ تو صدیقی کی کار ہے" ــــ اچانک ایک زیر تعمیر کوٹھی کے ... کمپاؤنڈ میں کھڑی کار کو دیکھ کر صفدر نے ٹھٹھکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہے تو اسی کی ــــ اس نے شاید اسے یہاں خود چھپایا ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ مگر صفدر تیزی سے ... کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر جب کیپٹن شکیل اس کے پاس پہنچا تو

حالات خودبخود اس کی سمجھ میں آ گئے۔ کار کا دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا اور کا
کے دروازے کے پاس زمین پر ایسے نشانات موجود تھے جس سے صاف
ظاہر ہو رہا تھا کہ کسی کو زبردستی گھسیٹا گیا ہے۔

"ہوں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ صدیقی کو اغوا کیا گیا ہے"۔
صفدر نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"نشانات سے تو صاف یہی معلوم ہو رہا ہے ۔۔۔ اب تو ہم
اندر جانا ضروری ہو گیا ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا
صفدر نے بھی تائید میں سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے کہ تم باہر ٹھہرو ۔۔۔ پہلے میں اندر جانے کی کوشش
کرتا ہوں ۔۔۔ اگر کوئی خطرہ محسوس ہوا تو تم کو بھی اندر بلا لوں گا" ۔۔۔
صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جیسے تم کہو ۔۔۔ میرا تو خیال تھا کہ اکٹھے ہی اندر جاتے" ۔۔۔
شکیل نے کہا۔ مگر صفدر نے اصرار کر کے اپنی بات منوا ہی لی۔ اور پھر
دونوں وہاں سے نکل کر تیزی سے مطلوبہ کوٹھی کی عقبی سمت میں بڑھتے
چلے گئے۔

کوٹھی کی عقبی سمت میں ایک تنگ سی گلی تھی اور یہاں کوٹھی کی دیوار
زیادہ اونچی نہ تھی

"تم یہیں رکو ۔۔۔ یہ ٹرانسمیٹر رکھ لو ۔۔۔ میں واچ ٹرانسمیٹر پر
دے دوں گا" ۔۔۔ صفدر نے جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نما ٹرا
نکال کر کیپٹن شکیل کو دیتے ہوئے کہا۔
اور کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالا اور پھر

گلی کے آخری سرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

صفدر نے بڑی پھرتی دکھائی تھی۔ وہ ذرا سا اچھلا تھا اور پھر دوسرے
ایک جھٹکے سے دھماکے سے کوٹھی کے اندر کود چکا تھا۔ کیپٹن شکیل نے
دھماکہ سنا تھا اور اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔ لیکن چونکہ
گلی میں رکنا خطرناک بھی ثابت ہو سکتی تھی اس لئے وہ آہستہ آہستہ قدم
اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ گلی کے آخری سرے پر پہنچتے ہی وہ جیسے ہی آگے
بڑھا، اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دائیں بائیں دونوں اطراف
سے اس پر قیامتیں ٹوٹ پڑی ہوں۔ دو افراد چیتے کی سی پھرتی سے اس پر
یکدم کود پڑے تھے لیکن کیپٹن شکیل کی چھٹی حس نے عین آخری لمحے میں اس کے
اعصاب کو خودبخود چوکنا کر دیا تھا اس لئے وہ تیزی سے نیچے بیٹھ گیا تھا اور اس
پر چھلانگ لگانے والے ایک دوسرے سے ٹکرا کر اس کے اوپر آ گرے تھے۔
کیپٹن شکیل نیچے بیٹھتے ہی انتہائی پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے جسم کے
جھٹکے سے دونوں دائیں بائیں جا گرے اور کیپٹن شکیل نے پھرتی سے مڑ کر جیب
سے ریوالور نکالنا چاہا۔ مگر اسی لمحے اس کے سر پر پیچھے سے بھرپور ضرب لگائی گئی
اور کیپٹن شکیل لڑکھڑا کر سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ نیچے گرتے ہی
اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے سر کو جھٹکا مگر اسی لمحے اس کے سر
پر ایک اور ضرب لگی اور پھر اس کا ذہن اتھاہ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

عمران اور بلیک زیرو جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوئے اسی لمحے میز پر پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔ جب کہ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کمرے کی پوزیشن چیک کرنی شروع کر دی۔ لیکن اُسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ ماسٹر بلگرام نے انہیں اغوا کرنے تک ہی عافیت سمجھی تھی۔ اس نے کسی اور چیز کو چھیڑا نہ تھا۔

"ایکسٹو" ____ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں جناب! ____ کافی دیر سے بار بار کوشش کر رہی ہوں ____ مگر آپ کی طرف سے جواب ہی نہ مل رہا تھا" ____ جولیا کا لہجہ شکایتی تھا۔

"فضول باتیں مت کیا کرو جولیا ____ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں ایسی باتیں سنتا رہوں ____ کیا بات ہے ____ فون کیوں کیا

ہے" ____؟ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں جولیا کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اس نے شاید اپنی تمام جھلاہٹ جولیا پر منتقل کر دی تھی۔

"اوہ سوری سر ____ دراصل ____" جولیا کا لہجہ گلوگیر ہو گیا۔ شاید اسے ایکسٹو سے ایسی بات کی توقع نہ تھی۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور بلیک زیرو سے لے لیا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"مس جولیا! ____ تم سیکرٹ سروس کی سیکنڈ باس ہو ____ اس لئے یہ جذباتی پن ناقابل برداشت ہے ____ اپنے آپ کو ٹھوس بناؤ" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"یس سر! ____ دراصل صدیقی نے کچھ دیر پہلے مجھے فون کیا تھا کہ اس نے ماسٹر بلگرام کو جسے دانش منزل پہنچایا گیا تھا، سڑک پر دیکھا تھا۔ وہ شالیمار کالونی کی اس کوٹھی جس سے ماسٹر بلگرام کو اغوا کیا گیا تھا کے بالکل مقابل والی کوٹھی میں داخل ہوا تھا ____ اس نے پہلے آپ سے رابطہ قائم کیا ____ مگر آپ کی طرف سے جواب نہ ملنے پر اس نے پیغام ریکارڈ کرا دیا ____ میں نے اُسے نگرانی کی ہدایت کی ____ اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل کو مزید چیکنگ کے لئے بھیج دیا ____ تب سے میں آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ تاکہ آپ سے مزید ہدایات لے سکوں" ____ جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ____ تم نے بہت اچھا کیا کہ انہیں وہاں نگرانی کے لئے بھیج دیا ____ اس سے تمہاری بہترین صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے ____ دراصل میں کسی کام کے لئے گیا تھا ____ پیچھے گیسٹ روم کا تالا کھلا رہ گیا اور وہ

آدمی وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا ——— بہر حال ٹھیک ہے اب میں سنبھال لوں گا" ——— عمران نے کہا اور پھر اس نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو اس دوران کپڑے تبدیل کر کے آ چکا تھا۔

"ماسٹر بلگرام کا پتہ چل گیا ہے ظاہر ——— صفدر، کیپٹن شکیل اور صدیقی اس کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں ——— تم سیٹھ اسحاق کا پتہ کرو وہ تو بھوکا ہی مر گیا ہو گا ——— میں ان کے پیچھے جاتا ہوں ——— میرا خیال ہے کہ آج یہ قصہ ختم ہی ہو جائے تو اچھا ہے" ——— عمران نے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران لباس بدل کر باہر آیا اور پھر دانش منزل کے خفیہ گیراج سے سپورٹس کار نکال کر وہ دانش منزل سے باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی بتا رہی تھی کہ وہ آج کچھ کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد عمران کی کار شالیمار کالونی میں داخل ہو گئی اس نے کار کی رفتار آہستہ کر لی اور پھر اچانک اس کی نظریں ایک سائیڈ میں کھڑی ہوئی صفدر کی کار پر پڑیں اور اس نے کار کو اس کے قریب لے جا کر کھڑا کر دیا اور پھر کار روک کر وہ نیچے اترا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر صفدر کی طرح اس کی نظریں بھی ایک زیر تعمیر کوٹھی کے ملباؤنڈ میں کھڑی صدیقی کی کار پر جم گئیں اور وہ تیزی سے اس کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی نظریں کار کے ادھ کھلے دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔

وہ کار کے قریب رک کر چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ کار کی حالت اور دروازے کے نیچے موجود نشانات سے وہ آسانی سے سمجھ گیا کہ یہاں سے کسی کا جبراً اغوا کیا گیا ہے۔

چند لمحے وہاں رکنے کے بعد عمران واپس مڑا اور پھر سڑک پر آنے کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ صدیقی کی کار کے قریب نشانات صاف اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ صدیقی کو جبراً اغوا کیا گیا ہے اور اب وہ صفدر اور کیپٹن شکیل کے متعلق سوچ رہا تھا کہ ان کے ساتھ کیا بیتی ہو گی۔ کیونکہ صدیقی کو اغوا کرنے کے بعد ان پر ضرور حملہ کیا گیا ہو گا۔ لیکن ان کی طرف سے چونکہ ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ اس لئے ظاہر ہے وہ بھی مجرموں کے ہتھے چڑھ گئے ہوں گے۔ اور ظاہر ہے ایسی صورت میں مجرم بے حد چوکنے ہوں گے۔ چنانچہ اس پر بھی حملہ ہونے کا پورا پورا خطرہ تھا۔ لیکن اس نے ذہنی طور پر فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہر صورت میں کوٹھی کے اندر جائے گا۔

یہی فیصلہ کر کے وہ کوٹھی کے سامنے پہنچ گیا۔ کوٹھی کا گیٹ بند تھا اور بظاہر وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ لیکن وہ وہاں رکنے کی بجائے آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر دو کوٹھیاں کراس کرنے کے بعد وہ اس کی سائیڈ گلی میں داخل ہو گیا۔ یہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی کیونکہ ابھی اس کی تعمیر مکمل نہ ہوئی تھی اور ابھی اندر اینٹوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے اچھل کر اس کی چھوٹی سی دیوار پر ہاتھ جمائے اور دوسرے لمحے وہ اندر کود گیا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا وہ کوٹھی کا لان کراس کر کے مخالف دیوار تک پہنچ گیا یہ دوسری کوٹھی کے ساتھ ملحقہ دیوار تھی۔ اس نے سر اٹھا کر اندر جھانکا اور اس نے کوٹھی کے لان میں ایک آدمی کو گھاس کاٹنے والی مشین چلاتے ہوئے دیکھا عمران نے جھک کر ایک چھوٹا سا پتھر اٹھایا اور اسے کوٹھی کے بیرونی پھاٹک کی طرف پھینک دیا۔ پتھر کوٹھی کے فولادی پھاٹک پر پوری قوت سے جا لگا

اور ایک زوردار آواز سنائی دی۔ گھاس کاٹنے والا چونک کر رک گیا۔ وہ چند لمحے پھاٹک کی طرف دیکھتا رہا پھر عمران کی توقع کے عین مطابق مشین کو وہیں چھوڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی پشت جیسے ہی عمران کی طرف ہوئی عمران نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور پھر وہ پلک جھپکنے میں اندر کود کر مہندی کی اونچی باڑھ کے پیچھے چھپ گیا۔

گھاس کاٹنے والا پھاٹک کے قریب جاکر چند لمحے رکا رہا۔ پھر اس نے پھاٹک کھول کر باہر جھانکا۔ دوسرے لمحے نجانے اسے باہر کیا نظر آیا کہ وہ تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی عمران اپنی جگہ سے باہر نکلا اور انتہائی تیزی سے سائیڈ گلی میں سے دوڑتا ہوا کوٹھی کی پشت پر چلا گیا۔ کوٹھی کی پشت پر اس گلی کے کونے میں گیس پائپ اوپری منزل تک جارہے تھے۔ عمران نے اچھل کر پائپ کو پکڑا اور پھر وہ کسی بندر کی طرح اس پائپ کے ذریعے اوپر چڑھتا چلا گیا۔

پائپ کھلی چھت تک چلا گیا تھا اس لئے چند ہی لمحوں میں عمران چھت پر پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس کوٹھی کی چھت اس کوٹھی کی چھت سے منسلک تھی جس کوٹھی کے متعلق بتایا گیا تھا کہ ماسٹر بلگرام اس کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔ چھت پر رینگتا ہوا وہ اس کی آخری حد تک پہنچ گیا۔ اس نے سر اٹھا کر مطلوبہ کوٹھی کی چھت پر نظریں دوڑائیں۔ چھت بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔ یہاں سے چھت کے علاوہ اور کوئی جگہ نظر نہ آرہی تھی۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر اچھل کر وہ اس کوٹھی کی چھت پر پہنچ گیا اس کوٹھی کی چھت پر پہنچتے ہی وہ چند لمحے وہیں رکا رہا۔ لیکن جب اس نے کوئی آہٹ محسوس نہ کی تو پھر ہاتھوں اور پیروں کے بل رینگتا ہوا تیزی

سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

چھت کی شمالی دیوار کے ساتھ سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے آغاز پر ایک دروازہ تھا جو دوسری طرف سے بند تھا۔

عمران نے دروازے کے قریب رک کر اسے پہلے تو آہستگی سے دھکیلا لیکن دروازہ لاک ہونے کی وجہ سے ویسے ہی بند رہا۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک باریک سی تار نکال کر اس نے اس کے سرے کو مخصوص انداز میں موڑا اور لاک کے سوراخ میں تار ڈال کر اسے دائیں بائیں گھمانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی ایک ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی اور عمران نے تار واپس کھینچ کر جیب میں ڈالی اور دروازہ دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیاں آگے جاکر گھوم جاتی تھیں اس گھماؤ کے قریب پہنچ کر عمران رک گیا اور کان لگا کر سننے لگا۔ مگر ہر طرف مکمل خاموشی طاری تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوٹھی بالکل خالی پڑی ہو۔

ایک لمحے کے لئے عمران کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کہیں مجرم کوٹھی خالی کر کے نہ نکل گئے ہوں۔ لیکن اس کے باوجود اس نے احتیاط کرنا ہی مناسب سمجھا۔ اور پھر وہ مزید سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔ یہ دروازہ بھی دوسری طرف سے بند تھا۔

عمران نے جیب سے وہی تار نکالی اور اس کی مدد سے چند ہی لمحوں میں دوسرا دروازہ بھی کھولنے میں کامیاب ہوگیا۔ دروازے کو دھکیل کر وہ چند

لمحے وہیں رکا رہا۔ اس کا ہاتھ جیب میں پڑے ہوئے ریوالور پر جما ہوا تھا لیکن دوسری طرف سے کوئی آہٹ محسوس نہ کر کے وہ آگے بڑھا تو اپنے آپ کو ایک چھوٹے سے کمرے میں کھڑا پایا۔

اس کمرے کا اور کوئی دروازہ نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ حیرت سے اس کمرے کو دیکھتا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر اس کمرے میں آنے کے لئے کونسا راستہ استعمال کیا جاتا ہو گا؟

ابھی وہ کھڑا کمرے کی دیواروں کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک کمرے نے حرکت کی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا، کمرہ انتہائی تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔

کمرے کے حرکت میں آنے سے پہلے ہی سیڑھیوں والا دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا۔ عمران نے بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ باوجود اتنی احتیاط کرنے کے وہ مجرموں کی نہ صرف نظر میں آ گیا ہے بلکہ اب ان کے قبضہ میں بھی ہے۔

کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا اور عمران کمرے کے درمیان قدم جمائے کھڑا آنے والے حالات کے متعلق سوچتا رہ گیا۔ ظاہر ہے اب اس کے سوا وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا؟

ماسٹر بلگرام نے کار پھاٹک کے باہر روکی اور پھر مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو کوٹھی کا پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ ماسٹر بلگرام کار اندر دوڑاتے لئے چلا گیا۔

کوٹھی کا لان خالی پڑا ہوا تھا۔ ماسٹر بلگرام نے کار پورچ میں جا کر روک دی اور پھر نیچے اتر آیا۔ مادام نوشاری اس سے پہلے ہی نیچے اتر گئی تھی۔

پھر جیسے ہی ماسٹر بلگرام نے کار کا دروازہ بند کیا۔ برآمدے میں سے ایک دروازہ کھلا اور ایک نوجوان تیزی سے باہر آ گیا۔

"ہیلو ماسٹر! —— آپ کی آمد خلاف توقع ہے" —— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! —— ہمیں بس اچانک ہی بھاگنا پڑا سی ون" —— ماسٹر بلگرام نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور نوجوان جسے سی ون کے نام سے پکارا گیا تھا نے یوں سر ہلا دیا جیسے وہ ماسٹر بلگرام کی مجبوری کو سمجھتا ہو۔

" ایلکم پہنچ گیا ہے" ــــــــ ؟ ماسٹر بلگرام نے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں! ــــ نہ صرف پہنچ گیا ہے ــــ بلکہ اپنے ساتھ ایک آدمی کو بھی لگا لایا ہے" ــــــــ سی ون نے جواب دیا۔

" اوہ! ــــ وہ کیسے" ــــ ؟ ماسٹر بلگرام نے چونکتے ہوئے کہا۔

" وہ جب یہاں پہنچا تو چیکنگ مشین پر اس کا پیچھا کرتے ہوئے ایک آدمی نظر آیا ــــــ چنانچہ اسے ٹریپ کرنا پڑا" ــــــــ سی ون نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اب وہ آدمی کہاں ہے" ــــــ ؟ ماسٹر بلگرام نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"ٹارچنگ روم میں موجود ہے" ــــــ سی ون نے کہا۔

وہ یہی باتیں کرتے ہوئے مختلف کمروں سے گزر کر ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گئے۔

یہ کمرہ آپریشن روم لگتا تھا کیونکہ یہاں سامنے والی پوری دیوار پر مختلف سائزوں کی سکرینیں نصب تھیں اور ان پر مختلف مناظر نظر آ رہے تھے۔ کمرے میں موجود کرسیوں پر وہ تینوں آ کر بیٹھ گئے۔

اسی لمحے ایک سکرین کے نیچے سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا تو سی ون اور ماسٹر بلگرام نے چونک کر اس سکرین کی طرف دیکھا۔ سکرین پر ایک زیر تعمیر کوٹھی کا منظر نظر آ رہا تھا جس کے کمپاؤنڈ میں ایک کار کھڑی تھی اور دو آدمی گیٹ کراس کر کے اس کار کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

" یہ کار اسی آدمی کی ہے جس نے ایلکم کا تعاقب کیا تھا ــــ ہم نے

اسی لئے اسے سپیشل سکرین پر لگا رکھا ہے ــــ کیونکہ اگر اس آدمی کے ساتھی ہوں گے تو یقیناً وہ اس کار تک پہنچ جائیں گے" ــــــ سی ون نے سکرین پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

" یہ دونوں یقیناً اس آدمی کے ساتھی ہیں ــــ ذرا سکرین پر ان کے چہرے بڑے کرو" ــــــ اچانک ماسٹر بلگرام نے چونکتے ہوئے کہا اور سی ون نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر منظر واضح ہوتا چلا گیا۔

ماسٹر بلگرام بغور ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

" ماسٹر! ــــ ان میں سے ایک آدمی وہی ہے ــــ جو مجھے اور ایلکم کو اغوا کر کے لے گیا تھا" ــــــ اچانک قریب بیٹھی مادام ہوشاری بول اٹھی۔

" اوہ! ــــ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ لیکن انہیں اس اڈے کا کیسے پتہ چل گیا" ــــــ ماسٹر بلگرام نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں آدمی اب اس کوٹھی سے نکل کر تیزی سے اس کوٹھی کی طرف بڑھ رہے تھے جس میں وہ سب موجود تھے۔

سی ون نے میز کی دراز کھول کر ایک مائیک نکالا اور پھر اس کے ساتھ لگا ہوا بٹن دباتے ہوئے کہنے لگا۔

سی مظفر بن! ــــ یہ دونوں آدمی جو سکرین پر نظر آ رہے ہیں انہیں ٹریپ کر کے ٹارچنگ روم میں پہنچا دو" ــــــ سی ون کا لہجہ بے حد سپاٹ تھا اور پھر اس نے بٹن آف کر کے مائیک دوبارہ دراز میں ڈال دیا اور

سکرینیں آف کر دیں ۔

" ماسٹر! ـــــ اب اصل مشن کا کیا ہو گا ـــــ ؟ ہم تو فضول قسم کے
چکر میں پھنس گئے ہیں " ـــــ سی ون نے سکرین آف کرتے ہوئے
ماسٹر بلگرام سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" کیا مطلب ـــــ ؟ کیسا فضول چکر " ـــــ ؟ ماسٹر بلگرام نے
چونک کر کہا ۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات تھے ۔

" دیکھو ماسٹر! ـــــ چیف ماسٹر نے ابھی ابھی مجھے اس مشن کا چیف
مقرر کیا ہے ـــــ یہ اتھارٹی لیٹر ہے ـــــ اسے اچھی طرح دیکھ لو
اس لیٹر کے بعد میں تمہارا ماتحت نہیں ہوں ـــــ بلکہ تم میرے ماتحت
ہو " ـــــ سی ون نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ماسٹر بلگرام کی طرف
بڑھاتے ہوئے کہا ۔

ماسٹر بلگرام نے حیرت بھرے انداز میں کارڈ اس کے ہاتھ سے لے لیا
کارڈ پر سرخ رنگ کا بڑا سا کراس بنا ہوا تھا ۔ اس کراس کے نیچے سانپ کی تصویر
تھی اور سانپ کے سر پر تاج نظر آ رہا تھا ۔ یہ کارڈ سپیشل اتھارٹی کہلاتا تھا

" ٹھیک ہے ! ـــــ اگر چیف ماسٹر کا یہ فیصلہ ہے تو مجھے منظور
ہے " ـــــ ماسٹر بلگرام نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کارڈ واپس کرتے ہوئے
کہا ۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا ۔

مادام ہوشاری بھی حیرت بھرے انداز میں بیٹھی آنکھیں جھپکا رہی تھی کیونکہ
یہ اس کی زندگی میں بھی پہلا واقعہ تھا کہ چیف ماسٹر نے ماسٹر بلگرام کے مقابلہ
میں اس کے ماتحت کو ترجیح دی تھی ۔ لیکن تنظیم کے اصولوں کے مطابق وہ
بول نہ سکتے تھے ۔

" سنو ماسٹر! ـــــ چیف ماسٹر نے یہ فیصلہ اس لئے کیا ہے کہ تم اس ملک
میں آکر بری طرح ناکام رہے ہو ـــــ سب سے پہلے تم نے ایلکم کو اپنے
گروپ میں آگے بڑھایا ـــــ اور سیٹھ اسحاق کے ذریعے نقشہ حاصل کرنا چاہا ۔
لیکن یہ اقدام بری طرح ناکام ہو گیا ـــــ نہ صرف ایلکم بلکہ مادام ہوشاری
بھی مقامی سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھ گئی ـــــ بلکہ سیکرٹ سروس بھی
صحیح راہ پر لگ گئی ـــــ یہ ٹھیک ہے کہ تم نے براہِ راست اقدام کر کے
انہیں چھڑا لیا ـــــ اور شاید تمہارے اسی اقدام نے تمہاری زندگی بچا دی ۔
ورنہ ہو سکتا تھا چیف ماسٹر تمہارے قتل کا حکم دے دیتا ـــــ کیونکہ وہ
ناکامی کبھی برداشت نہیں کر سکتا ـــــ پھر تم عمران اور دوسرے نقاب
پوش کو جو یقیناً ایکسٹو ہو گا اغوا کر لائے ـــــ لیکن وہ دونوں ہی
تمہارے ہاتھ سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ـــــ ادھر تم نے
ان کو راستے میں اتار دیا ـــــ وہ سیکرٹ سروس کو اپنے پیچھے لگا کر
یہاں تک لے آیا ـــــ اور اب اس کے ساتھی آ رہے ہیں ـــــ جنہیں
مادام ہوشاری نے پہچان لیا ہے ـــــ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ اڈا
بھی سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ گیا ہے ـــــ اس لحاظ سے
دیکھا جائے تو اصل مشن کی طرف ہمارا ایک قدم بھی نہیں بڑھا ـــــ بلکہ
مسلسل نقصان ہی اٹھا رہے ہیں " ـــــ سی ون کے لہجے میں بے پناہ
سنجیدگی تھی ۔

" تم ٹھیک کہہ رہے ہو سی ون ! ـــــ واقعی اس ملک میں آ کر
میں بری طرح ناکام رہا ہوں " ـــــ ماسٹر بلگرام نے دھیمے لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا ۔

"شکر ہے تم نے اپنی غلطی تسلیم کر لی ——— بہرحال تم چونکہ ہمار
تنظیم کے لئے بے حد اہم ہو ——— اس لئے چیف ماسٹر نے کہا تھا کہ اگر ت
اپنی غلطی تسلیم کر لو تو تمہیں ایک موقع دیا جائے ——— چنانچہ اب
تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم فوراً یہ ملک چھوڑ دو ——— میں نے تمہار
پاسپورٹ اور ویزوں کا بندوبست کر لیا ہے ——— تم ان پر لگی ہوئی تص
کے مطابق میک اپ کر لو ——— میرے آدمی تمہیں ایئرپورٹ چھوڑ آ
گے" ——— سی ون نے کہا اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا
ایک بٹن دبا دیا۔ اور دوسرے لمحے دروازے پر ایک مسلح نوجوان نظر آ

"مرفی! ——— ماسٹر اور مادام کو ڈریسنگ روم میں لے جاؤ
انہیں پاسپورٹ دے دو ——— تاکہ یہ اس کے مطابق میک اپ
لیں ——— اور پھر انہیں ایئرپورٹ چھوڑ آؤ" ——— سی ون نے
آنے والے کو تحکمانہ لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ——— آیئے ماسٹر" ——— مرفی نے مؤدبانہ
میں کہا اور ماسٹر بلگرام خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مادام ہوشیاری نے بھی
کی پیروی کی اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

سی ون اس وقت تک انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ جب
تک وہ نظروں سے غائب نہ ہو گئے۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا
دوبارہ بٹن آن کر کے سکرینیں روشن کر دیں۔

سکرینیں روشن ہوتے ہی ایک چھوٹی سی سکرین پر ایک نوجوان کا
نمودار ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آواز بھی کمرے میں گونج اٹھی

"باس! ——— دونوں حملہ آوروں کو ٹارچنگ روم میں پہنچا د

ہے" ——— نوجوان کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"ٹھیک ہے ——— انہیں ابھی وہیں رہنے دو ——— اور ان
کڑی نگرانی کی جائے" ——— سی ون نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور
ان کا چہرہ سکرین سے غائب ہو گیا۔

اب وہ خاموش بیٹھا خالی خالی نظروں سے سکرینوں کو گھور رہا تھا۔
محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی گہری بات سوچ رہا ہو۔

تھوڑی دیر بعد اچانک کمرہ ایک تیز سیٹی کی آواز سے گونج اٹھا اور
ن یہ آواز سنتے ہی بری طرح چونک پڑا۔ اس نے پھرتی سے میز کی
کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز
ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔ سی ون نے اسے میز پر رکھ کر اس کا بٹن
کر دیا۔

"ہیلو ——— نمبر سکسٹین سپیکنگ اوور" ——— بٹن آن ہوتے ہی
طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس! ——— چیف ماسٹر سپیکنگ اوور" ——— سی ون کا لہجہ
ت بدل گیا تھا۔

"چیف ماسٹر! ——— ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں ———
سیکرٹ اس وقت ہمارے قبضے میں ہے۔ اوور" ——— دوسری طرف
چہاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ! ——— ونڈر فل ——— ٹاپ سیکرٹ کو فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچاؤ۔ فوراً
———" سی ون نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"یس سر! ——— ابھی دس منٹ میں پہنچ رہا ہے اوور" ——— دوسری

طرف سے کہا گیا ۔

" اوور اینڈ آل " ___ سی ون نے جواب دیا اور پھر ٹرانسمیٹر بٹن آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہہ رہا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر واپس دراز میں ڈالا اور پھر میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا بٹن آن کر دیا۔

" یس باس " ___ دوسری طرف سے ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی

" گیٹ پر کہہ دو کہ جیسے ہی نمبر سکسٹین پہنچے ___ اُسے میرے پاس بھیج دو ___ اور سنو! ___ ماسٹر بگرام اور مادام بوشاری کیا ہیں" ___ ؟ سی ون نے پوچھا۔

" ان کا میک اپ کیا جا رہا ہے باس " ___ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" تو ایسا کرو ___ تھرٹی ون کو میرا پیغام پہنچا دو کہ وہ ان میک اپ کی رفتار سست کر دے ___ میں ان کے ذریعے کچھ چاہتا ہوں ___ کم از کم پندرہ منٹ بعد " ___ سی ون نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" بہتر سر " ___ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور سی ون انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔

اور اسی لمحے اس کی نظریں دیوار پر روشن سکرین پر پڑیں تو پڑا۔ ایک اور نوجوان اسی زیر تعمیر کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں موجود کار کے قریب کھڑا تھا۔

سی ون نے پھرتی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

پر اس نوجوان کا چہرہ واضح ہوتا چلا گیا۔

" اوہ علی عمران " ___ سی ون نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے ایک دوسرا بٹن دبایا تو چھوٹی سکرین پر ایک نوجوان کا چہرہ دکھائی دینے لگا۔

" کار کے پاس ایک اور آدمی نظر آ رہا ہے مارشل " ___ سی ون نے کہا۔

" یس باس! ___ ہم نے اسے چیک کر لیا ہے " ___ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" یہ آدمی بے حد خطرناک ہے ___ اس لئے اس کے لئے بیحد ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے ___ اسے ہر قیمت پر ٹریپ ہونا چاہیئے " سی ون نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں باس! ___ یہ بچ کر نہیں جا سکتا " ___ مارشل نے جواب دیا۔

اور سی ون نے سر ہلاتے ہوئے بٹن آف کر دیا۔ مگر اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

اب عمران اس زیر تعمیر کوٹھی کے کمپاؤنڈ سے نکل کر تیزی سے اس کوٹھی کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اور پھر وہ کوٹھی کے گیٹ کے سامنے سے گزرتا چلا گیا۔ جیسے جیسے وہ آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا سکرین پر منظر بھی خود بخود تبدیل ہوتا جا رہا تھا۔

پھر سی ون نے عمران کو دو کوٹھیاں چھوڑ کر گلی میں گھستے دیکھا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ مارشل کے آدمی

گلیوں میں اس کے استقبال کے لئے چھپے ہوئے ہوں گے۔

مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا جب اس نے عمران کو گلی میں آگے بڑھنے کی بجائے دیوار پھاند کر کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھا۔

"ہوں! ـــــ یہ اب دوسرے راستے سے داخل ہونا چاہتا ہے" ـــــ سی ون نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے ایک بار پھر وہی پہلے والا بٹن دبا دیا۔

"یس باس" ـــــ مارشل کی آواز سنائی دی۔

"یہ آدمی کوٹھی میں داخل ہوا ہے" ـــــ سی ون نے کہا۔

"یس باس! ـــــ ہم اسے مسلسل چیک کر رہے ہیں ـــــ آپ بے فکر رہیں" ـــــ مارشل نے جواب دیا۔

"او کے! ـــــ بہت احتیاط کی ضرورت ہے" ـــــ سی ون نے کہا اور پھر اس نے بٹن آف کر دیا۔

عمران اب گھاس کاٹنے والے کو پھاٹک کی طرف بھیج کر اس کی کوٹھی میں داخل ہو گیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ پائپ پر چڑھ کر چھت پر پہنچ گیا۔ چھت پر سے رینگتا ہوا وہ ہیڈ کوارٹر کی چھت پر چڑھ آیا تو سی ون نے طویل سانس لیا اور پھر اس نے پھرتی سے وہی بٹن دبا دیا۔

"یس باس" ـــــ مارشل کی آواز سنائی دی۔

"وہ چھت پر پہنچ گیا ہے ـــــ تم ایسا کرو کہ موونگ پوائنٹ سے سیڑھیوں کو ٹارچنگ روم کے ساتھ کنکٹ کر دو ـــــ اس طرح وہ آسانی سے قابو میں آجائے گا" ـــــ سی ون نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس! ـــــ میں ایسا ہی کرتا ہوں ـــــ یہ طریقہ واقعی بہتر ہے

گا" ـــــ مارشل نے جواب دیا۔

اور سی ون نے ایک بار پھر بٹن آف کر دیا۔

اب عمران سیڑھیوں کا دروازہ کھول کر بڑی آہستگی سے نیچے اترا چلا آرہا تھا۔ پھر وہ سیڑھیوں کے موڑ پر رک گیا جیسے کسی کی سن گن لے رہا ہو۔ سی ون کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

پھر عمران تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نچلے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے تار کی مدد سے دروازہ کھولا اور چھوٹے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس کے کمرے میں پہنچتے ہی سی ون کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ اور اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہوتے چلے گئے۔ اس نے عمران کو کمرے کے درمیان کھڑے ہو کر بڑے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے پایا۔

اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں چمک لہرائی جب اس نے دروازہ بند ہوتے اور کمرے کو کسی لفٹ کی طرح نیچے جاتے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب عمران کے اس سفر کا اختتام ٹارچنگ روم میں ہی ہو گا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔

"آؤ نمبر سکس کیپٹن! ـــــ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا" ـــــ سی ون نے اس نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ـــــ یہ لیجئے بٹن سیکرٹ" ـــــ نوجوان نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا بٹن نکال کر سی ون کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

یہ بٹن قمیض کا عام سا بٹن دکھائی دے رہا تھا۔

سی دن نے بٹن ہاتھ میں لیتے ہی میز کی سب سے نچلی دراز کھولی اور پھر اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین نکال کر میز کے اوپر رکھ دی۔ اس نے مشین کا ایک خانہ کھولا اور بٹن اس میں ڈال کر خانہ بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے مشین کے مختلف بٹن دبائے اور پھر اس پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی دیوار پر نصب ایک بڑی سی سکرین روشن ہو گئی پہلے تو سکرین پر آڑھی ترچھی لکیریں سی نظر آتی رہیں۔ پھر اس پر ایک نقشہ سا ابھر آیا۔ سی دن اور نمبر سکسٹین غور سے اس نقشے کو دیکھ رہے تھے۔ دوسرے لمحے منظر بدلا اور پھر وہاں ایک بڑے سے اڈے کی تصویر ابھر آئی۔ وہاں بے شمار سفید کوٹوں میں ملبوس آدمی مختلف مشینوں پر بڑی تندہی سے کام کر رہے تھے لمحے لمحے بعد منظر بدلتے گئے اور اسی اڈے کے مختلف پہلوؤں کی تصویریں سکرین پر ابھرتی چلی آئیں۔

چند لمحوں بعد سکرین پہ ایک بار پھر آڑھی ترچھی لکیریں ایک دوسرے کو کراس کرتی دکھائی دیں تو سی دن نے طویل سانس لیتے ہوئے بٹن آف کر دیا اور سکرین تاریک ہو گئی۔

" ویری گڈ! ـــــ واقعی ہم کامیاب ہو گئے" ـــــ سی دن نے مشین کا خانہ کھول کر اس میں سے بٹن نکالتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹر کام کا بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے وہی منمنی سی آواز ابھری۔

" تھرٹی ون کیا کر رہا ہے" ـــــ ؟ سی دن نے پوچھا۔

" وہ ماسٹر اور مادام کا میک اپ کرنے میں مصروف ہے ـــــ آپ کے حکم کے مطابق میک اپ کی رفتار آہستہ کر دی گئی تھی" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" او۔کے! ـــــ تھرٹی ون کو میرے پاس بھیج دو" ـــــ سی دن نے کہا اور انٹر کام کا بٹن آف کر دیا۔

" اب کیا پروگرام ہے باس" ـــــ نمبر سکسٹین نے پوچھا۔

" پروگرام بنا بنایا ہے ـــــ بٹن سیکرٹ جیسے ہی ملک سے باہر پہنچے گا ـــــ ہم بھی بوریا بستر لپیٹ کر چل پڑیں گے" ـــــ سی دن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" باس! ـــــ جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہاں سے نکل چلیں" ـــــ نمبر سکسٹین نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" وہ کیوں" ـــــ ؟ سی دن نے چونک کر پوچھا۔

" باس! ـــــ بٹن آپریٹڈ کیمرہ ہمارے کارکن کی غلطی سے وہیں رہ گیا ہے ـــــ اور آپ جانتے ہیں کہ کسی بھی لمحے یہ کیمرہ ٹریس ہو گیا تو راز کھل جائے گا" ـــــ نمبر سکسٹین نے کہا۔

" اوہ! ـــــ یہ واقعی برا ہوا ـــــ بہرحال اتنی تشویش کی بات نہیں ہے ـــــ اس کیمرے کی تکنیک عام طور پر سمجھ نہیں آ سکتی ـــــ اسے زیادہ سے زیادہ ایک منفرد قسم کا قلم سمجھا جا سکتا ہے ـــــ بہرحال تم نے اچھا کیا کہ بتا دیا" ـــــ سی دن نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ نمبر سکسٹین کوئی جواب دیتا ـــــ دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر غیر ملکی اندر داخل ہوا۔

"یس باس" ـــــ ادھیڑ عمر نے اندر داخل ہوتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تھرٹی ون! ـــــ ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری تیار ہو گئے ہیں" ـــ؟ سی ون نے پوچھا۔

"بس جناب فائنل ٹچ رہتا ہے ـــــ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ بعد وہ چل پڑیں گے ـــــ فلائٹ کو ابھی آدھا گھنٹہ رہتا ہے" ـــــ تھرٹی ون نے جواب دیا۔

"اچھا سنو! ـــــ یہ بٹن سنبھال لو ـــ اس بٹن میں ہمارا مشن بند ہے ـــــ اسے ماسٹر بلگرام کی قمیص میں مضبوطی سے ٹانک دو ـــ اور پھر انہیں بھیج دو" ـــــ سی ون نے بٹن تھرٹی ون کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا ماسٹر کو اس کے بارے میں بتانا ہے" ـــ؟ تھرٹی ون نے بٹن لیتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! ـــ اُسے کچھ نہیں بتانا ـــــ اس طرح وہ زیادہ نارمل رہے گا" ـــــ سی ون نے جواب دیا اور تھرٹی ون سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

اس کے کمرے سے نکلتے ہی سی ون نے مارشل والا بٹن دبا دیا۔

"یس باس" ـــ مارشل کا چہرہ سکرین پر آتے ہی اس کی آواز آئی۔

"ٹارچنگ روم کی کیا پوزیشن ہے" ـــــ؟ سی ون نے پوچھا۔

"وہ سب وہاں موجود ہیں باس" ـــــ مارشل نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ سائنائیڈ بم فِٹ کر دو ـــ اور مین ڈائنامیٹ سسٹم کو بھی چیک کر لو ـــ تاکہ عین وقت پر یہ دھوکا نہ دے جائے" ـــ سی ون نے کہا۔

"بہتر باس" ـــ مارشل نے جواب دیا۔ اور سی ون نے بٹن آف کر دیا۔

"ماسٹر کو بٹن سیکرٹ کے متعلق اگر بتا دیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا باس ـــ اس طرح وہ خاص طور پر اس کی حفاظت کرتا" ـــــ نمبر سکسٹین نے کہا۔

"نہیں! ـــ اگر اُسے بتا دیا جائے تو وہ نروس ہو سکتا ہے ـــ اس طرح وہ مکمل طور پر نارمل رہے گا ـــــ اور کسی کو شک بھی نہ ہو گا ـــــ ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی اُسے وصول کر لیا جائے گا" ـــــ سی ون نے جواب دیا اور نمبر سکسٹین نے سر ہلا دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد تھرٹی ون دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔

"باس! ـــ ماسٹر اور مادام روانہ ہو گئے ہیں ـــــ ان کی فلائٹ پندرہ منٹ بعد روانہ ہو جائے گی" ـــــ تھرٹی ون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے! ـــــ تم اب یہاں سے سامان سمیٹنا شروع کر دو ـــــ فلائٹ کی روانگی کی اطلاع ملتے ہی ہم یہ جگہ چھوڑ دیں گے" ـــ سی ون نے کہا اور تھرٹی ون سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی سی ون نے نمبر سکسٹین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم اپنے سیکشن کو بھی روانگی کا حکم دے دو ـــ ہمیں اب جلد از جلد اس ملک سے نکل جانا چاہیئے" ـــــ سی ون نے کہا اور نمبر سکسٹین سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر وہ سی ون کو سلام کر کے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی سی ون نے مارشل سے بات چیت کرنے والا بٹن دبا دیا۔

"یس باس" ـــــ بٹن دبتے ہی مارشل کی آواز سنائی دی۔

"سائنائیڈ بم اور مین ڈائنامیٹ سسٹم کی کیا پوزیشن ہے" ـــــ؟ سی ون نے پوچھا۔

"سائنائیڈ بم ٹارچنگ روم میں فٹ کر دیا گیا ہے ـــــ اور مین ڈائنامیٹ سسٹم بھی چیک کر لیا گیا ہے ـــــ سب او۔کے ہے" ـــــ مارشل نے جواب دیا۔

"او۔کے ! ـــــ اب تم ایسا کرو کہ یہاں سے روانگی کا حکم دے دو۔ اہم سامان فوری طور پر سمیٹ لیا جائے ـــــ اور مختلف ویگنوں میں اُسے طے شدہ پوائنٹس پر پہنچا دیا جائے ـــــ سب لوگ بھی یہاں سے روانہ ہو جائیں" ـــــ سی ون نے کہا۔

"کیا مشن مکمل ہو گیا ہے باس" ـــــ؟ مارشل نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ! ـــــ مشن مکمل ہو گیا ہے ـــــ اب صرف یہاں سے روانگی کا مسئلہ ہے ـــــ اور وہ طے شدہ پروگرام کے مطابق ہو گا" ـــــ سی ون نے جواب دیا۔

"او۔کے باس ! ـــــ میں ابھی روانگی کی تیاریاں شروع کر دیتا ہوں" ـــــ مارشل نے جواب دیا۔

"یہ سب کام زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ میں مکمل ہو جانا چاہیئے" ـــــ سی ون نے کہا۔

"بہتر باس" ـــــ مارشل نے جواب دیا۔ اور سی ون نے بٹن آف کر دیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی تیز سیٹی کی آواز کمرے میں گونجی تو سی ون نے چونک کر میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ! ـــــ الیون ہنڈرڈ بول رہا ہوں۔ اوور" ـــــ ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ چیف ماسٹر سپیکنگ اوور" ـــــ سی ون نے بدلے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"باس ! ـــــ ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری جہاز پر بخیر و خوبی سوار ہو گئے ہیں ـــــ اور جہاز رن وے سے بلند ہو گیا ہے۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ویری گڈ ! ـــــ اب تم طے شدہ پروگرام کے تحت اپنے پوائنٹ پر پہنچ جاؤ ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ سی ون نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے میز کے پائے کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن آن کر دیا۔ اس بٹن کے آن ہوتے ہی دیوار پر لگی ہوئی سب سے بڑی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک بڑے سے کمرے کا منظر ابھر آیا۔

یہ کمرہ سپاٹ دیواروں پر مشتمل تھا۔ اس میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی روشندان۔ یہ ٹارچنگ روم تھا جس میں صدیقی، صفدر، کیپٹن شکیل اور عمران موجود تھے۔ وہ چاروں کمرے کے وسط میں فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"ہیلو دوستو ! ـــــ کیا تم میری آواز سن رہے ہو" ـــــ؟ سی ون نے میز کے کنارے پر نصب ایک چھوٹے سے مائیک کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ان چاروں کو چونکتے ہوئے دیکھا۔

"سنو! ——— اس ملک میں ہمارا مشن کامیاب ہو چکا ہے ——— اور جو چیز ہم حاصل کرنا چاہتے تھے ——— وہ حاصل ہونے کے بعد اس ملک سے باہر بھی جا چکی ہے ——— تم لوگوں کا بے حد شکریہ! کہ تم نے ہمارے مشن کی کامیابی میں بے حد تعاون کیا ہے ——— اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ" ——— سی ون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تعاون کیا ہے تو پھر ہمیں انعام ملنا چاہیئے" ——— کمرے میں عمران کی آواز گونجی۔

"تمہیں موت کا تحفہ انعام میں دیا جائے گا ——— اور جہاں تک تمہارے تعاون کا تعلق ہے ——— اس کی بھی وضاحت کر دوں ——— ہم نے یہاں آنے سے پہلے یہاں کی سیکرٹ سروس کی کارکردگی کی بڑی تعریف سنی تھی۔ اس لئے ہم نے پلاننگ کی ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری کو سامنے لے آئے اور سیٹھ اسحاق کو ایک فرضی نقشے کی بات کی ——— حالانکہ اس کی ہمیں ضرورت نہ تھی ——— یہ سب کچھ صرف تمہیں الجھانے کے لئے کیا گیا تھا۔ اور ہماری توقع کے عین مطابق تم اس میں الجھ گئے ——— پہلے ایکم اور مادام ہوشاری کو سامنے لایا گیا ——— پھر اصل ماسٹر سامنے آ گیا اور تم اسی چکر میں پھنسے رہے ——— جبکہ ہمارا اصل مشن تمہارے کوبرا میزائیلوں کے اڈے کا راز حاصل کرنا تھا۔ اس دوران میرے آدمی وہاں کام کرتے رہے ——— اور راز ہمیں موصول ہو گیا ——— چنانچہ وہ راز ابھی ابھی ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری اپنے ساتھ لے کر بین الاقوامی پرواز سے چلے گئے ہیں ——— اور اب ہم بھی یہاں سے جانے والے ہیں ——— میں اس بات کی داد دیتا ہوں کہ تم لوگوں نے اس ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے میں بے پناہ پھرتی دکھائی ہے۔ لیکن

اب کچھ نہیں ہو سکتا ——— پانچ منٹ بعد تمہارے اس کمرے میں سائنائیڈ بم پھٹے گا ——— اور تم سب فوری طور پر ہلاک ہو جاؤ گے ——— اور اس کے دو منٹ بعد پوری عمارت کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا جائے گا۔ اور پھر ظاہر ہے اس عمارت کے ساتھ ہی تمہارے مردہ جسموں کے پرزے بھی فضا میں بکھر جائیں گے ——— بہرحال تعاون کا شکریہ! ——— بائی بائی" ——— سی ون نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے پائے کے ساتھ لگا ہوا بٹن آف کر دیا۔ اور تیزی سے انٹرکام کا بٹن دبایا۔

"یس باس" ——— مارشل کی آواز سنائی دی۔

"کیا پوزیشن ہے" ——— سی ون نے پوچھا۔

"سب لوگ روانہ ہو چکے ہیں ——— صرف میں اور آپ رہ گئے ہیں" ——— مارشل نے جواب دیا۔

"او کے! ——— تم کار کے پاس پہنچو ——— میں ڈائنامیٹ آن کر کے وہاں پہنچ رہا ہوں" ——— سی ون نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے انٹرکام کا بٹن آف کیا اور کرسی سے اٹھ کر وہ دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک دیو ہیکل مشین کی پاس پہنچ گیا۔ اس نے مشین پر لگی ہوئی ایک ناب گھمائی اور ناب کے گھومتے ہی بڑے سے ڈائل پر موجود سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے حرکت میں آ گئی۔

جب سوئی ایک مخصوص ہندسے پر پہنچی تو سی ون نے ناب سے ہاتھ ہٹا لیا اور پھر اس نے مشین کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بڑا سا ہینڈل کھینچ لیا۔ ہینڈل کھینچتے ہی مشین میں سے زوں زوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور مشین پر نصب چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے

لگ گئے۔

"لو علی عمران! ـــــ تمہاری موت کا سامان مکمل ہو گیا ـــــ پانچ منٹ بعد سائنائیڈ بم ـــــ اور پھر دو منٹ بعد ڈائنامیٹ ـــــ اور معاملہ ختم" ـــــ سی ون نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہ کوٹھی کے پورچ میں پہنچ گیا۔ جہاں سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار موجود تھی۔ اور کار کے ساتھ مارشل بڑی بے چینی کے عالم میں کھڑا ٹہل رہا تھا۔

"جلدی کرو ـــــ نکل چلو! ـــــ میں نے ڈائنامیٹ سسٹم آن کر دیا ہے" ـــــ سی ون نے دوڑ کر کار میں بیٹھتے ہوئے کہا اور مارشل نے پھرتی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

دوسرے لمحے کار کا انجن غرایا اور پھر کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی پھاٹک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

پھاٹک کے قریب پہنچتے ہی مارشل نے ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور کار پھاٹک کراس کرتی ہوئی مین روڈ پر آ گئی۔ مارشل نے وائیں طرف ٹرن لیا اور کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی گئی۔

مین مارکیٹ کے قریب پہنچتے ہی سی ون نے مارشل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہاں ایک طرف کار روک دو ـــــ ہم آخری منظر دیکھ کر ہی آگے بڑھیں گے" ـــــ سی ون کے لہجے میں مکمل فتح کا تاثر موجود تھا اور

رشل نے سر ہلاتے ہوئے کار ایک طرف کھڑی کر دی۔ سی ون کی نظریں کلائی بندھی ہوئی گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔

"لو سائنائیڈ بم تو چل گیا ہو گا ـــــ یہ لوگ تو ختم ہو گئے" ـــــ ی ون نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی نظریں بدستور ڑی پر جمی رہیں۔

اور پھر جیسے ہی سیکنڈ کی سوئی نے ایک چکر مکمل کر کے دوسرے چکر کے لئے گھومنا شروع کیا، سی ون کے چہرے پر کھنچاؤ کے آثار پیدا ہوتے چلے گئے۔

پھر جیسے ہی سوئی بارہ کے ہندسے پر پہنچی، اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا ـــــ دھماکہ اتنا خوفناک تھا کہ ایک لمحے کے لئے ان کے جسم سُن ہو گئے۔ بھاری کار یوں ڈولی جیسے سمندر کی تیز لہروں پر کشتی ڈولتی ہے۔

"خس کم جہاں پاک" ـــــ سی ون نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا اور ارشل نے کار تیزی سے آگے بڑھا دی۔ مکمل فتح کے حصول پر ان کے چہرے چمک رہے تھے۔

نیچے اترتے ہوئے کمرے کی حرکت جیسے ہی رکی۔ اس کی شمالی دیوار میں خودبخود ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ عمران کے پاس اب اس دروازے سے گزرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور باہر نکالا اور پھر وہ انتہائی تیزی سے چھلانگ لگا کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی دروازہ خودبخود بند ہو گیا۔

عمران اب ایک تنگ سی راہداری میں تھا جس کے آخر میں ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کے قریب پہنچتے ہی دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف عمران کو ایک اور راہداری نظر آ رہی تھی۔ عمران نے دروازہ کراس کیا تو دروازہ اس کے پیچھے بند ہو گیا اور دوسرے لمحے سرر کی آواز کے ساتھ دونوں اطراف میں موجود دیواریں زمین میں غائب ہوتی چلی گئیں اور عمران نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے کمرے

ں کھڑا دیکھا۔ اس کے پیچھے جہاں دروازہ تھا وہاں بھی اب سپاٹ دیوار تھی ور سامنے کمرے کے فرش پر صدیقی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل یوں اطمینان سے بیٹھے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے۔ جیسے عمران کسی دعوت میں شامل ہونے ے لئے آ رہا ہو۔

" آیئے عمران صاحب! ــــــ بس آپ کی کمی باقی تھی" ــــــ صفدر ے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اگر میری وجہ سے کورم پورا نہ ہو رہا تھا تو بسم اللہ ــــــ کارروائی ثروع کی جائے" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور وہ بھی ن کے قریب جا کر یوں اطمینان سے بیٹھ گیا جیسے وہ کسی اجلاس میں شرکت رنے کے لئے آیا ہو۔

" عمران صاحب! ــــــ آپ تو بڑے اطمینان سے اندر آئے ہیں ں لگتا تھا جیسے آپ کو راستے کا پہلے سے ہی علم ہو" ــــــ کیپٹن شکیل ہ کہا۔

" ہاں! ــــــ لگتا تو ایسا ہی ہے ــــــ لیکن اتنی بات بتا دوں کہ مجھے رف آنے کا راستہ معلوم ہے ــــــ جانے کا راستہ تم لوگ بتاؤ گے" ــــــ ران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" ہماری تو آنکھ بھی اسی کمرے میں کھلی ہے" ــــــ صدیقی نے جواب ا اور عمران نے یوں سر ہلا دیا جیسے وہ ان کی مجبوری سمجھتا ہو۔

" پھر مجھے خود ہی واپسی کا راستہ بھی تلاش کرنا پڑے گا" ــــــ عمران ہ ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر وہ اس طرف بڑھنے لگا جدھر ں کے اندازے کے مطابق دروازہ موجود تھا۔ اس نے دیواروں کو ہاتھ لگا کر

دیکھا۔ دیوار بالکل سپاٹ تھی۔

عمران نے بیٹھ کر دیوار کی جڑ کو گھورنا شروع کر دیا۔ اس کی تیز نظریں بڑی تفصیل سے ہر چیز کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس کی نظریں دیوار کی جڑ میں موجود ایک چھوٹے سے کیل کے ابھرے ہوئے سرے پر جم گئیں۔

کیل کا رنگ بالکل دیوار جیسا تھا اس لئے خاص طور پر غور سے دیکھنے ہی نظر آسکتا تھا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس ابھرے ہوئے کیل کے سرے کو ہلکے سے دبایا تو سرر کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور اس کی دونوں سائیڈوں پر سے دیوار زمین سے ابھرتی محسوس ہوئیں۔ اور جس جگہ دروازہ تھا وہاں سے دیوار ایک طرف ہٹتی دکھائی دی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ ہٹایا اور پھر یوں اٹھ کر واپس مڑ آیا جیسے اسے شدید مایوسی کا سامنا ہوا ہو۔

"اس کمرے سے تمہاری لاشیں بھی نہیں نکل سکتیں" ____ عمران کے واپس مڑتے ہی ایک آواز کمرے میں گونج اٹھی۔ اور عمران کا چہرہ [illegible] لٹک گیا۔

"دوست! ____ ایسا کرو کہ ہمیں جانے دو ____ اور ہماری لاشیں یہیں رکھ لو ____ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے" ____ عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

"میرے پاس ڈی فورٹین ہے" ____ اچانک کیپٹن شکیل نے سرگوشیانہ انداز میں عمران کے کان کے قریب منہ لے جا کر کہا۔

"مجھے دو" ____ عمران نے جواب دیا۔

اور پھر کیپٹن شکیل نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکال کر عمران کے ہاتھ میں تھما دیا۔

عمران نے ڈی فورٹین کا ایک کونہ انگوٹھے کی مدد سے دبایا اور اس کا ڈھکن کھلتے ہی اس نے تیزی سے اس پر موجود چھوٹی سی بٹن نما ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ ناب گھومتے ہی ناب کے اوپر موجود ہندسے تیزی سے بدلنا شروع ہو گئے اور پھر جب سولہ کا ہندسہ ابھرا تو عمران نے ناب سے ہاتھ ہٹا کر ڈھکن بند کیا اور ٹرانسمیٹر کو واپس جیب میں ڈال لیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔

"تم ہمارے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہو ____ کم از کم ہمیں بتا تو دو"۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"اس کا فیصلہ چیف ماسٹر کرے گا ____ ویسے مجھے یقین ہے کہ یہ فیصلہ تمہاری موت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا" ____ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"چیف ماسٹر ____ وہ یہاں کہاں آگیا" ____ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"تم چیف ماسٹر کا سن کر حیران کیوں ہو گئے ____ کیا چیف ماسٹر یہاں نہیں آسکتا" ____ ؟ بولنے والے کی آواز سنائی دی۔

"لیکن آج تک تو ایسا نہیں ہوا ____ کہ ماسٹر ہگرام کی موجودگی میں چیف ماسٹر بھی پہنچ جائے ____ یہ تو کراس کلب کے اصولوں کے خلاف ہے" ____ عمران نے جواب دیا۔

"ماسٹر بلگرام تمہارے مقابلے میں ناکام ہو گیا ہے ——— اس لئے اُسے اور مادام بوشاری کو واپس بھیجا جا رہا ہے ——— اور چارج اب براہ راست چیف ماسٹر نے خود سنبھال لیا ہے" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ بولنے والے کے لہجے میں گہرا اطمینان تھا۔

"کیا تم خود چیف ماسٹر ہو" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں! ——— میں تو اس کا ایک معمولی سا کارندہ ہوں ——— میرا نام مارشل ہے" ——— بولنے والے نے یوں جواب دیا جیسے وہ خود چاہتا ہو کہ عمران کی معلومات میں اضافہ ہو۔

"تو کیا تمہارا چیف ماسٹر سو رہا ہے ——— آخر ہمیں کب تک اس کے فیصلے کا انتظار کرنا پڑے گا" ——— ؟ عمران نے بڑے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"وہ یقیناً کسی اہم کام میں مصروف ہو گا ——— اس سے فارغ ہوتے ہی وہ تمہارا فیصلہ بھی کر دے گا ——— بے فکر رہو" ——— مارشل کی آواز سنائی دی۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا مارشل! ——— تم ہمیں جانے کی اجازت دے دو یقین جانو ——— میں جاتے ہی سنٹر پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی ختم کر دونگا۔ میں باز آیا ایسی جاسوسی سے ——— جس میں خواہ مخواہ کمرے میں بیٹھ کر انتظار کرنا پڑتا ہے" ——— عمران نے کہا۔ لیکن اس بار دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

اور پھر عمران نے غور سے کمرے کی حالت کو دیکھنا شروع کر دیا۔ کمرے کی دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ ان میں نہ ہی کوئی روشندان تھا اور نہ ہی کوئی

کھڑکی دروازہ نظر آ رہا تھا۔

دیواریں سیمنٹ کے بڑے بڑے بلاکوں سے بنائی گئی تھیں۔ چھت کے عین درمیان میں ایک بڑا سا بلب جل رہا تھا۔ بلب کے ارد گرد پلاسٹک کی چادر سی چڑھی ہوئی تھی۔ اس پلاسٹک کی ہیئت بتا رہی تھی کہ اسے بلٹ پروف بنایا گیا ہے۔ اس چادر میں باریک باریک سوراخ تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہیں سے کمرے کو سکرین پر دیکھا جا رہا ہو گا اور یہیں سے آواز کا مخرج بھی ہو گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہوا بھی یہیں سے ہی آ رہی ہو۔

اس کے بعد عمران نے کئی بار مارشل کے ساتھ بات چیت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسری طرف سے مکمل خاموشی تھی۔

"عمران صاحب! ——— آخر ہم کب تک یہاں قید رہیں گے ——— ؟ ہمیں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے" ——— کیپٹن شکیل نے کافی دیر بعد زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"اگر نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ ——— مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ ایکسٹو کو کہیں کہ وہ اس کوٹھی پر ریڈ کر دے" ——— صفدر نے کہا۔

"ایکسٹو ہماری طرح فارغ تو نہیں بیٹھا ہو گا کہ ریڈ کرتا پھرے" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک کمرے میں ایک نئی آواز گونج اٹھی۔

"ہیلو دوستو! ——— کیا تم میری آواز سن رہے ہو" ——— ؟ اور وہ

چاروں یہ آواز سنتے ہی چونک پڑے۔

"سنو! ـــــ اس ملک میں ہمارا مشن کامیاب ہو چکا ہے ـــــ اور جو چیز ہم حاصل کرنا چاہتے تھے ـــــ وہ حاصل ہونے کے بعد اس ملک سے باہر بھی جا چکی ہے ـــــ تم لوگوں کا بے حد شکریہ! کہ تم نے ہمارے مشن کی کامیابی میں بے حد تعاون کیا ہے ـــــ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ" ـــــ وہی آواز کہہ رہی تھی۔

اور عمران کے ذہن میں یہ فقرہ سنتے ہی مارشل کی بات آگئی کہ ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشیاری کو باہر بھیجا جا رہا ہے۔

"ہم نے تعاون کیا ہے ـــــ تو پھر ہمیں انعام ملنا چاہیئے" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"تمہیں موت کا تحفہ انعام میں دیا جائے گا" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر بولنے والے نے تفصیل سے بتایا کہ انہوں نے کس طرح تعاون کیا ہے کہ وہ ماسٹر بلگرام کے چکر میں الجھے رہے ہیں اور کراس کلب نے اپنا اصل مشن یعنی کوبرا میزائیلوں کے اڈے کا راز حاصل کر لیا۔ اور اب یہ راز مادام ہوشیاری اور ماسٹر بلگرام کے ذریعے بین الاقوامی پرواز کے ذریعے باہر جا رہا ہے۔

بولنے والے کی طرف سے یہ بات سنتے ہی عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کے جسم سے روح کھنچتی چلی جا رہی ہو۔ وہ اب تک اسی لئے یہاں خاموش بیٹھا تھا کہ کوئی نہ کوئی اندر آئے گا اور زیادہ امکان تھا کہ چیف ماسٹر خود انہیں موت کی سزا دینے آئے گا اور پھر وہ اُسے یرغمال بنا کر اس اڈے پر قبضہ کر لیں گے۔ لیکن اب یہ بات سُن کر کہ مجرم انہیں دھوکہ دے کر

اصل اور اہم ترین راز اُڑا لے جانے میں کامیاب ہو رہے ہیں، اس کی کھوپڑی میں زلزلہ سا آگیا۔

اور پھر بولنے والے نے یہ بھی بتا دیا کہ پانچ منٹ بعد اس کمرے میں سائنامیڈ بم پھٹے گا اور اس کے دو منٹ بعد پوری عمارت ڈائنامیٹ سے اڑا دی جائے گی۔ عمران کے ذہن کو پنکھے سے لگ گئے۔

"آؤ میرے ساتھ ـــــ جلدی" ـــــ عمران نے تیزی سے کمرے کے اس حصے کی طرف دوڑتے ہوئے کہا جدھر اس نے دروازے کا سسٹم چیک کیا تھا۔

اور پھر دیوار کی جڑ کے ساتھ پہنچتے ہی اس نے پیر کی ٹھوکر کیل پر زور سے ماری۔ دوسرے لمحے ان کے گرد دیواریں کھڑی ہو گئیں اور سامنے والا دروازہ نہ صرف نمودار ہو گیا بلکہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور وہ سب عمران کے پیچھے دوڑتے ہوئے راہداری میں پہنچ گئے۔

راہداری سے ہو کر وہ اسی کمرے میں پہنچ گئے جو لفٹ کی طرح حرکت کرتا تھا۔ عمران کمرے میں داخل ہوتے ہی تیزی سے اس کے سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے مختلف بٹنوں کو تیزی سے آف آن کرنا شروع کر دیا۔ کونے میں لگے ہوئے ایک بٹن کے دبتے ہی کمرہ تیزی سے حرکت میں آگیا۔ اب وہ اوپر چڑھ رہا تھا۔

"ہیلو ایکسٹو! ـــــ فوراً ایئر پورٹ سے روانہ ہونے والی بین الاقوامی پرواز کو روکا جائے ـــــ اُسے واپس لایا جائے ـــــ اور اس کے مسافروں کی کڑی نگرانی کی جائے" ـــــ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ڈی وژٹین کو باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ——— اس فلائٹ کی واپسی کے احکامات میں نے جاری کر دیئے ہیں ——— اور ممبر اس کوٹھی کو بھی گھیرے میں لینے والے ہوں گے"۔

اچانک ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور صفدر، صدیقی اور کیپٹن شکیل کے چہرے ایکسٹو کی آواز سن کر کھل اٹھے۔

کمرہ رکتے ہی اس کی سائیڈ میں ایک دروازہ کھلا اور عمران بے تحاشا دوڑتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ سیڑھیاں طے کرتے ہوئے جب وہ سب چھت پر پہنچے تو عمران کے اندازے کے مطابق پانچ منٹ سے زائد وقت صرف ہو چکا تھا اور پھر عمران کی پیروی میں وہ دوڑتے ہوئے ملحقہ کوٹھی کی چھت پر پہنچ گئے۔

عمران نے نیچے اترنے کا وہی راستہ اختیار کیا جو اس نے آتے ہوئے استعمال کیا تھا اور پائپ کے ذریعے وہ تیزی سے نیچے اترتے چلے گئے۔

"کون ہے ——— ؟ ادھر کون ہے" ——— ؟ اچانک کوٹھی کے اندر سے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتے، اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور انہیں یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ شدید آندھی کی زد میں آتے ہوئے حقیر سے تنکے ہوں۔

خوفناک دھماکے سے ان کے پیر زمین سے اکھڑتے چلے گئے اور ہر طرف گرد و غبار سا چھا گیا۔ ان کے جسموں پر جیسے پتھروں کی بارش ہو گئی ہو۔ اور پھر ان سب کے جسم کسی سخت چیز سے ٹکرا کر رک گئے۔ ان کے ذہنوں پر گہری تاریکی نے بار بار چھاپے مارنے شروع کر دیئے۔ لیکن شاید ان کے سروں پر کوئی شدید چوٹ نہ آئی تھی۔ اس لئے تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ہوش

سنبھالنے میں کامیاب ہو گئے۔

دوسرے لمحے وہ تیزی سے اٹھے۔ اب گرد و غبار بھی ہلکا پڑ گیا تھا اور انہوں نے اپنے آپ کو سڑک کے دوسرے کنارے پر پڑا ہوا پایا۔ ان کے ارد گرد پتھروں کے ڈھیر پڑے ہوتے تھے۔

وہ دونوں کوٹھیاں مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھیں۔ اور ہر طرف بھاگتے دوڑتے اور چیختے ہوئے انسانوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ دور سے پولیس اور فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کے سائرن بھی نزدیک آتے ہوئے صاف سنائی دے رہے تھے۔

"آؤ یہاں سے نکل چلیں" ——— عمران نے اپنے کپڑوں کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

"یہ صدیقی بیہوش پڑا ہے ——— اس کے سر پر چوٹ آئی ہے" ——— کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی جو پتھروں کے ایک ڈھیر سے صدیقی کو باہر کھینچ رہا تھا۔ پھر صفدر نے بھی اس کی مدد کی اور عمران نے اسے کاندھے پر اٹھانے کا حکم دیا اور کیپٹن شکیل نے پھرتی سے صدیقی کو کاندھے پر لاد لیا اور وہ تینوں مخالف سمت میں دوڑتے چلے گئے۔

"ہمارے ساتھ چیف ماسٹر نے بہت زیادتی کی ہے۔ تمہیں اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہیئے" ـــــ مادام بوشاری نے قریب بیٹھے ماسٹر بلگرام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ کیسے" ـــــ؟ ماسٹر بلگرام نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اخبار ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں اس وقت بین الاقوامی پرواز پر جانے والے جیٹ طیارے کی آرام دہ سیٹوں میں دھنسے بیٹھے تھے۔ جہاز نے ابھی رن وے سے ٹیک آف کیا تھا۔

"یہ زیادتی نہیں ہے کہ ہماری بجائے سی ون کو تمام اختیارات دے دیئے ـــــ اور ہمیں یوں باہر پھینک دیا ـــــ جیسے دودھ میں سے مکھی کو نکالا جاتا ہے" ـــــ مادام بوشاری کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

"دیکھو مادام! ـــــ ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم تنقید کرتے پھریں ـــــ ہم تو صرف مہرے ہیں ـــــ جہاں وہ چاہتا ہے ہمیں آگے بڑھا دیتا ہے۔ جہاں چاہتا ہے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیتا ہے ـــــ اور ویسے بھی ٹھنڈے دل سے سوچا جائے تو اس مشن میں واقعی ہم بری طرح ناکام رہے ہیں" ـــــ ماسٹر بلگرام نے دبے لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کیسے ـــــ؟ ابھی کام شروع ہی کہاں ہوا تھا" ـــــ مادام بوشاری کا لہجہ الجھا ہوا تھا۔

"دیکھو! ـــــ تم اس حشر ترکی کو اپنے پیچھے لگا لائی ـــــ میرے ہاتھ سے وہ دو بار نکل گئے ـــــ اور تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ چیف ماسٹر بے حد الجھی ہوئی چالیں چلتا ہے ـــــ ہو سکتا ہے جو کچھ ہمیں بتایا گیا وہ اصل مشن نہ ہو ـــــ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمیں فوری طور پر واپس بھجوانے میں چیف ماسٹر کا کوئی خاص مقصد ہو ـــــ بہرحال اس سلسلے میں الجھنے کی ضرورت نہیں ہے" ـــــ ماسٹر بلگرام نے جواب دیا اور پھر اخبار دوبارہ اٹھا لیا۔

"مسافروں کے لئے ایک خصوصی اعلان" ـــــ اچانک پائلٹ کی آواز طیارے میں گونجی اور تمام مسافر یہ اعلان سنتے ہی بری طرح چونک پڑے۔

"مسافروں کو اطلاع دی جاتی ہے ـــــ کہ طیارہ میں چند فنی خرابیوں کا پتہ چلا ہے ـــــ گو یہ خرابیاں خطرناک نہیں ہیں ـــــ لیکن بین الاقوامی ایئر سیفٹی قوانین کے مطابق ان کا فوری طور پر دور کیا جانا لازمی ہے ـــــ اس لئے طیارے کو واپس پاکیشیا ایئر پورٹ پر لے جایا جا رہا ہے

جہاں تھوڑی دیر میں یہ فنی خرابیاں دور کر دی جائیں گی ____ مسافر پریشان نہ ہوں ____ اور اس تکلیف دہی کے لئے ہم بے حد معذرت خواہ ہیں ____ سب مسافروں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر اطمینان سے بیٹھے رہیں ____ طیارے سے اترنے کی کسی مسافر کو اجازت نہ ہوگی ____ اعلان ختم ہوا" ____ پائلٹ کی آواز میں گہرا اطمینان تھا۔ اس لئے مسافروں کے چہروں پر بس ہلکی سی تشویش کے آثار نمایاں ہوئے۔ لیکن زیادہ گھبراہٹ اور پریشانی نہ پھیلی۔

" یہ لوگ کیسے اتنی بڑی کمپنیاں بنا لیتے ہیں ____ انہیں چاہیئے تھا کہ پہلے ہی ہر چیز چیک کر لیتے" ____ مادام بوشاری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ماسٹر بلگرام کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

طیارہ واپس مڑ گیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد انہیں سیفٹی بیلٹیں لگانے کی ہدایت کی گئی۔ ماسٹر بلگرام نے دیکھا کہ طیارہ ائرپورٹ پر اترنے کے بعد ٹرمینل کی عمارت سے ہٹ کر ایک دور افتادہ جگہ پر جا کر رک گیا تھا اور چند افراد جنہوں نے ہاتھوں میں بیگ پکڑے ہوئے تھے۔ طیارے کے انجن پر سوار ہو گئے۔ ماسٹر بلگرام مطمئن ہو گیا کہ واقعی فنی خرابی دور کی جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ طیارے کے دروازے چونکہ کھولے نہ گئے تھے اس لئے سب لوگ اپنی اپنی نشستوں پر اطمینان سے بیٹھے رہے۔

اور پھر انہیں بیٹھے ہوتے جب آدھے گھنٹے سے زیادہ گزر گیا تو مسافروں نے احتجاج کرنا شروع کر دیا۔ جب احتجاج ضرورت سے زیادہ بڑھنے لگا تو

پائلٹ بذات خود پسنجر لاؤنج میں آ گیا اور اس نے بتایا کہ خرابیاں بس دور ہونے والی ہیں اور زیادہ سے زیادہ دس منٹ بعد طیارہ دوبارہ پرواز کر جائے گا۔

پائلٹ کے بتانے پر مسافر مطمئن ہو گئے۔

لیکن پانچ منٹ بعد ہی ماسٹر بلگرام نے دور سے ایک جیپ کو تیزی سے طیارے کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ غور سے اس جیپ کو دیکھنے لگا۔ اور جیپ طیارے کے نیچے آ کر رک گئی۔ اب ماسٹر بلگرام جیپ کو نہ دیکھ سکتا تھا اس نے یہی سوچا کہ ہو سکتا ہے مزید انجنیئر آئے ہوں۔

لیکن دو منٹ بعد دروازہ کھلا اور چار افراد یکے بعد دیگرے اندر داخل ہوئے اور ماسٹر بلگرام انہیں دیکھ کر بری طرح چونک پڑا کیونکہ آگے آگے عمران تھا۔ اس کے سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں جیسے وہ زخمی ہو گیا ہو۔ اس کے پیچھے تین اور آدمی تھے جو چہروں مہروں سے بے حد چوکنے اور محتاط نظر آ رہے تھے۔

ماسٹر بلگرام نے مادام بوشاری کو کہنی ماری اور مادام بوشاری نے چونک کر ماسٹر کی طرف دیکھا تو ماسٹر نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور مادام بوشاری سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔

عمران کے تینوں ساتھی طیارے میں پھیل کر رک گئے جبکہ عمران نے درمیانی راستے کو کراس کیا اور پھر وہ مسافروں کے سامنے آ کر رک گیا۔ اس کی تیز نظریں ایک ایک مسافر کا جائزہ لے رہی تھیں۔

" کیا بات ہے ____ کون ہو تم" ____ اچانک ایک مسافر نے غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے کسی کی بلی گم ہو گئی ہے ــــــ اور اتفاق سے وہ بلی مجھے مل گئی ــــــ اس لئے میں نے سوچا کہ بلی واپس کر دوں" ــــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور مسافر اسے یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے جیسے وہ کوئی پاگل ہو۔

عمران کی تیز نظریں تمام مسافروں کو گھورتی رہیں اور پھر اس نے قدم بڑھائے اور ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری کے قریب آ کر رک گیا۔

"کہیں وہ بلی آپ کی تو نہیں تھی مادام! ــــــ اس کی شکل آپ سے ملتی جلتی تھی" ــــــ؟ عمران نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ نان سنس" ــــــ مادام بوشاری کو عمران کی اس حرکت پر بے حد غصہ آ گیا تھا۔ اس لئے وہ بری طرح چیخ پڑی تھی۔

"اوہو ــــــ تو اس میں اتنا ناراض ہونے کی کیا بات ہے ــــــ؟ ایک نظر دیکھ تو لیں بلی کو" ــــــ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے تینوں ساتھی ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ انہوں نے بڑی پھرتی سے جیبوں سے ریوالور نکال لئے تھے۔

انہیں ریوالور نکالتے دیکھ کر تمام مسافر بری طرح چونک پڑے۔

"انہیں لے آؤ ــــــ میں انہیں بلی دکھا ہی دوں ــــــ شائد یہ دیکھ کر پہچان لیں" ــــــ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اور دوسرے لمحے اس کے ساتھیوں نے ریوالوروں کی نالیں ان دونوں کی گردنوں سے لگا دیں۔

"خبردار! ــــــ اگر کوئی حرکت کی تو تمہیں ڈھیر کر دیں گے" ــــــ ان تینوں نے کہا اور ان کے لہجے سے نمایاں تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ

ڑنے کی بھی ہمت رکھتے ہیں۔

اور پھر ماسٹر بلگرام طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ مجبوراً مادام بوشاری بھی اٹھنا پڑا۔ اور پھر جیسے ہی وہ سیٹوں سے نکل کر درمیانی راہداری میں تے، ان دونوں کے ہاتھ انتہائی پھرتی سے پیچھے کھینچ کر ان میں ہتھکڑیاں ال دی گئیں اور وہ تینوں انہیں دھکیلتے ہوئے دروازے سے باہر لے گئے ام مسافر بتوں کی طرح ساکت بیٹھے یہ سب کارروائی دیکھتے رہے۔

"اب آپ لوگ تسلی سے جا سکتے ہیں ــــــ جن کی بلی تھی انہیں ہم ے ڈھونڈ لیا ہے" ــــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں دوسرے مافروں سے کہا اور پھر تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔

ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری کو طیارے سے نیچے لا کر جیپ میں بٹھایا یا اور جیپ تیزی سے واپس ائیرپورٹ کی عمارت کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

"تم لوگ کون ہو ــــــ اور ہمیں کیوں اس طرح لے جا رہے ہو" ــــــ؟ سٹر بلگرام نے جیپ میں بیٹھتے ہوتے پہلی بار زبان کھولی۔

"کہا تو ہے تمہیں بلی دکھانے جا رہے ہیں" ــــــ عمران نے بڑے بنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم ہو کون ــــــ؟ تم نہیں جانتے کہ ہم ایکریمی شہری ہیں ــــــ اور م ہمارے ساتھ یہ زیادتی کر رہے ہو ــــــ ہم سفارتی سطح پر اس کا حتجاج کریں گے" ــــــ مادام بوشاری نے انتہائی غصیلے لہجے میں بنختے ہوئے کہا۔

"محترمہ! ــــــ گمشدہ بلی کسی کو دکھانا کوئی جرم نہیں ہے" ــــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیا تم نے بلی بلی کی رٹ لگا رکھی ہے ۔۔۔ مجھے تو تم پاگل نظر آتے ہو" ۔۔۔ مادام کی غصے کے مارے بری حالت تھی۔

"آپ ایکریمی ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ میں ایکریمی ہوں ۔۔۔ ہمارے پاسپورٹ تم دیکھ سکتے ہو" ۔۔۔ مادام نے جواب دیا۔

"ایکریمی زبان کا ایک لفظ ہے ۔۔۔ ہوشاری ۔۔۔ اس کا مطلب کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح معصوم لہجے میں کہا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ مادام کا لہجہ بے ساختہ لڑکھڑا گیا۔

"محترمہ! ۔۔۔ ہوشاری، ایکریمی زبان میں بلی کو کہتے ہیں ۔۔۔ جیسے انگریزی میں کیٹ کہتے ہیں ۔۔۔ سمجھ گئیں ۔۔۔ بس ہوشاری گم ہو گئی تھی ۔۔۔ وہ مجھے مل گئی ہے" ۔۔۔ عمران نے یوں کہا جیسے استاد بچے کو سبق پڑھاتا ہے۔

"تم چاہتے کیا ہو عمران" ۔۔۔ اچانک ماسٹر بلگرام نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہو! ۔۔۔ تو بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو! ۔۔۔ تم ہم پر کوئی الزام عائد نہیں کر سکتے ۔۔۔ اور پھر ہم تو تمہارے ملک سے واپس جا رہے ہیں ۔۔۔ تم ہمیں واپس کیوں لے آئے ہو" ۔۔۔ ماسٹر بلگرام نے کہا۔

"یہ جیپ مذاکرات کی متحمل نہیں ہو سکتی ۔۔۔ اس لئے اطمینان سے بیٹھو ۔۔۔ مذاکرات کے لئے میں نے گول میز کا انتظام کر رکھا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ماسٹر بلگرام خاموش ہو گیا۔

جیپ مختلف راستوں سے گزرنے کے بعد دانش منزل کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ جیپ کے رکتے ہی عمران تیزی سے باہر آیا اور اس نے پھاٹک کھولنے والا خفیہ بٹن دبا دیا۔ پھاٹک کے کھلتے ہی جیپ کو وہ تیزی سے اندر بڑھائے لئے گیا۔

جیپ برآمدے کے پاس روک کر اس نے قریب بیٹھے ہوئے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نعمانی! ۔۔۔ انہیں گیسٹ روم میں لے چلو ۔۔۔ میں ابھی آتا ہوں" عمران نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ ہمارے لئے مزید کیا حکم ہے" ۔۔۔ نعمانی نے اسے روکتے ہوئے پوچھا۔

"انہیں گیسٹ روم میں پہنچا کر تم واپس جا سکتے ہو" ۔۔۔ عمران نے بغیر مڑے کہا اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر بظاہر تو وہ ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا لیکن چند لمحوں بعد وہ ٹوائلٹ کے خفیہ راستے سے گزر کر آپریشن روم میں پہنچ گیا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ ایک کار کے متعلق ابھی ابھی تنویر نے اطلاع دی ہے کہ اس میں مشکوک افراد موجود ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران

کے داخل ہوتے ہی کہا۔

"کیا مشکوک بات ہے اس کار میں" ——— ؟ عمران نے کرسی پر
بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"تنویر نے رپورٹ دی ہے کہ جب وہ شالیمار کالونی کے چوک میں پہنچا
تو وہاں سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار ایک درخت کے نیچے کھڑی تھی جب
تنویر کی کار اس کے قریب پہنچی تو اسی لمحے عمارت میں بم کا دھماکہ ہوا۔ اس کا
نتیجہ یہ ہوا کہ تنویر نے بے اختیار کار روک لی ——— اسی لمحے اس کی نظریں
اس کار میں سوار افراد پر پڑیں ——— کار میں دو آدمی سوار تھے۔ دونوں غیر ملکی
تھے اور ان میں سے ایک نے واضح طور پر انگریزی محاورے میں خس کم جہاں
پاک کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ حالانکہ فطری
طور پر انہیں دھماکے کے بعد صورت حال معلوم کرنے کے لئے نیچے اترنا چاہیے
تھا ——— اس پر تنویر مشکوک ہو گیا اور اس نے آگے بڑھنے کی بجائے
اس کار کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کیا ——— کار شالیمار کالونی سے نکل کر
مختلف سڑکوں پر گھومتی ہوئی ون یونٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں چلی گئی ہے
اور ابھی تک وہیں ہے ——— تنویر باہر سے نگرانی کر رہا ہے" ———
بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"ویری گڈ! ——— اس کا مطلب ہے کہ تنویر کی عقل داڑھ نکل آئی ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس وقت مسئلہ یہ ہے ——— کہ ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری سے
وہ راز اگلوانا ہے ——— اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ کونسا ایسا لائحہ عمل
اختیار کیا جائے ——— جس سے یہ راز فوری طور پر مل سکے" ——— ؟ عمران

نے کہا۔

"ہاں! ——— سر سلطان کا فون آیا تھا کہ میزائیلوں کے اڈے سے
ایک عجیب وغریب قسم کا کیمرہ ملا ہے ——— جو بظاہر ایک قلم نظر آتا ہے
لیکن شک پڑنے پر جب سائنس والوں نے اس کا تجزیہ کیا تو وہ کیمرہ ثابت
ہوا ——— انہوں نے کہا ہے کہ اس جدید ترین کیمرے کی موجودگی کسی سازش
کا نتیجہ ثابت ہو سکتی ہے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ! ——— وہ کیمرہ کہاں ہے" ——— ؟ عمران نے چونکتے
ہوئے پوچھا۔

"وہ تو وہیں ہو گا ——— میں نے پوچھا نہیں" ——— بلیک زیرو
نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ وہ کیمرہ فوراً منگوا لو ——— یقیناً اس کیمرے سے اڈے
کی فلم اتاری گئی ہو گی ——— اس کیمرے کی ساخت سے ہمیں اندازہ ہو جائے گا
کہ یہ راز کس صورت میں بھیجا جا رہا تھا" ——— عمران نے کہا۔

"ماسٹر اور مادام کی تلاشی لینے سے راز مل جائے گا" ——— بلیک زیرو
نے ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کا اطمینان یہ ظاہر کرتا ہے کہ راز ان کے پاس نہیں ہے۔
اگر ہے تو وہ کسی ایسے طریقے سے بھیجا جا رہا ہے ——— جس کی نشاندہی ان
کے خیال کے مطابق نہیں ہو سکتی ——— ورنہ وہ لوگ اتنے مطمئن کبھی نہ
ہوتے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"او کے" ——— بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے سر سلطان کے نمبر
ملانے شروع کر دیئے ——— رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے فوری طور پر

کیمرہ دانش منزل بھجوانے کے لئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں تنویر کے پاس جا رہا ہوں ____ میں خود کوٹھی کے اندر جا کر حالات کا جائزہ لوں گا ____ تم ایسا کرو کہ تمام ممبروں کو مسلح کر کے کوٹھی کے گرد پھیلا دو ____ میں ڈپٹی فورٹمین پہ انہیں ہدایات دوں گا ____ ہماری واپسی تک ان دونوں کا خیال رکھنا ____ پھر کہیں یہ نکل نہ جائیں" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"باس ____ ! پاسپورٹ اور ویزے آج شام تک تیار ہو جائیں گے" مارشل نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ ! ____ پھر تم ایسا کرو کہ شام کی کسی فلائیٹ میں ریزرویشن کرا لو۔ اب میں جلد از جلد اس ملک سے جانا چاہتا ہوں" ____ سی ون نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں ابھی ابھی ون پوائنٹ کالونی کی اس کوٹھی میں پہنچے تھے۔

"میں نے ریزرویشن کے لئے بھی ایک ٹریولنگ ایجنسی سے بات کر لی ہے" مارشل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس عمارت کی تباہی کے بعد وہاں کی صورت حال کے بارے میں کوئی رپورٹ ملی ہے" ____ سی ون نے پوچھا۔

"میں معلوم کرتا ہوں" ____ مارشل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ! ____ معلوم کرو ____ ہمیں دشمن کی طرف سے بھی ہوشیار رہنا چاہیئے" ____ سی ون نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب دشمن رہا کہاں ہے ____ سب سے خطرناک آدمی تو حشر ترکی تھا ____ وہ تو عمارت کے ساتھ ہی ختم ہو گیا" ____ مارشل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی جب تک ہم اس ملک میں موجود ہیں ____ ہمیں حالات سے باخبر رہنا چاہیئے" ____ سی ون نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور مارشل اثبات میں سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا

اس کے باہر جاتے ہی سی ون نے کرسی کے قریب پڑے ہوئے ایک بریف کیس کو اٹھا کر سامنے موجود میز پر رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے کلر باکس جتنا ڈبہ نکال لیا۔ بریف کیس میں اس کلر باکس کے علاوہ بھی مصوری کا دوسرا سامان موجود تھا۔

کلر باکس ایکریمیا کی کسی کمپنی کا بنا ہوا تھا۔ سی ون نے کلر باکس کو کھولا۔ اس میں مختلف رنگوں کی ڈلیاں ایک ترتیب سے چھوٹے چھوٹے خانوں میں رکھی ہوئی تھیں اور اس کے ساتھ دو نفیس قسم کے برش بھی تھے۔

سی ون نے گہرے سرخ رنگ کی ایک ڈلی خانے میں سے نکالی۔ خانے کے عین درمیان میں ایک باریک سا سوراخ تھا۔ سی ون نے ایک برش اٹھا کر اس کا نچلا حصہ جو خاصا پتلا تھا اس سوراخ میں ڈال دیا اور برش کو چھوڑ دیا۔

ابرش سیدھا کھڑا تھا۔

سی ون نے دوسرا برش اٹھایا اور اس کی ڈنڈی کے سرے سے اس نے مختلف رنگوں کی ڈلیوں کو دبانا شروع کر دیا۔ وہ اس طرح ڈلیوں کو دبا رہا تھا کہ کبھی برش سفید رنگ کی ڈلی پر پڑتا اور پھر ایکدم ہٹ کر تیسری پنک رنگ کی ڈلی پر پہنچ جاتا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ہارمونیم بجا رہا ہو۔ دو تین بار ایسا کرنے کے بعد اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے برش کے بالوں کو خانے میں کھڑے ہوئے برش کے بالوں سے ٹکرا دیا۔

دونوں برشوں کے بالوں سے ٹکراتے ہی اچانک کلر باکس میں سے ہلکی سی گونج پیدا ہوئی اور سی ون نے برش ایک طرف رکھ کر انگلی کی مدد سے مختلف ڈلیوں کو زور سے اور آہستہ دبانا شروع کیا۔ دوسرے لمحے گونج ختم ہو گئی اور ایسی آواز آنی شروع ہو گئی جیسے سمندر کی تیز لہریں ساحل کے ساتھ سر پٹخ رہی ہوں۔

سی ون نے اب ایک رنگ کی ڈلی پر انگلی رکھی اور اسے جیسے ہی دبایا لہروں کی بجائے ایک آواز کلر باکس سے نکلی۔ آواز مردانہ تھی لیکن اس میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"کراس کلب اوور" ____ بولنے والے نے کہا۔

"چیف ماسٹر سپیکنگ اوور" ____ سی ون نے رنگ کی ڈلی کو انگلی سے دباتے ہوئے انتہائی تحکمانہ انداز میں کہا۔ اس کا لہجہ بالکل ہی بدل گیا تھا۔

"اوہ! ____ یس باس! ____ موریل سپیکنگ باس۔ اوور" ____ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"یہاں پاکیشیا میں مشن مکمل ہو گیا ہے ____ میں نے بٹن سیکرٹ ٹر بگرام کے ذریعے بھجوا دیا ہے ____ ماسٹر بگرام اور مادام بوشاری جس یٹ کے ذریعے یہاں سے نکلے ہیں۔ اُسے روانہ ہوئے آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے ____ وہ تین گھنٹوں بعد ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گے ____ تم نے ٹر بگرام کی پہنی ہوئی قمیص حاصل کرنی ہے ____ اور پھر اس میں سے ن سیکرٹ نکال کر محفوظ کر لینا ____ میں آج شام کی فلائیٹ سے یہاں ے نکلوں گا ____ اور رات کو پہنچ جاؤں گا ____ اس کے بعد وستانی حکومت سے اس مشن کے سودے کی بات چیت کروں گا۔ اوور" ____ ی ون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں ماسٹر بگرام سے وہیں اڈے پر ہی بٹن حاصل کر لوں گا۔ اوور" ____ ریل نے جواب دیا۔

"اُسے بٹن سیکرٹ کے بارے میں علم نہیں ____ اس لئے ہیڈ کوارٹر ں قمیص حاصل کرنا ____ ویسے تم اڈے سے ہی اس کے ساتھ رہنا ر اسے سیدھے ہیڈ کوارٹر لے جانا ____ ایسا نہ ہو کہ اس کی لاپرواہی سے اتنا قیمتی راز ضائع ہو جائے۔ اوور" ____ سی ون نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس! ____ آپ کے حکم کی مکمل تعمیل ہو گی۔ اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ____ سی ون نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر انے سے برش باہر نکال لیا۔ رنگ کی ڈلی خالی خانے میں رکھی اور دونوں برش واپس کلر باکس میں رکھنے کے بعد اس نے اسے بند کر دیا۔ اب وہ ایک عام سا کلر باکس معلوم ہو رہا تھا اور شاید کسی کے تصور میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ یہ چھوٹا سا

کلر باکس اتنا طاقتور ٹرانسمیٹر بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی مدد سے ہزاروں میل دور تک نشریات پہنچائی جا سکتی ہیں۔

سی دان نے کلر باکس دوبارہ بریف کیس میں رکھا اور اسے بند کر کے کرسی کے ساتھ ٹکا دیا۔

"باس غضب ہو گیا ——— فلائیٹ کو واپس بلوا لیا گیا ہے ——— اور اطلاع ملی ہے کہ ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری کو طیارے سے جبراً اتار کر کسی نامعلوم مقام پر لے جایا گیا ہے" ——— اچانک مارشل نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے" ——— ؟ سی دان بے اختیار کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹنے کے قریب ہو رہی تھیں۔

"باس! ——— میں نے عمارت کے متعلق اطلاعات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس عمارت سے ابھی تک ملبہ اٹھایا جا رہا ہے ——— ابھی میں فون بند کر ہی رہا تھا کہ الیون متھرلیٹ کا فون آ گیا ——— وہ کسی کام کی وجہ سے ایئرپورٹ پر ہی رک گیا تھا ——— اس طرح اسے علم ہو گیا کہ فلائیٹ واپس منگوائی گئی ہے اور ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری کو ایک جیپ میں جبراً سوار کر کے ایئرپورٹ سے باہر لے جایا گیا ہے ——— وہ چونکہ ٹاور پر ڈیوٹی پر تھا اس لئے وہ کچھ نہ کر سکا" ——— مارشل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن شدید خطرے میں ہے ——— ماسٹر بلگرام کو یقیناً اسی عمارت میں لے جایا گیا ہو گا ——— جہاں ایلکم اور مادام ہوشاری کو رکھا گیا تھا" ——— سی دان نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مگر باس! ——— وہ بٹن سیکرٹ کیسے حاصل کر سکتے ہیں ——— جبکہ ماسٹر بلگرام کو خود بھی اس کے متعلق علم نہیں ——— اور شاندان کے تو تصور میں بھی کبھی نہیں آ سکتا کہ اتنا قیمتی راز ایک عام سے بٹن میں ہو سکتا ہے" ——— مارشل نے جواب دیا۔

"ہاں! ——— میری احتیاط کام آ گئی ——— اگر ماسٹر بلگرام کو اس کے متعلق علم ہوتا تو وہ تشدد کا کوئی بھی حربہ استعمال کر کے یہ سیکرٹ حاصل کر لیتے ——— کم از کم اب وہ ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری سے تو اس کے متعلق کچھ حاصل نہیں کر سکتے ——— لیکن ہمیں فوری طور پر ان دونوں کو وہاں سے نکالنا ہو گا ——— دیر ہو جانے کی صورت میں کچھ بھی ہو سکتا ہے" ——— سی دان نے بے چینی سے ٹہلتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہو۔

"ہم بھی ماسٹر بلگرام کی طرح کیوں نہ اس عمارت کے اندر داخل ہو کر چیک کریں" ——— مارشل نے سی دان کو خاموش دیکھ کر رائے دیتے ہوئے کہا۔

"اس وقت وہ لوگ ہوشیار نہیں تھے ——— لیکن اب وہ پوری طرح ہوشیار ہوں گے ——— اس لئے اب معاملہ زیادہ خطرناک ہو سکتا ہے" ——— سی دان نے بڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہیں اس بٹن سیکرٹ کے بارے میں کوئی علم ہی نہ ہو ——— کیونکہ اس مشن کے متعلق تو انہیں علم ہی نہیں ہے" ——— مارشل نے کہا۔

"تم یہ بات کیوں بھول رہے ہو کہ جب علی عمران اور اس کے ساتھی ٹارچنگ روم میں قید تھے ——— تو میں نے انہیں خود بتایا تھا کہ ہم نے اپنا اصل

مشن پورا کر لیا ہے ــــــ اور وہ راز ماسٹر بلگرام اور مادام بوشاری کے ذریعے ملک سے باہر جا چکا ہے ــــــ اس وقت میں نے میزائلوں کے اڈے کا بھی ذکر کیا تھا ــــــ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ہماری بات چیت کہیں سنی جا رہی ہے" ــــــ سی ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ بات چیت کیسے سُنی جا سکتی ہے باس ــــــ ایسا ہونا ناممکن ہے" ــــــ مارشل نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــــ تم نے ان لوگوں کو ٹارچنگ روم میں بھیجتے ہوئے ان کی تلاشی لی تھی" ــــــ ؟ سی ون نے اچانک کسی خیال کے تحت چونک کر پوچھا۔

"تلاشی! ــــــ نہیں ــــــ اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا ــــــ اور پھر عمران تو سیڑھیوں کے ذریعے براہ راست ٹارچنگ روم میں پہنچ گیا تھا" ــــــ مارشل نے قدرے ندامت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! ــــــ یقیناً ان کے پاس ایسا کوئی ٹرانسمیٹر ہوگا ــــــ جس کے ذریعے کسی جگہ ہماری بات چیت پہنچ گئی ــــــ اور انہوں نے فلائیٹ کو واپس بلوالیا" ــــــ سی ون نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے" ــــــ ؟ مارشل نے بے چین لہجے میں کہا۔

"میں بتاتا ہوں ــــــ اب دعوتِ ولیمہ ہونی چاہیئے" ــــــ اچانک دروازے سے آواز سنائی دی اور وہ دونوں بُری طرح اچھل پڑے۔

عمران جب ون پوائنٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ کے قریب پہنچا تو اس نے دُور سے ہی تنویر کو کوٹھی سے ذرا فاصلے پر ایک بک سٹال کے سامنے کھڑا پایا۔ عمران نے کار ایک طرف روکی اور پھر نیچے اتر کر تنویر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تنویر کی نظریں اس پر پڑیں تو اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسالہ واپس سٹال پر رکھا اور تیزی سے مڑ کر عمران کی طرف بڑھنے لگا۔

"کوٹھی میں کتنے آدمی ہیں" ــــــ ؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کار میں تو دو آدمی اندر گئے تھے ــــــ اور وہ دونوں ابھی تک اندر ہی موجود ہیں ــــــ ان کے علاوہ مجھے علم نہیں ہے کہ کتنے آدمی اندر ہیں"۔ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا شاید عمران کو دیکھ کر موڈ بگڑ گیا تھا۔

"اچھا ــــــ تم یہیں ٹھہرو ــــــ میں اندر جاتا ہوں ــــــ اور ہاں!

ایکسٹو نے تمام ممبروں کو کوٹھی کے گھیرے کا حکم دیا ہے ـــــ وہ لوگ جلد ہی پہنچ جائیں گے ـــــ تم نے انہیں ہینڈل کرنا ہے ـــــ انہیں کوٹھی کے گرد پھیلا دینا ـــــ مجھے ضرورت پڑی تو میں ڈمی فورٹین پر تم سے رابطہ قائم کر لوں گا" ـــــ عمران نے کہا اور پھر جیب سے ایک ڈمی فورٹین ٹرانسمیٹر نکال کر تنویر کے حوالے کر دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں پوری طرح ہوشیار رہوں گا" ـــــ تنویر نے بڑے خوشگوار لہجے میں کہا۔ شائد عمران نے اسے باقی ممبروں پر انچارج بنا دیا تھا اس لئے اس کا موڈ درست ہو گیا تھا۔

اور پھر عمران دھیرے سے مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ سائیڈ روڈ سے ہوتا ہوا وہ کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا۔ کوٹھی کے عقب میں ایک چھوٹی سی گلی تھی جو سنسان پڑی ہوئی تھی۔ کوٹھی کی دیوار کچھ زیادہ اونچی نہ تھی۔ عمران نے ایک لمحے رک کر اِدھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ فضا میں کسی پرندے کی طرح اچھلا۔ اس کے ہاتھ دیوار کی منڈیر پر ٹک گئے اور پھر وہ ہاتھوں کے بل اٹھتا ہوا دیوار پر پہنچ گیا۔

کوٹھی کا عقبی لان بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران نے ایک نظر اندر کے ماحول کا جائزہ لیا اور دوسرے لمحے وہ ہلکے سے دھماکے سے دوسری طرف اتر گیا۔ دیوار کے ساتھ السر کی اونچی باڑ موجود تھی۔ عمران چند لمحے باڑ کے پیچھے دبکا رہا لیکن جب اس ہلکے سے دھماکے کا کوئی ردعمل نہ ہوا تو عمران باڑ کے پیچھے سے نکلا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ زخمی چیتے کی طرح بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ کوٹھی کی حالت سے محسوس یہی ہو رہا تھا کہ وہ خالی پڑی ہوئی ہے۔ لیکن تنویر کی رپورٹ تھی کہ

کار اور اس میں سوار داخل ہونے والے دونوں آدمی ابھی اندر ہی ہیں اس لئے وہ احتیاط سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا وہ اس کے سامنے والے حصے پر پہنچ گیا۔ یہاں بھی کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ پورچ میں سیاہ رنگ کی بڑی سی کار موجود تھی۔ عمران آہستگی سے برآمدے میں داخل ہوا۔ ریوالور اس کے ہاتھ میں موجود تھا اور پھر برآمدے سے ہوتا ہوا وہ درمیانی گیلری کے سرے پر پہنچ گیا۔ وہ چند لمحے دیوار کے ساتھ چپکا رہا۔ پھر اس نے آہستہ سے سر باہر کر کے گیلری میں جھانکا۔ ایک کمرے کے دروازے سے روشنی باہر گیلری میں پڑ رہی تھی۔ عمران آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازے میں سے دو آدمیوں کے درمیان بات چیت کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران ہاتھ میں ریوالور پکڑے دروازے کے قریب رک گیا۔ اب اُسے آوازیں واضح طور پر سنائی دینے لگی تھیں۔ کیونکہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور پھر ایک آواز سنتے ہی اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا کیونکہ وہ آواز پہچان گیا تھا وہ چیف ماسٹر کی آواز پہچان گیا تھا۔

" اوہ! ـــــ تم نے ان لوگوں کو ٹارچنگ روم میں بھیجتے ہوئے ان کی تلاشی لی تھی" ـــــ ؟ وہ آواز دوسرے سے پوچھ رہی تھی۔

" تلاشی ـــــ نہیں ـــــ اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا ـــــ اور پھر عمران تو سیڑھیوں کے ذریعے براہ راست ٹارچنگ روم میں پہنچ گیا تھا" ـــــ دوسری آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں ہلکا سا ندامت کا تاثر موجود تھا۔ اور عمران یہ آواز بھی پہچان گیا۔ یہ وہ آواز تھی جس نے ٹارچنگ روم میں پہلے ان سے بات چیت کی تھی۔

" اوہ! ـــــ یقیناً ان کے پاس کوئی الیکٹرالسینر ہوگا ـــــ جس کے ذریعے کسی جگہ ہماری بات چیت پہنچ گئی ـــــ اور انھوں نے فلائیٹ کو واپس بلوالیا" ـــــ سی ون کی آواز سنائی دی. پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسرے آدمی کی آواز سنائی دی۔

" اب کیا پروگرام ہے" ـــــ ؟ دوسری آواز پوچھ رہی تھی. اور اسی لمحے عمران نے مداخلت کرنے کا فیصلہ کر لیا. کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں یہ لوگ اپنے کسی ساتھی کو نہ بلالیں. چنانچہ عمران نے قدم آگے بڑھایا اور دروازے کے سامنے پہنچتے ہوئے کہا۔

" میں بتاتا ہوں ـــــ اب دعوت ولیمہ ہونی چاہیئے" ـــــ عمران کا لہجہ واضح طور پر مضحکہ اڑانے والا تھا۔

اور عمران کی آواز کمرے میں بم کی طرح پھٹی اور وہ دونوں بری طرح اچھل پڑے. ان دونوں کے چہرے حیرت اور خوف سے بری طرح بگڑ گئے تھے. ان دونوں کی نظریں عمران پر یوں جمی ہوئی تھیں جیسے انہیں یقین نہ آرہا ہو کہ وہ کسی زندہ آدمی سے بات کر رہے ہیں. ان کے سامنے کوئی روح کھڑی ہے۔

" تت ـــــ تم زندہ ہو" ـــــ ؟ سب سے پہلے سی ون نے سکوت توڑا. اس کے لہجے سے بے اعتباری نمایاں تھی۔

زندہ ہوں ـــــ تو دعوت ولیمہ کھانے آگیا ہوں ـــــ ورنہ روحوں کو مرغ مسلم سے کیا واسطہ" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم کیسے زندہ بچے" ـــــ ؟ سی ون کو شاید ابھی تک یقین ہی نہ

آرہا تھا۔

" مجھے بے حد بھوک لگی ہوئی تھی ـــــ اور ظاہر ہے میں بھوکا مرنا پسند نہیں کر سکتا ـــــ چنانچہ میں نے مرنے کا پروگرام ملتوی کر دیا ـــــ اور یہاں دعوت ولیمہ کھانے آگیا ـــــ لیکن یہاں تو مجھے دعوت کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" اگر تم وہاں سے بچ نکلے ہو ـــــ تو پھر اب تمہاری موت یقینی ہے"۔ سی ون نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا. وہ حیرت کے پہلے زبردست جھٹکے سے سنبھل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اب مارشل کے چہرے پر بھی حیرت کی بجائے غصے کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔

" میری موت تو بہر حال یقینی ہے ـــــ ہر انسان نے ایک نہ ایک روز مرنا ہے ـــــ لیکن میں کم از کم اپنی حیثیت سے کم آدمی کے ہاتھوں مرنا پسند نہیں کر سکتا ـــــ مجھے مارنے کے لئے تو اپنے چیف ماسٹر کو بلواؤ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" چیف ماسٹر کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے ـــــ ہم خود تمہیں عبرتناک موت کے حوالے کر سکتے ہیں" ـــــ مارشل نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

" اچھا ـــــ تم بھی بول پڑے ـــــ شکر ہے ـــــ میں تو سمجھا تھا کہ تمہیں دعوت ولیمہ میں کوے کی زبان کھلانی پڑیگی" ـــــ عمران نے جواب دیا ـــــ اور پھر مارشل نے ہی پہل کی. وہ اپنی جگہ سے بجلی کی سی تیزی

سے اچھلا۔ اس کا انداز بے حد برق رفتار تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو سیدھا کرتا، مارشل توپ کے گولے کی طرح عمران سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے وہ عمران سمیت باہر گیلری میں جا گرا۔

عمران کو شاید مارشل سے اس قدر پھرتی کی توقع ہی نہ تھی اس لئے وہ ردعمل کے طور پر اپنا بچاؤ نہ کر سکا تھا اور اس طرح وہ مارشل کے داؤ میں آگیا تھا۔

گیلری کافی تنگ تھی اور مارشل پوری قوت سے عمران سے ٹکرایا تھا اس لئے عمران اچھل کر گیلری کی پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کا سر دیوار کے ساتھ پوری قوت سے ٹکرایا تھا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سر بے شمار ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا ہو۔ اس کے دماغ پر اندھیرا ایسا چھا گیا جیسے فیوز اڑ جانے سے بجلی کا بلب بجھ جاتا ہے۔

پھر اس کے شعور میں ایک جھٹکے سے ہلچل سی پیدا ہوئی اور اسکی آنکھیں خودبخود کھلتی چلی گئیں۔ اس کی آنکھوں میں روشنی آہستہ آہستہ بھرتی چلی گئی۔ اور پھر جب شعور پوری طرح جاگ اٹھا تو اس نے اپنے آپ کو اسی کمرے میں رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھے پایا۔ اس کے ہاتھ کرسی کی پشت پر کر کے باندھ دیئے گئے تھے۔ اور پیروں کو علیحدہ علیحدہ کرسی کے دونوں پایوں کے ساتھ رکھ کر باندھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے سینے کو بھی کرسی کی پشت کے ساتھ رسیوں سے باندھا گیا تھا اور سی ون اور مارشل دونوں اس کے سامنے اپنے ہاتھوں میں ریوالور لئے کھڑے تھے۔ ان کے چہروں پر فتح مندی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"کیا دعوت ولیمہ کی تیاری مکمل ہو گئی ہے ——— ؟ چلو شکر ہے کہ تم نے میرا منہ تو کھلا رکھا ہے ——— ورنہ ظاہر ہے مجھے دعوت میں منہ باندھ کر بیٹھنا پڑتا" ——— عمران نے ہوش میں آتے ہی بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم واقعی بے حد بہادر ——— اور حوصلہ مند ہو ——— لیکن افسوس کہ اب تمہاری زندگی کے صرف چند لمحے باقی رہ گئے ہیں" ——— سی ون نے بڑے سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چند لمحے ——— چند صدیوں پر بھی محیط ہو سکتے ہیں دوست! ——— اس لئے تم میری فکر چھوڑو ——— اپنی بات کرو" ——— عمران نے یوں بے نیازی سے سر جھٹکتے ہوئے کہا جیسے اُسے موت کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

"مارشل! ——— اسے گولی مار دو ——— اب ہم یہاں زیادہ وقت ضائع نہیں کر سکتے" ——— سی ون نے مارشل سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس ——— چیف ماسٹر" ——— مارشل نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور عمران کی طرف کر دیا۔ یہ وہی ریوالور تھا جو پہلے عمران کے پاس تھا۔

"اچھا! ——— تو تم چیف ماسٹر ہو ——— ویسے مجھے یقین تو نہیں آرہا ——— کیونکہ میرے ذہن میں چیف ماسٹر کی کوئی اور ہی تصویر تھی۔ لیکن تم تو بھیگے ہوئے چوہے لگ رہے ہو" ——— عمران نے سی ون کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے حقارت آمیز لہجے میں جواب دیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے بھی مارشل کی طرف نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا تھا جو ریوالور کا رُخ عمران کی

طرف کئے ٹریگر پر انگلی رکھے کھڑا تھا۔

"فائر" ـــــ سی ون نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور مارشل نے دانت پیستے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔

عمران کے باہر نکلتے ہی بلیک زیرو نے پھرتی سے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ جولیا کا لہجہ یکدم مودبانہ ہو گیا۔

"جولیا! ـــــ جو ممبرز بھی صحیح حالت میں ہیں ـــــ انہیں کال کر کے فوری طور پر ون یونٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ پر بھیج دو ـــــ تنویر اور عمران وہاں گئے ہیں ـــــ انہیں پوری طرح مسلح ہونا چاہیئے ـــــ عمران وہاں انہیں ہینڈل کرے گا" ـــــ بلیک زیرو نے تحکمانہ لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ـــــ جولیا نے مختصر سا جواب دیا اور بلیک زیرو نے بغیر کوئی جواب دیئے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

ایئرپورٹ سے لائے جانے والے ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری گیسٹ روم میں تھے اور ان سے وہ راز حاصل کرنا تھا جو وہ اپنے ساتھ ملک سے باہر لے جانا چاہتے تھے۔

بلیک زیرو نے سوچا کہ عمران کے واپس آنے سے پہلے وہ خود کوشش کر دیکھے۔ کیونکہ اس سے پہلے اس کی غفلت کی وجہ سے یہی ماسٹر بلگرام، عمران اور بلیک زیرو کو دانش منزل سے اغوا کر لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور شاید ایسا سیکرٹ سروس کی تاریخ میں پہلی بار ہوا تھا اور یہ بات بلیک زیرو کے لئے موت کے مترادف تھی۔ یہ اور بات تھی کہ عمران نے اس بات کو اپنی اعلیٰ ظرفی کی وجہ سے نظر انداز کر دیا تھا۔ لیکن بلیک زیرو جانتا تھا کہ یہ اتنی بڑی کوتاہی ہے کہ جس کی سزا موت ہی ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے سوچا کہ اگر وہ عمران سے پہلے وہ راز ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری سے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کی غفلت کا کچھ نہ کچھ ازالہ ہو سکتا ہے۔

اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے اپنا مخصوص نقاب نکال کر چہرے پر چڑھایا اور پھر اس نے آٹومیٹک کنٹرول والا بٹن دبا دیا۔ اب دانش منزل کا حفاظتی سسٹم کمپیوٹر کے تحت آ گیا تھا اور اب بغیر اجازت مکھی بھی دانش منزل میں داخل نہ ہو سکتی تھی۔

اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد وہ تیزی سے آپریشن روم سے باہر نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گیسٹ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا انداز بے حد جارحانہ تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ذہنی طور پر یہ فیصلہ کر چکا ہو کہ آج ہر قیمت پر

ان دونوں سے راز حاصل کر کے ہی وہ واپس لوٹے گا۔

گیسٹ روم کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو اس نے ان دونوں کو شیشے کے پارٹیشن کی دوسری طرف فرش پر بیٹھے ہوئے پایا۔ وہ دونوں دیوار سے پشت لگائے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو کو دیکھ کر وہ دونوں چونکے ضرور ــــــ لیکن انہوں نے مزید کوئی حرکت نہ کی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ کسی کے منتظر بیٹھے ہوں۔

"ماسٹر ملگرام اور مادام لوشاری! ــــــ میں یہ فیصلہ کر کے آیا ہوں کہ تم سے وہ راز حاصل کر لوں ــــــ جو تم اپنے ساتھ لیکر ہمارے ملک سے جا رہے تھے ــــــ اس کے لئے اگر مجھے تمہارے جسم کا ریشہ ریشہ بھی علیحدہ کرنا پڑا تو میں بالکل نہ جھجکوں گا ــــــ اور اگر میں ایک بار شروع ہو گیا تو پھر میرے ہاتھ اس وقت تک نہ رکیں گے ــــــ جب تک تمہارے جسم ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل نہ ہو جائیں ــــــ اس لئے میں صرف تمہیں ایک منٹ دیتا ہوں کہ تم وہ راز میرے حوالے کر دو ــــــ میں صرف پانچ تک گنوں گا ــــــ اس کے بعد میں بہرہ اور گونگا بن جاؤں گا" ــــــ بلیک زیرو نے انتہائی سرد لہجے میں پھنکارتے ہوئے کہا۔

"ہمارے پاس کوئی راز نہیں ہے ــــــ اگر کوئی ایسا راز ہوتا تو ظاہر ہے ہم اتنے اطمینان سے تمہارے ساتھ نہ چلے آتے ــــــ ہم جانوں پر کھیل کر وہ راز بچانے کی کوشش کرتے ــــــ تمہیں اس بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے" ــــــ ماسٹر ملگرام نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے! ــــــ تم نے اپنا فیصلہ سنا دیا ــــــ اب مجھے گلہ نہ

کرنا" ــــــ بلیک زیرو نے کہا اور اس کے بعد اس نے سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر اس کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی شیشے کے پارٹیشن کے پیچھے بنے ہوئے کمرے میں جہاں وہ دونوں موجود تھے، سائیڈوں کی دونوں دیواروں کے درمیان بیک وقت دو خانے کھلے اور پھر ان دونوں خانوں میں بجلی سی چمکی اور وہ دونوں چیخیں مارتے ہوئے اچھل کر اپنی جگہ سے دور جا گرے جیسے ان کے جسموں پر کسی نے تیزاب سے بھرے ہوئے ڈرم پھینک دیئے ہوں۔

جیسے ہی ان دونوں کے جسم فرش پر گرے، دونوں دیواروں میں موجود خانوں میں ایک بار پھر بجلی سی چمکی اور وہ دونوں پہلے سے زیادہ بھیانک انداز میں چیختے ہوئے دوسری جگہ جا گرے اور پھر وہاں سے چیختے ہوئے تیسری جگہ ــــــ ان کے جسم جیسے ہی فرش سے لگتے ــــــ دونوں خانوں میں بجلی سی چمکتی ــــــ اور کمرہ ان کی چیخوں سے گونج اٹھتا ــــــ ان دونوں کے چہرے بری طرح مسخ ہو چکے تھے ــــــ سر کے بال کانٹوں کی طرح کھڑے ہو گئے تھے ــــــ اور وہ چیختے ہوئے گیندوں کی طرح مسلسل اچھل رہے تھے۔

پہلے تو ان کی چیخوں میں خاصی شدت تھی۔ لیکن آہستہ آہستہ چیخیں مدھم پڑتی جا رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کی قوت مدافعت بس ختم ہی ہونے والی ہو۔

اور پھر بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔ اور وہ دونوں فرش کے درمیان کٹے ہوئے شہتیروں کی طرح گرے اور بری طرح ہانپنے لگے۔ مادام

بوشاری کی حالت ماسٹر سے زیادہ خراب تھی۔

بلیک زیرو چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر اس بٹن کے ساتھ لگا ہوا ایک اور بٹن دبا دیا۔ اور اس بٹن کے دبتے ہی کمرے کی چھت درمیان سے کھلی اور اس میں سے چکی کے پاٹ کی طرح لوہے کا ٹھوس ٹکڑا آہستہ آہستہ نیچے آنے لگا۔ اس ٹکڑے کے پیچھے مضبوط زنجیر بندھی ہوئی تھی۔ لوہے کا یہ ٹکڑا نیچے آتا چلا گیا۔ اور وہ دونوں آنکھیں پھاڑے اسے نیچے آتا دیکھ رہے تھے۔

یہ ٹکڑا اتنا بڑا تھا کہ اسے دیکھتے ہی فوراً یہ احساس ہو جاتا تھا کہ یہ ٹکڑا اگر ان کے جسموں پر گر پڑا تو وہ فرش کے ساتھ پلستر ہو کر رہ جائیں گے لیکن شاید ان دونوں کے چہروں پر بے چینی اس لئے نہ پھیلی کہ جس جگہ وہ لیٹے ہوئے تھے ٹکڑا اس سے کافی فاصلے پر تھا اور ظاہر ہے اگر وہ گرتا تو وہ اس کی زد میں نہ آسکتے تھے۔

فولادی ٹکڑا کافی نیچے آکر رک گیا۔ اور پھر زنجیروں میں ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ سی سنائی دی اور فولادی ٹکڑے نے اپنا رخ بدلنا شروع کر دیا۔ وہ جس زنجیر سے لٹکا ہوا تھا اس کا سرا چھت پر یوں ایک طرف ہٹتا جا رہا تھا جیسے چھت پر اس کے چلنے کے لئے باقاعدہ پٹڑی بچھی ہوئی ہو۔

اور پھر وہ ٹکڑا ٹھیک ان دونوں کے اوپر آکر رک گیا۔ اب ان کے جسموں اور اس ٹکڑے کے درمیان صرف چار فٹ کا فاصلہ تھا۔ ان دونوں نے اس ٹکڑے کو عین اپنے اوپر لٹکتے دیکھا تو ان کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں اور انہوں نے لاشعوری طور پر اس کے نیچے سے نکل جانے کے لئے اپنے جسموں کو کھسکانا چاہا۔ مگر وہ صرف بل کھا کر رہ گئے۔ ان دونوں

کے جسم فرش سے چپکے ہوئے تھے۔ اور وہ حرکت نہ کر سکتے تھے۔

ٹکڑا چند لمحے رکنے کے بعد ایک بار پھر نیچا ہونا شروع ہو گیا۔ وہ سنٹی میٹروں کے حساب سے نیچے اتر رہا تھا۔

"روکو ۔۔۔ اسے روکو ۔۔۔ خدا کے لئے روکو" ۔۔۔ ان دونوں کے حلق سے ہذیانی لہجے میں آواز نکلی۔

"یہ نہیں رک سکتا ۔۔۔ اس کے رکنے کی ایک ہی ترکیب ہے کہ تم اس راز کے متعلق مجھے بتا دو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے سپاٹ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمارے پاس کوئی راز نہیں ۔۔۔ یقین کرو ۔۔۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے" ۔۔۔ ان دونوں نے بیک وقت چیختے ہوئے جواب دیا
ان دونوں کی نظریں آہستہ آہستہ نیچے آتے ہوئے اس فولادی ٹکڑے پر جمی ہوئی تھیں۔

"اگر کچھ نہیں ۔۔۔ تو پھر تمہارا مر جانا ہی بہتر ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ پہلے سے زیادہ سپاٹ ہو گیا۔

فولادی ٹکڑا اب دونوں کے جسموں سے صرف ایک فٹ کے فاصلے پر پہنچ گیا تھا۔ ان دونوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ وہ دونوں بری طرح واویلا کر رہے تھے اور بلیک زیرو غور سے ان کی حالت دیکھ رہا تھا۔

اور پھر فولادی ٹکڑے کی نچلی سطح ماسٹر بلگرام کی ناک سے چھو گئی اور اس کی ناک یوں پچک گئی جیسے کسی نے ہتھوڑا مار کر توڑ دی ہو۔

بلیک زیرو نے بڑی پھرتی سے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔ اور بٹن آف ہوتے ہی لوہے کا ٹکڑا انتہائی تیزی سے واپس چھت کی طرف بلند ہوا اور

تھوڑی دیر بعد وہ چھت میں غائب ہو چکا تھا۔

بلیک زیرو حیران تھا کہ موت کو اس قدر نزدیک دیکھ کر بھی وہ راز نہیں بتا رہے۔ اس سے تو ظاہر ہے کہ ان کے پاس کوئی راز موجود نہیں ہے۔ ورنہ یہ ایک انسان کی نفسیات سے بعید ہے کہ وہ بھیانک موت کو اس قدر قریب دیکھ کر اپنی خود اعتمادی کو کنٹرول میں رکھ سکے۔

اسی لمحے اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ راز ان کے پاس ہو لیکن انہیں خود اس کا علم نہ ہو۔ اس لئے وہ بتانے سے قاصر ہوں۔ چنانچہ یہ خیال آتے ہی خود ان کی تلاشی لینے کا فیصلہ کیا اور پھر اس نے سوئچ بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی کمرے میں سرخ رنگ کی گیس بھرتی چلی گئی۔ چند لمحے گیس بھرتی رہی۔ اس کے بعد وہ غائب ہوتی چلی گئی۔ یہ گیس بیہوش کر دینے والی تھی اور بلیک زیرو کو یقین تھا کہ وہ دونوں اب کم از کم چار پانچ گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آ سکتے۔

بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبایا تو درمیان میں موجود شیشے کی دیوار سرر کی آواز سے اٹھ کر چھت میں غائب ہو گئی۔ اور بلیک زیرو تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔

ان دونوں کے قریب پہنچ کر بلیک زیرو ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر وہ فرش پر پڑے ہوئے ماسٹر بلگرام پر جھکتا چلا گیا۔ وہ اس کے کپڑوں کی تلاشی لینا چاہتا تھا کہ اچانک ماسٹر بلگرام کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے بجلی چمکی ہو اور دوسرے لمحے وہ الٹ کر فرش پر گر چکا تھا اور ماسٹر بلگرام اس کے

اوپر سوار تھا۔

بلیک زیرو نے پھرتی سے دونوں پیر سمیٹ کر اسے گھٹنوں کی مدد سے ایک طرف اچھالنا چاہا۔

مگر اسی لمحے قریب پڑی ہوئی مادام ہوشاری اچھلی اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح بلیک زیرو کی دونوں ٹانگوں کے اوپر آ گری اور اس طرح بلیک زیرو بے بس ہو گیا۔

ماسٹر بلگرام نے پوری قوت سے سر کی ٹکر بلیک زیرو کی ناک پر ماری اور پھر جیسے کوئی مشین حرکت میں آ جاتی ہے۔ وہ مسلسل اس کی ناک پر بڑے وحشیانہ انداز میں ٹکریں مارتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد بلیک زیرو کے حواس جواب دے گئے اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

مارشل نے دانت پیستے ہوئے ٹریگر دبا دیا لیکن دوسرے لمحے
وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ کیونکہ ریوالور میں سے صرف ٹرچ کی آواز نکلی تھی۔
اس میں سرے سے گولی تھی ہی نہیں۔ اس نے دو تین بار مزید ٹریگر دبایا۔
لیکن سوائے اسی آواز کے اور اس میں سے کچھ نہ نکلا۔

" یہ خالی ریوالور لے کر ہم پر چڑھ دوڑا تھا ـــــ اس کا دستہ مار مار کر
اس کی کھوپڑی توڑ ڈالو" ـــــ سی دن نے چیختے ہوئے کہا اور مارشل
ریوالور کو نال سے پکڑ کر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا اور اس کے قریب
جا کر جیسے ہی ہاتھ بلند کیا، دوسرے لمحے وہ بری طرح اچھل کر پیچھے کھڑے
ہوئے سی دن پر جا پڑا۔ اور وہ دونوں ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرے اور
جب وہ آپس میں ٹکرا کر دوبارہ کھڑے ہوئے تو عمران اسی طرح کرسی پر بیٹھا
ہوا تھا۔ البتہ اس کے دونوں ہاتھ جو کرسی کے پیچھے بندھے ہوئے تھے
نہ صرف آزاد تھے بلکہ مارشل کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور بھی اس کے ہاتھوں

میں تھا۔

" میں نے ایک بار پہلے بھی نقلی ماسٹر بگرام کو بتلایا تھا کہ رسیاں میرا
راستہ نہیں روک سکتیں ـــــ اب تم دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو۔"
عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ خالی ریوالور ہے ـــــ میں ابھی تمہیں بتاتا ہوں" ـــــ مارشل
نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ وحشی ہاتھی کی طرح عمران کی طرف
بڑھنے لگا۔ ظاہر ہے وہ خود اس ریوالور کو چلا کر دیکھ چکا تھا کہ وہ خالی ہے
اس لئے ظاہر ہے کہ وہ اس خالی ریوالور سے کیسے خوفزدہ ہو سکتا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ عمران کے قریب پہنچتا، عمران نے ٹریگر دبا
دیا اور اس بار ریوالور میں سے ٹرچ کی آواز کی بجائے گولی نکلی اور مارشل
چیخ مار کر پشت کے بل نیچے گر پڑا۔ گولی اس کے سینے میں لگی تھی۔

مارشل کے پیچھے سی دن بھی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ وہ شاید مارشل کی
طرف سے کارروائی کا منتظر تھا اور اسے بھی معلوم تھا کہ عمران کے ہاتھ میں
پکڑا ہوا ریوالور خالی ہے۔ اس لئے وہ بھی مطمئن انداز میں کھڑا تھا لیکن جب
مارشل گولی کھا کر گرا تو اس نے بڑی پھرتی سے چھلانگ لگا کر کمرے سے باہر
نکلنا چاہا۔ مگر عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نے ایک اور گولی اگلی
دی اور سی دن کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور وہ منہ کے بل دروازے کی دہلیز
پر ہی گر گیا۔ گولی اس کے کولہے کے جوڑ میں پیوست ہو گئی تھی۔

پھر جیسے ہی سی دن نیچے گرا۔ عمران نے دو تین بار مزید ٹریگر دبایا اور
سی دن کے حلق سے چیخیں نکلتی چلی گئیں۔ گولیاں اس کی ٹانگوں پر
پڑی تھیں۔

"اب تم اپنی جگہ سے ہل نہ سکو گے چیف ماسٹر" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈوں کی مدد سے پہلے اپنے سینے کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کاٹیں اور پھر جھک کر وہ دونوں رسیاں بھی کاٹ ڈالیں جو اس کے پیروں سے بندھی ہوئی تھیں۔ اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

مارشل تو ایک ہی گولی کھا کر ختم ہو چکا تھا۔ البتہ سی ون بیہوش پڑا تھا۔ عمران نے ریوالور کے دستے کے نیچے ابھری ہوئی جگہ کو انگوٹھے سے دبایا تو ریوالور بے ضرر ہو گیا۔ اب اگر اسے چلایا جاتا تو ٹرچ کی آواز ہی نکل سکتی تھی۔

عمران نے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دروازے کے درمیان میں پڑے ہوئے سی ون کا ہاتھ پکڑا اور اسے یوں گھسیٹتا ہوا پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا جیسے کارپوریشن کے جمعدار کسی کتے کی لاش کو گھسیٹ کر لے جاتے ہیں۔

عمران نے پورچ میں کھڑی ہوئی سیاہ رنگ کی کار کا دروازہ کھولا اور سی ون کو اٹھا کر پچھلی سیٹ پر پھینک دیا۔ اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے کار سٹارٹ کرنے سے پہلے جیب سے ڈی فریمین ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"یس ——— تنویر بول رہا ہوں۔ اوور" ——— تنویر کی اشتیاق بھری آواز سنائی دی۔

"ممبرز پہنچ گئے ہیں۔ اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

"ہاں! ——— سب پہنچ گئے ہیں ——— اور میں نے انہیں کوٹھی کے گرد پھیلا دیا ہے ——— صرف آپ کی طرف سے کال کا انتظار ہے۔ اوور"

تنویر نے جواب دیا۔

"تو پھر تم اپنی ٹیم کو اباؤٹ ٹرن کا حکم دے دو ——— کیونکہ اب ان کی ضرورت نہیں رہی۔ اوور" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— ؟ کیا ہم خوامخواہ اتنی دیر سے یہاں پہرہ دیتے رہے۔ اوور" ——— تنویر کے لہجے میں اچانک جھلاہٹ عود کر آئی۔

"تمہیں اسی کی تنخواہ ملتی ہے تنویر صاحب ——— اوور اینڈ آل"۔ عمران نے تلخ لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔ اور کار سٹارٹ کرنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔

عمران نے یہی پروگرام بنایا تھا کہ چیف ماسٹر کو دانش منزل لے جایا جائے اور پھر اس سے اس راز کو اگلوایا جائے۔

بلیک زیرو کے بیہوش ہوتے ہی ماسٹر بلگرام اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ طاری تھی۔

" اسے مار ڈالو ماسٹر" ——— مادام بوشاری نے بھی ماسٹر بلگرام کو اٹھتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

" نہیں مادام! ——— یہ خود ہمیں اس کمرے سے ——— اور پھر اس عمارت سے باہر نکالے گا ——— میں اسے اپنے ساتھ چیف ماسٹر کے پاس لے جاؤں گا ——— یہ اس کے لئے بہت بڑا تحفہ ہوگا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اس کی قید میں ہو ——— جسے پوری دنیا نے ہوا بنایا ہوا ہے" ——— ماسٹر بلگرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اسے ہوش میں مت لانا ——— ہو سکتا ہے ——— یہ کوئی چال چل جائے" ——— مادام بوشاری نے کہا۔ وہ شاید اپنے پر گزرنے والے ہولناک تشدد سے بے حد خوفزدہ تھی۔

" چلو دیکھو ——— اگر کمرے کا دروازہ کھلا ہوا ہے ——— تو پھر اسے ہوش میں لانے کی ضرورت نہیں" ——— ماسٹر نے کہا اور پھر اس نے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے بلیک زیرو کو وہیں چھوڑا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

لیکن دروازہ اس کی توقع کے مطابق بند تھا۔ اس نے اس کا لاک کھولنے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن بے سود ——— لاک کسی طرح بھی کھلنے میں نہ آ رہا تھا۔

" مجبوری ہے مادام! ——— اسے ہوش میں لانا پڑے گا" ——— ماسٹر نے لاک سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

" پھر وہی شیشے کی دیوار نیچے ڈالو اور اسے علیحدہ کر دو ——— تاکہ ہوش میں آ کر یہ ہمیں کچھ نہ کہہ سکے" ——— مادام بوشاری بے حد خوفزدہ تھی۔

ماسٹر نے اس کی بات سن کر سر ہلایا اور پھر غور سے سوئچ بورڈ کو دیکھنے لگا جس کے سامنے اور سائیڈوں پر بے شمار چھوٹے چھوٹے بٹن موجود تھے۔ اب اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ ان میں سے کونسا بٹن شیشے کی دیوار کو نیچے اتارنے کا ہے۔

آخر اس نے ویسے ہی تجربے کے طور پر ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی اچانک اس جگہ کا فرش تیزی سے ہٹا، جہاں بلیک زیرو پڑا ہوا تھا اور دوسرے لمحے بلیک زیرو غائب ہو چکا تھا اور اس کی جگہ فرش برابر ہو گیا تھا۔ اب وہ کمرہ خالی پڑا تھا۔

" اوہ! ——— یہ بہت برا ہوا ——— اب ہم کمرے سے کیسے نکلیں گے" ——— ماسٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ کہاں غائب ہوگیا" ـــــ مادام نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"میرے خیال میں اس کمرے کے نیچے کوئی گٹر ہے ـــــ جو آدم تشدد کی بنا پر مرجاتا ہوگا ـــــ اسے اسی طریقے سے گٹر میں پھینک دیا جا ہوگا" ـــــ ماسٹر نے کہا۔

"اب کیا کریں ـــــ ؟ کسی طرح دروازہ کھولو" ـــــ مادام نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

ماسٹر نے دوبارہ لاک کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن لاک سسٹم ہی کچھ ایسا تھا کہ وہ کسی طور پر کھلنے ہی میں نہ آرہا تھا۔ آخر تھک ہار کر وہ ایک طرف ہٹ گیا۔

"دروازہ نہیں کھل سکتا ـــــ اب تو ایک ہی صورت ہے کہ ہم دونو اطراف میں کھڑے ہو کر کسی کے اندر آنے کا انتظار کریں ـــــ اور جب کوئی باہر سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو تو اسے مار گرایا جائے ـــــ ا پھر کھلے دروازے سے باہر نکلا جائے" ـــــ ماسٹر بلگرام نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے ـــــ ہم نے سرخ گیس دیکھتے ہی سانس روک لئے تھے ورنہ نجانے یہ خوفناک نقاب پوش ہمارا کیا حشر کرتا" ـــــ مادام نے فرش پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ ہمیں اس گیس کے متعلق معلومات حاصل تھیں ـــــ اس لئے بچ گئے" ـــــ ماسٹر بلگرام نے جواب دیا اور پھر وہ بھی دروازے سے ذرا ہٹ کر فرش پر بیٹھ گیا۔ ظاہر ہے اب سوائے انتظار کے وہ اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔

"کسی اور بٹن کو دبا کر دیکھو ـــــ شاید مسئلہ حل ہو جائے" ـــــ اچانک ام بوشاری نے چونک کر کہا۔

"نہیں ـــــ میں مزید رسک نہیں لے سکتا ـــــ یہ کمرہ تو مجھے سم ہوشربا لگتا ہے ـــــ نجانے بٹن دبتے ہی کیا ہو جائے ـــــ اس ئے بہتر ہے کہ ہم انتظار ہی کریں" ـــــ ماسٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ تمہاری بات درست ہے ـــــ لیکن ایسا نہ ہو کہ بروقت کارروائی نہ کر سکیں ـــــ اور آنے والا پھر ہمیں جکڑ لے" ـــــ دام نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ایسی بات نہیں ـــــ مادام! ـــــ تمہارے اعصاب جواب دے گئے ہیں ـــــ اس لئے تم ایسی باتیں سوچ رہی ہو ـــــ اب میرے بازو زاد ہیں۔ اس لئے اب میں کسی سے مار نہیں کھا سکتا" ـــــ ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

اور مادام نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ وہ ماسٹر بلگرام کی صلاحیتوں کے بارے میں اچھی طرح جانتی تھی۔

عمران سی دن کو کار میں ڈالے عمارت سے باہر نکلا اور پھر اس نے
کار کا رُخ دانش منزل کی طرف موڑ دیا۔ اس کے ذہن میں ابھی تک کھچڑی سی
پک رہی تھی۔ کیونکہ ملزم تو اس نے اکٹھے کر لئے تھے لیکن وہ راز جو بقول
چیف ماسٹر کے ملک سے باہر جا رہا تھا اس کا ابھی تک کوئی پتہ نہ تھا۔
اب عمران یہی سوچ رہا تھا کہ اس راز کے متعلق چیف ماسٹر کو یقیناً مکمل
علم ہو گا۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس طرز کے مجرم اپنی جان تو دے دیتے
ہیں لیکن راز دینا گوارا نہیں کرتے۔ اس لئے وہ کوئی ایسا طریقہ سوچ رہا تھا جس
سے وہ راز اگلوا سکے۔

ایک لمحے کے لئے اُسے یہ بھی خیال آیا تھا کہ وہ ہپناٹزم سے مدد لے لیکن
پھر اس نے یہ خیال ترک کر دیا ——— کیونکہ ایسے مجرموں کی قوت ارادی قدرتی طور
پر اتنی طاقتور ہوتی ہے کہ انہیں ٹرانس میں لے آنا ناممکن ہو جاتا ہے۔
یہی سوچتا ہوا وہ کار دوڑاتا دانش منزل کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ کار روک کر

وہ نیچے اترا اور پھر جھک کر گیٹ کھولنے والا بٹن دبا دیا۔ مگر بٹن دباتے ہی
وہ چونک پڑا۔ کیونکہ بٹن میں پریشر ختم ہو چکا تھا۔ یہ اس بات کی نشانی تھی
کہ دانش منزل کا آٹومیٹک حفاظتی نظام آن ہو چکا ہے۔
"یہ طاہر کہاں چلا گیا" ——— ؟ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
کہا۔ کیونکہ ظاہر ہے بلیک زیرو کی موجودگی میں تو آٹومیٹک نظام نہیں چلایا جاتا۔
بہرحال اس نے ہاتھ اونچا کر کے گیٹ کے ساتھ دیوار پر ابھری ہوئی جگہ کو دبایا
اور پھر جھک کر دوبارہ وہی گیٹ کھولنے والا بٹن دبا دیا۔ اس بار بٹن میں پریشر
موجود تھا۔

چنانچہ بٹن دبتے ہی گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور عمران کار لئے اندر داخل
ہو گیا۔ اس نے کار برآمدے کے قریب جا کر روکی اور پھر اتر کر کار کا پچھلا دروازہ
کھول کر پچھلی سیٹ پر پڑے ہوئے سی دن کو باہر نکالنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے
وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ سیٹ کے نیچے کار کا فرش خون میں ڈوبا ہوا تھا
اس نے تیزی سے سی دن کا ہاتھ پکڑا اور اس کی نبض دیکھی اور بے اختیار
ایک طویل سانس اس کے منہ سے نکل گئی۔
سی دن ختم ہو چکا تھا۔ اس کی نبض ڈوب چکی تھی۔ زیادہ خون بہنے
کی وجہ سے وہ ختم ہو گیا تھا۔ اور عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے
لگا۔ غلطی اسی سے ہوئی تھی۔ سی دن کو اس نے دو تین گولیاں ماردی تھیں
اور پھر وہاں سے نکل کر دانش منزل تک پہنچنے میں اس نے غیر اختیاری طور
پر سستی کی تھی۔ کیونکہ ظاہر ہے وہ خیالوں میں ڈوب کر کار چلاتا رہا اور کار
کی رفتار آہستہ ہی رہی۔
عمران نے ایک جھٹکے سے دروازہ بند کر دیا۔ اب سی دن سے راز کا پتہ کرتے

کے تمام امکانات ختم ہو چکے تھے۔ اب تو صرف ماسٹر بلگرام ہی باقی رہ گیا تھا جو
راز کا پتہ دے سکتا تھا۔

عمران کار کا دروازہ بند کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔ اب اُسے یہ خیال آ رہا تھا کہ آخر بلیک زیرو اچانک کہاں چلا گیا۔
آپریشن روم میں پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ کمرے کی شمالی دیوار پر
ایک سکرین روشن تھی اور اس پر ایک بڑے سے گٹر کا منظر نظر آ رہا تھا۔
گٹر کے پانی میں بلیک زیرو اوندھے منہ پڑا صاف نظر آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا
جیسے وہ بیہوش پڑا ہو۔ اس کا جسم دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا اور ٹانگیں گٹر
کے پانی میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

عمران نے تیزی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور پھر اس
دیوار میں خفیہ دروازہ کھلتے ہی وہ دوڑتا ہوا اس دروازے کو کراس کر گیا۔
دروازے کی دوسری طرف ایک تنگ سی راہداری تھی۔ وہ اس راہداری میں سے
ہوتا ہوا ایک دیوار تک پہنچ گیا۔ یہ گٹر کی بیرونی دیوار تھی۔ عمران نے دیوار کے
قریب جا کر ایک ابھری ہوئی اینٹ کو دبایا تو دیوار کے اوپر والے حصے میں ایک
بڑا سا خلا پیدا ہو گیا۔ عمران نے اچھل کر اس کی نچلی دیوار پر ہاتھ جمائے اور
پھر بازوؤں کے بل اٹھتا ہوا اپنا جسم خلا کے اندر داخل کر دیا۔ دوسرے لمحے
وہ گٹر کے اندر داخل ہو چکا تھا۔ اس نے سب سے پہلے بلیک زیرو کی نبض
دیکھی۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں بلیک زیرو کو ختم کر کے گٹر میں نہ پھینکا گیا ہو
مگر نبض چیک کر کے اسے اطمینان ہو گیا کہ بلیک زیرو ابھی تک زندہ ہے۔
گو نبض کی حالت بتا رہی تھی کہ اس پر گہری بیہوشی طاری ہے۔ لیکن خطرے کی
کوئی بات نہ تھی۔

عمران نے بلیک زیرو کو اٹھایا اور اسے اٹھا کر اس نے خلا سے دوسری
طرف لٹکا کر چھوڑ دیا۔ اب بلیک زیرو اس راہداری میں آ گرا تھا۔ عمران بھی اسی
انداز میں خلا سے گزر کر واپس راہداری میں آ گیا۔ اس نے دیوار کو دبا کر خلا
دوبارہ بند کیا اور پھر بلیک زیرو کو اٹھائے واپس آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ اور
پھر آپریشن روم سے ملحقہ کمرے میں اس نے اُسے بیڈ پر لٹایا اور اس کا نقاب
اتارا۔ نقاب خون میں لتھڑا ہوا تھا۔

بلیک زیرو کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور اس میں سے خاصا خون
بہہ نکلا تھا۔ خون بہنا اس لئے بند ہو گیا تھا کہ اس کی ٹانگیں گٹر کے پانی میں
ڈوبی ہوئی تھیں۔ ورنہ ہو سکتا تھا وہ بھی زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے
اب تک ختم ہو جاتا۔

عمران نے الماری کھولی اور پھر وہاں سے ایمرجنسی میڈیکل باکس نکال کر
وہ اس کی مرہم پٹی میں مصروف ہو گیا۔ ناک کی بینڈیج کرنے کے بعد اس نے
بلیک زیرو کو ہوش میں لانے کے لئے دو انجکشن لگائے اور باکس کو واپس
الماری میں رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد بلیک زیرو نے آنکھیں کھول دیں۔

"بے ناک ایکسٹو صاحب! ــــ اب آپ کا کیا حال ہے" ــــ؟
عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ــــ عمران صاحب آپ ــــ اور میں یہاں کیسے پہنچ
گیا" ــــ؟ بلیک زیرو نے بے اختیار اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں گٹر سے نکال کر لایا ہوں ــــ شکر کرو کہ آٹومیٹک نظام
چالو تھا ــــ جس نے نکاسی کے تمام راستے بند کر رکھے تھے ــــ ورنہ

اب تک تمہاری لاش نجانے کونسے گٹر میں بہتی پھرتی" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ! ـــــ وہ ماسٹر اور مادام مجھے دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گئے۔ میں نے انہیں بالشیم گیس کی مدد سے بیہوش کیا ـــــ لیکن وہ شاید سانس روکے ہوتے تھے ـــــ اس لئے وہ مجھ پر حملہ کر کے مجھے قابو کرنے میں کامیاب ہو گئے" ـــــ بلیک زیرو نے بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"مگر تم گیسٹ روم میں گئے کیوں تھے" ـــــ ؟ عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے سوچا تھا کہ آپ کے آنے سے پہلے ان سے راز حاصل کر لوں"۔ بلیک زیرو نے بڑے ندامت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ان تمام حربوں کے متعلق تفصیل بتائی جو اس نے ان دونوں پر آزمائے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ واقعی ان دونوں کو راز کے متعلق کوئی علم نہیں ہے ورنہ ایسی حالت میں پہنچنے کے بعد وہ یقیناً اس کے متعلق بتا دیتے" ـــــ عمران نے واپس آپریشن روم میں آکر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ کیونکہ ماسٹر اور مادام کو راز کا علم نہ تھا اور چیف ماسٹر سی ان ختم ہو چکا تھا۔

ابھی عمران بیٹھا اس کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک کمرے میں تیز گھنٹی کی آواز گونج اٹھی۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا تو اُسے دیوار پر ایک سکرین روشن نظر آئی۔

یہ سکرین بیرونی گیٹ کا منظر دکھا رہی تھی۔ گیٹ کے باہر ایک کار موجود تھی اور ایک نوجوان کار کے قریب منہ اٹھائے کھڑا تھا۔ دوسرے لمحے عمران اس نوجوان کو پہچان گیا۔ وہ سر سلطان کا پی۔ اے تھا۔

"اوہ! ـــــ یہ یقیناً وہ کیمرہ لے کر آیا ہو گا" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"مسٹر ہاشم! ـــــ آپ کیسے آئے ہیں" ـــــ ؟ عمران نے بٹن دباتے ہی ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"سر سلطان نے ایک پین بھیجا ہے ـــــ وہی دینے آیا ہوں جناب"۔ نوجوان نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ تم اسے گیٹ کی دائیں ہاتھ والی دیوار میں پیدا ہونے والے خلاء میں ڈال دو ـــــ تھینک یو" ـــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے ایک اور بٹن دبا دیا۔

اس بٹن کے دبتے ہی دائیں دیوار میں لیٹر بکس کے منہ جیسا خلاء پیدا ہو گیا۔ نوجوان نے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ پین نکالا اور اُسے اس خلاء میں ڈال دیا۔

"شکریہ! ـــــ اب آپ جا سکتے ہیں" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بٹن آف کر دیا۔

چند لمحوں بعد عمران نے میز کی سب سے نچلی دراز کھولی تو پین اس میں موجود تھا۔ آٹومیٹک رینج سسٹم کے تحت پین اس خلاء سے ہوتا ہوا یہاں تک پہنچ گیا تھا۔

عمران نے پین اٹھایا اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ چند لمحے غور سے دیکھنے پر اس کی آنکھوں میں چمک سی اُبھر آئی۔ وہ پین لئے تیزی سے اٹھا اور ملحقہ آپریٹنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

آپریٹنگ روم میں ہر طرف عجیب و غریب قسم کی مشینیں فٹ تھیں۔ عمران

نے مختلف مشینوں کی مدد سے اس پین کو کسی سائنسدان کی طرح چیک کرنا شروع کر دیا۔

" واہ مارا ___ واہ واہ ! ___ تو یہ بات ہے" ___ عمران نے بچوں کی طرح چیختے ہوئے کہا۔

" کیا ہوا عمران صاحب ___ ؟" بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

" بھئی بڑا ہی عجیب و غریب قسم کا کیمرہ ہے ___ بہت خوب" ___ عمران نے پین مشین سے واپس نکالتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب ___ ؟ میں سمجھا نہیں" ___ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

" تم تو زندگی بھر کسی چیز کا مطلب نہیں سمجھ سکے ___ جبکہ میں سمجھ گیا ہوں ___ آؤ میرے ساتھ" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے آپریٹنگ روم سے نکل کر واپس آپریشن روم میں آ گیا۔ یہاں آ کر اس نے میز کے کنارے پر موجود بے شمار بٹنوں میں سے سب سے نیچے لگا ہوا بٹن دبایا تو دیوار پر ایک اور سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر گیسٹ روم کا منظر ابھر آیا۔ دروازے کے قریب ہی ماسٹر بلگرام اور مادام ہوشاری دیواروں سے پشت لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔

عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے میز کی دوسری دراز کھولی اور اس میں سے ایک تختہ سا باہر کھینچ لیا۔ اس تختے پر سرخ رنگ کے بٹنوں کی ایک قطار موجود تھی۔ عمران نے سب سے آخری بٹن دبا دیا اور غور سے سکرین کو دیکھنے لگا۔

اس بٹن کے دبتے ہی گیسٹ روم میں دودھیا رنگ کی گیس بھرنی شروع

ہو گئی۔ چونکہ گیس کمرے کے آخری کونے سے نکل رہی تھی اور ماسٹر اور مادام ادھر دروازے کے پاس دروازے کی طرف منہ کئے بیٹھے تھے۔ اس لئے انہیں اس گیس کا پتہ بھی نہ چل سکا۔

اور پھر چند لمحوں بعد پہلے مادام ہوشاری لڑھک کر نیچے فرش پر جا گری اور اس کے فوراً بعد یہی حشر ماسٹر بلگرام کا ہوا۔ اور عمران نے آخری سے پہلا بٹن دبایا اور تختہ دوبارہ اندر دھکیل کر دراز بند کر دی۔

" آؤ میرے ساتھ ! ___ میں بتاؤں کہ راز ان لوگوں سے کیسے حاصل کیا جاتا ہے ___ تم نے خواہ مخواہ اپنی ناک تڑوالی" ___ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو بھی پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے گیسٹ روم میں داخل ہو گئے۔ عمران، ماسٹر بلگرام پر جھک گیا۔ وہ غور سے اسے قریب سے دیکھ رہا تھا۔ اور پھر اچانک اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کی قمیض پر لگے ہوئے پانچ بٹنوں میں سے ایک بٹن کو پکڑا اور اسے زور سے جھٹکا دے کر توڑ لیا۔

" یہ کیا کر رہے ہیں آپ" ___ ؟ بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے بٹن بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

" لو ___ اس بٹن کو اپنی ٹوٹی ہوئی ناک پر ٹانک لو ___ یہ ہے وہ راز ___ جو تم ان سے حاصل کرنا چاہتے تھے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ راز ___ یہ تو عام سا بٹن ہے" ___ بلیک زیرو نے حیرت بھرے انداز میں بٹن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ عام سا بٹن نہیں ــــ بلکہ اس کیمرے کی فلم ہے ــــ میرے خیال میں ماسٹر بگرام کو بھی اس کی خبر نہیں تھی" ــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کے ہاتھ سے بٹن لیا اور واپس مڑ گیا۔ بلیک زیرو حیرت بھرے انداز میں اس کے پیچھے تھا۔

آپریٹنگ روم میں پہنچ کر جب عمران نے وہ بٹن ایک مشین میں ڈالا اور اس کا بٹن آن کیا تو مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی اور چند لمحوں بعد اس پر میزائیلوں کے اڈے کا منظر ابھر آیا۔ اور بلیک زیرو کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ اب اُسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے واقعی جلد بازی کر کے خوامخواہ اپنی ناک تڑوالی۔

ختم شُد